زخرف
از قلم فاطمہ ادریس
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

زخرف

از قلم

فاطمہ ادریس

www.novelsclubb.com

زخرف از قلم فاطمہ ادریس

قسط نمبر ۱۲:

"اتنی دفعہ اسے سمجھاتی تھی میں کہ نا بیٹی کو اتنی چھوٹ دو، نا اس کو سر پر چڑھاو لیکن نہیں اسے تو کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔ جو مردوں کے بیچ مرد بن کر چلتی تھی آج دکھا دیا نا اس نے پھر کہ کس عورت کی بیٹی ہے وہ۔"

مرجان ہاوس میں سب لاونج میں موجود تھے۔ سامنے بڑے صوفے پر کبیر مرجان سر ہاتھوں میں دیے ہوئے بیٹھے تھے۔ سنگل صوفے پر بیٹھی فصیحہ پھپھو کب سے اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں۔

"مجھے تو جب بچوں نے صبح وہ تصویر دکھائی تو میرے تو ہاتھ پیر ہی پھول گئے۔ میں تو بار بار کہہ رہی تھی کہ نہیں ہماری بیٹی نہیں ہے یہ۔ آج تک ہمارے خاندان کی کسی لڑکی کی جرات نہیں ہوئی کہ ایسا کرے۔" اپنا دوپٹہ پکڑ کر انہوں نے ہونٹوں پر رکھا۔ "یہی ہوتا ہے جب خاندان سے باہر رشتے جوڑے جائیں۔"

یوسف ایک طرف دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ نظریں ٹی وی کی کالی سکرین پر تھیں۔وہ بلکل خاموش تھے۔بواوہاں سے گزرتی رکیں اور یوسف کو افسوس سے دیکھا۔

"نامیں کہتی ہوں اس نے ایک دفعہ بھی تمہاری عزت کے بارے میں نہیں سوچا؟ زیادہ نہیں تو یہ سوچ لیتی کہ میرے باپ کی ملک میں ایک پہچان ہے،ایک رتبہ ہے، پتہ نہیں کونسی آگ لگی تھی اسے۔۔۔۔۔"

"ویسے بہن، یہ کوئی وقت نہیں ہے زہر اگلنے کا۔"بواصوفوں کی جانب آتی بولیں۔

www.novelsclubb.com

پھپھو فصیحہ نے ٹھہر کر حیرت زدہ تاثرات سے انہیں دیکھا۔

"اگر یوسف خاموش ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم کچھ بھی بولے جاو۔ دیکھ نہیں رہی وہ کتنا پریشان ہے۔"

پھپھو فصیحہ فوراً صوفے سے کھڑی ہوئیں۔تایا کبیر نے اب تک سر نا اٹھایا تھا۔

"بیٹی کی کیا بات کروں تم نے تو ملازموں کو بھی اتنی چھوٹ دے رکھی ہے کہ جب جی میں آئے تمہارے بہن بھائی کی بے عزتی کر دیں۔" وہ تقریباً پھٹتی بولی تھیں۔

یوسف نے اب کے پہلی بار چہرہ موڑ کر ان کو دیکھا۔

"بوا ملازمہ نہیں ہیں۔" انگلی اٹھا کر انہیں بتایا۔"آپ سے زیادہ عزیز ہیں وہ مجھے کیونکہ وہ آپ کی طرح زہر نہیں اگل رہیں میری بیٹی کے بارے میں اس وقت۔"

"ابھی بھی تم زخرف کی حمایت کر رہے ہو؟ تمہیں سمجھ میں نہیں آتی یوسف کے تمہارے سر میں خاک ڈال دی ہے اس نے۔ گنداخون ہے وہ۔"

"بس۔" شاید وہ زندگی میں پہلی دفعہ اتنا اونچا بولے تھے۔تایا کبیر نے بھی چہرا اوپر اٹھایا۔"گنداخون میری بیٹی کا نہیں میرا اپنا ہے، جو اپنی سگی بہن میری بیٹی کے بارے میں ایسے بات کر رہی ہے۔"

"یوسف، فصیحہ بس کر دو۔" اب کے تایا کبیر بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

"میں بس کر دوں؟" یوسف اپنے سینے پر دستک دیتے ہوئے تایا کبیر کی جانب مڑے۔ "بھائی جان آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ آپا کس طرح میری بیٹی کے بارے میں بول رہی ہیں؟ اگر آپ زخرف کو اپنی بیٹی مانتے ہیں تو آپ کا ضمیر کیسے گنوارا کر رہا ہے اس کے بارے میں یہ سب سننا۔"

"یوسف۔" تایا کبیر کا لہجہ متحمل تھا۔ "ایک دفعہ زخرف کو آنے دو۔ ساری بات اس کے سامنے کریں گے۔ فلحال بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

فصیحہ پھپھو پھر سے بیٹھ گئیں اور اب کے باقائدہ رونے لگیں۔

"کیوں فائدہ نہیں ہے۔ آپ بھی میری بیٹی پر بھروسہ نہیں کرتے نا؟" ان کا چہرہ مارے ضبط لال ہو گیا تھا۔

"یوسف۔۔۔۔"

"نہیں نہیں۔بس کر دیں۔آپ کا پیار دکھاوا تھا۔"ایک آنسو یوسف کی آنکھ سے نکلا اور بہہ گیا۔"ارے مجھ سے پوچھیں۔"وہ آگے آئے اور کبیر مرجان کے مقابل کھڑے ہوئے۔"مجھ سے پوچھیں تو میں آپ کو بتاوں کہ میں اس پر کتنا بھروسہ کرتا ہوں۔وہ اپنے باپ سے کچھ نہیں چھپاتی۔وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے بھائی جان۔"

"میرا پیار دکھاوا نہیں ہے یوسف۔"تایا کا لہجہ ٹوٹا ہوا لگتا تھا۔"میرا دل ٹوٹ رہا ہے یہ سوچ کر کہ لوگ ہماری بیٹی کے بارے میں کیسی باتیں کر رہے ہیں۔"

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔"یوسف دو قدم پیچھے ہوئے۔"اور جیسے ہی میری بیٹی گھر آئے گی ناخبردار جو اسے کسی نے کچھ کہا۔آپ دونوں میں سے کوئی بھی اس سے کچھ پوچھے گا بھی نہیں۔وہ میری بیٹی ہے اور اس سے پوچھنے کا حق صرف میرا ہے۔"وہ ان دونوں کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے بول رہے تھے۔"اور وہ جب

آئے گی نا تو میں سب سے پہلے اسے گلے سے لگاوں گا۔کیونکہ میں آپ لوگوں جیسا نہیں ہوں۔"

"چچا جان۔۔۔۔۔۔"حسن کی آواز کہیں پیچھے سے ہی آئی تھی۔وہ تقریبا دوڑتا لاونج میں آیا تھا۔

جب وہ آیا تو وہ تینوں اس کی جانب دیکھنے لگے۔

"چچا جان۔۔۔زخرف۔۔۔"حسن کی آنکھیں پانی سے بھری تھیں۔اس کے چہرے پر بے پناہ شاک تھا۔

"کیا زخرف؟ بولو بھی حسن۔آگئی ہے وہ؟"تایا کبیر اس کی جانب بڑھتے بولے۔

یوسف خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔حسن بھی ان کو ہی دیکھ رہا تھا۔پھر وہ ٹیبل تک آیا اور ٹی وی کا ریموٹ اٹھایا۔ٹی وی آن کیا تو سامنے نیوز چینل پر بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔

"ملک کی مشہور شخصیت یوسف مرجان کی بیٹی زخرف مرجان کو آج صبح کراچی ائیرپورٹ سے پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔پولیس نے یہ دعوی کیا تھا کہ زخرف مرجان اسلحے کی سمگلنگ میں انوالو تھیں۔آج صبح ائیرپورٹ پر ان کی گاڑی کی تلاشی کے دوران ان کی گاڑی سے بہت سا اسلحہ بھی برآمد ہوا۔لہذا گرفتاری سے تھوڑی دیر بعد ہی سندھ پولیس نے زخرف مرجان کو پنجاب پولیس کے حوالے کرنے کا دعوی کیا ہے۔آپ کو بتاتے چلیں کہ زخرف مرجان ایک جانی مانی آرٹسٹ ہیں جو صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا بھر میں۔۔۔۔۔۔۔"

پورے لاونج میں موت کا سناٹا چھا گیا۔بوا اور سہلی بھی ٹی وی کی آواز سن کر دوڑی چلی آئی تھیں۔حسن یوسف کے قریب آکر کھڑا ہوا۔وہ بنا پلکیں جھپکائیں ٹی وی کی سکرین کو دیکھ رہے تھے۔

"چچا جان۔"اس نے یوسف کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ان کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔

.....

وہ کسی لاش کی طرح زمین پر پڑی تھی۔اس نے آنکھیں کھولیں تو چند لمحے کچھ دیکھ نا پائی۔دماغ میں جیسے کوئی دھند سی جمی تھی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔سر کسی پینڈولم کی طرح چکرا رہا تھا۔اس نے اپنے ارد گرد غور کرنے کی کوشش کی۔چند ہی لمحے میں اسے ارد گرد دکھنے لگا۔

اس کے سر پر ایک خوفناک سی سیلنگ تھی۔سیاہ رنگ کے پتھر سے بنی ٹیڑھی سی سیلنگ جس پر بے شمار جالے تھے۔زخرف نے بائیں جانب دیکھا تو وہ دیوار بھی سیاہ تھی۔وہاں ایک چھوٹا سا لکڑی کا دروازہ لگا تھا۔بائیں جانب سلاخیں تھیں۔سیاہ رنگ کی آہنی موٹی سلاخیں۔

www.novelsclubb.com

اپنے بازوؤں پر وزن ڈال کر وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئی۔اس نے اپنے نیچے فرش پر ہاتھ پھیرا۔اس فرش کا رنگ بھی سیاہ تھا۔بے حد سیاہ۔اور وہ اتنا کھردرا تھا کہ اس پر بیٹھنے سے ہی جسم درد کرنے لگے۔

وہ کہاں تھی؟یہ کیسی عجیب جگہ تھی؟

وہ دیوار کا سہارا لیتی اٹھی اور اس لکڑی کے دروازے تک آئی۔اس کی کنڈی کھولی اور اندر جھانکا۔وہ واش روم تھا۔زخرف پیچھے مڑی۔اس نے قدم اس کھردرے پتھر پر آگے بڑھائے۔سلاخوں تک پہنچ کر ان کو تھام لیا۔ان سے سر ٹکا کر باہر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

باہر دائیں جانب ایک لمبی راہداری تھی جو اندھیرے میں گھری تھیں۔ارد گرد سیاہ دیواریں ماحول کو خوفناک بنا رہی تھیں۔بائیں طرف زرا سا آگے کر کے ایک میز اور کرسی تھی اور راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔

"یا اللہ۔۔۔میں کہاں ہوں؟"

اسے اپنے پیر پر کچھ چلتا محسوس ہوا تو اس نے سر جھکا کر دیکھا۔ایک عجیب سا کیڑا اس کے پیر پر چل رہا تھا۔ پیروں میں جوتا نام کی کوئی شے نا تھی۔ زخرف نے زور سے پیر جھٹکا تو کیڑا دوسری جانب چلا گیا۔اس نے پھر سے چہرہ اٹھا کر باہر والے دروازے کو دیکھا۔وہ دیکھ ہی رہی تھی کہ دروازہ کھلا۔

ایک تقریبا تیس سال کا نوجوان اندر آیا اور حیرت سے زخرف کی جانب دیکھا۔اس نے خاکی پینٹ پر خاکی ہی شرٹ پہن رکھی تھی۔ ویسٹ پر پستول بندھی تھی۔

"کون ہو تم؟اور یہ کونسی جگہ ہے؟ کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔۔۔۔"

وہ نوجوان چلتا اس سیل کی سلاخوں تک آیا جس میں وہ بند تھی اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"تو تمہیں ہوش آ ہی گئی۔"اس کا لہجہ بے حد نارمل تھا۔

"بتاونا مجھے میں کہاں ہوں؟ میرے گھر سے کوئی آیا ہے؟ بابا۔۔۔ بابا آئے ہیں کیا؟؟" وہ اتاولی سی سوال پر سوال کر رہی تھی۔

"اگر تم اتنا بولو گی تو کام خراب ہو جائے گا۔ تمہارا گلا اور میرے کان۔ تمہیں تمہارے سوالوں کے جواب وقت آنے پر ملیں گے اس لیے بہتر ہے خود کو نا تھکاو۔"

زخرف نے سلاخوں سے ہاتھ نکال کر اس کا گریبان پکڑنا چاہا لیکن وہ پہلے ہی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

"مجھے بتاو کہاں لائے ہو مجھے۔" وہ سلاخوں سے سر ٹکائے گرجی تھی۔ "بولو۔ کون ہو تم لوگ اور یہ کونسی جگہ ہے؟ اغوا کیا ہے نا مجھے۔۔۔ پولیس نہیں ہو نا تم؟"

وہ اطمینان سے تھوڑا دور کھڑے اسے سن رہا تھا اور وہ چیخے جا رہی تھی۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی مجھے باہر نکالو یہاں سے۔۔"

"جانتی ہو جب یہاں کوئی خاموش نا ہو اور ایسے ہی چلائے تو اس کے ساتھ بہت برا ہوتا ہے۔ میں نہیں چاہتا تمہاری زبان بند کروانے کے لیے میں وہ کروں اس لیے بہتر ہے تم خود ہی خاموش ہو جاو اور بے معنی سوال نا کرو۔"

"تم میرا منہ بند نہیں کروا سکتے۔ مجھے۔۔۔۔ مجھے اپنا کارڈ دکھاو۔ مجھے ثبوت دو کہ تم پولیس ہو۔ میری میرے وکیل سے بات کرواو۔"

وہ سر جھٹکتا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ پیچھے سے بولتی جا رہی تھی۔

"سنائی نہیں دیتا تمہیں؟ میری وکیل سے بات کرواو۔ اور تم لوگوں نے واقعی مجھے اغوا کیا ہے نا تو تمہارے ساتھ بھی اچھا نہیں ہو گا۔ ایک دفعہ مجھے یہاں سے نکلنے دو، تم سب کو بتاوں گی کہ زخرف مرجان سے برا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔"

دروازہ بند ہو گیا۔ وہ چلاتی رہی۔ کچھ ہی لمحوں بعد دروازہ پھر سے کھلا۔ اب کہ کوئی اور اندر آیا تھا۔ اس شخص کے کپڑے گندے سے تھے۔ کمر پر ایک چھوٹی سی بوری تھی اور ہاتھ میں ایک سپرے کی بوتل۔ پہلے والا شخص بھی اس کے پیچھے اندر داخل

ہوااور اپنے میز پر بیٹھ گیا۔زخرف نے سر سلاخوں سے ہی ٹکار کھا تھا۔اب کے بولی تو نارمل انداز میں۔

"تم لوگ مجھے بتا کیوں نہیں دیتے کہ مجھے کہاں لائے ہو؟آخر میں نے کیا کیا ہے؟ میرا اس اسلحے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے،مجھے نہیں پتا وہ میری گاڑی میں کیسے آیا۔"

وہ آدمی سپرے کی بوتل پکڑے اس سیل کے سامنے سپرے کرنے لگا۔سلاخوں کے سامنے اچھے طریقے سے سپرے کر کے اس نے بوتل ایک طرف رکھی اور بوری پکڑے نیچے بیٹھا۔زخرف جو کہ بولی جا رہی تھی اس کا دھیان پیچھے میز پر بیٹھے شخص پر تھا۔

www.novelsclubb.com

اس آدمی نے بوری کا منہ سیل کے اندر کیا اور اسے کھول دیا۔ڈھیروں کی تعداد میں کاکروچ بوری سے نکلتے سیل میں دوڑنے لگے۔

زخرف نے جیسے ہی اس طرف دیکھا اس کی چیخیں آسمان پر تھیں۔وہ آدمی جلدی سے بوری خالی کر کے اٹھ گیا اور وہاں سے باہر چلا گیا۔

اس وقت اس سیل میں کسی قیامت کا منظر دکھتا تھا۔

"بابا۔۔۔۔بابا۔۔۔۔نہیں انہیں ہٹاو۔ہٹاوانہیں" وہ جس طرف جارہی تھی کاکروچ اس کے پیروں پر چڑھتے جارہے تھے۔وہ زور زور سے اپنے پیر زمین پر مار رہی تھی۔کچھ اس کے پیر کے نیچے آتے جارہے تھے کچھ تیزی سے اس کی ٹانگوں پر چڑھنے کی کوشش کررہے تھے۔وہ دھاڑے مار کر چیخنے لگی تھی رونے لگی تھی۔

میز پر بیٹھا شخص فوراسے سلاخوں کے قریب آیا۔

"زخرف میری بات سنو۔" سلاخوں کو پکڑے اسے اپنی جانب متوجہ کروانا چاہا۔

وہ اپنے پیر زور سے جھٹکتی چیخے جارہی تھی۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ فضول میں چیخو گی نہیں تو میں ان کو باہر نکال دوں گا۔"

وہ اسے نہیں سن رہی تھی۔

"زخرف میں کیا کہہ رہا ہوں میری بات سنو۔" وہ مزید اونچا بولا۔ زخرف نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وعدہ کرو کہ چیخو گی نہیں۔ میں انہیں باہر نکال دوں گا۔"

"تم جو کہو گے میں کروں گی۔ کچھ نہیں بولوں گی پلیز ان کو باہر نکال دو۔" کہتے ہوئے وہ جھکی اور بری طرح رونے لگی۔ کاکروچ اس کی ٹانگوں پر چڑھتے جا رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ شخص پھر سے وہیں تھا۔ وہ سیل سے باہر کھڑی تھی اور وہ نوجوان بھی ساتھ کھڑا تھا۔ دوسرا آدمی سیل کے اندر کوئی سپرے کر رہا تھا جس سے کیڑے بے ہوش ہو رہے تھے۔ زخرف بار بار اپنے جسم پر زور سے ہاتھ پھیرتی۔ ایک کلائی پر ہتھکڑی تھی اور ہتھکڑی کا دوسرا سرا اس نوجوان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ بار بار ڈر کر اپنی ٹانگوں کو جھک کر جھاڑ رہی تھی۔ اس کے جسم پر اب کوئی کیڑا نا تھا لیکن اسے ابھی بھی وہ اپنے جسم پر چلتے محسوس ہو رہے تھے۔

جب سارے کیڑے بے ہوش ہو گئے تو وہ آدمی جھاڑو سے اکٹھے کر کے انہیں بوری میں ڈالنے لگا۔زخرف نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔اسے سخت کراہت ہو رہی تھی۔ساتھ کھڑا نوجوان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اب تم ایک اچھی لڑکی بن کر رہو گی تو تمہارے لیے ہی بہتر ہو گا۔"نرمی سے بتایا۔زخرف نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا لیکن خاموشی رہی۔آنکھوں سے پانی ابھی بھی بہہ رہا تھا۔

سیل صاف ہو گیا تو اس نوجوان نے اسے پھر سے بند کر دیا۔

"تم مجھے راحیل کہہ کر بلا سکتی ہو۔کوئی مسئلہ ہو،کچھ چاہیے تو تم مجھ سے ہی کہو گی۔اور ہاں۔"آخر میں انگلی اٹھائی۔"سوال نہیں کرو گی تم۔وقت آنے پر تمہیں سب پتا چل جائے گا۔"

کہہ کر وہ باہر چلا گیا۔

زخرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکی اور اچھے طریقے سے اس کالے فرش کو جانچا۔ اب کہیں کوئی کیڑا نہیں تھا۔ وہ ایک دیوار سے لگ کر بیٹھ گئی اور سر گھٹنوں میں دے دیا۔ جسم پر مسلسل کچھ چلتا محسوس ہو رہا تھا۔

.....

اس نے گاڑی کے دروازے کو تھاما۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ یہ کیا ہو گیا تھا؟

"ساتھ چلتے ہیں۔" یہ جملہ کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے دماغ میں لگ رہا تھا۔

ارسم اندر بیٹھا اور گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔

خالی آنکھوں سے سامنے سڑک کو دیکھنے لگا۔ کچھ وردی والے ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔

"واپس چلی جاو۔"

اس نے زور سے آنکھیں میچیں اور سر سٹرینگ پر ٹکا دیا۔

مر کیوں نہیں گیا وہ یہ جملہ بولتے ہوئے؟ کتنے مان سے وہ اس کے ساتھ آئی تھی۔ ضد کر کے۔اور ایسا کیوں کیا تھا اس نے؟

کہ اسے کچھ نا ہو جائے۔ارسم کو کچھ نا ہو جائے۔وہ اسے اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتی تھی۔وہ اسے مصیبتوں سے بچانا چاہتی تھی۔وہ مصیبتوں میں اس کے ساتھ کھڑی ہونا چاہتی تھی۔وہ اپنا ہر کام چھوڑ کر اس کے ساتھ چلی آئی تھی۔اور اس نے کیا کیا؟

خشک لہجے میں اسے واپس جانے کا کہہ دیا؟اسے اکیلے جانے کا کہہ دیا؟وہ جو اس کے اکیلے آنے پر تڑپ اٹھی تھی،اسی ارسم نے اسے اکیلے واپس جانے کا بول دیا۔ کیا اسے خود سے زیادہ ظالم شخص اس وقت کوئی اور لگ رہا تھا؟شاید نہیں۔

ارسم ہلال کے لیے اس وقت زخرف کا سب سے بڑا مجرم ارسم ہلال ہی تھا۔اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا ارسم ہلال کی وجہ سے ہوا تھا۔زخرف مرجان کا قصوروار صرف اور صرف وہ تھا۔

ارسم نے سر اوپر اٹھایا۔اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کا ملال تھا۔اس نے اپنے ہونٹ بھینچے اور مکا سٹیرنگ پر مارا۔پھر سے وہ جھکتا ہوا زور سے چیخا۔

'اب چیخنے کا فائدہ؟'دماغ میں کسی آواز نے جنم لیا۔'تم نے خود اپنے منہ سے اسے کہا کہ چلی جاو۔وہ رات اپنے دشمن کے ساتھ ہسپتال میں موجود تھی اور تم خود اسے وہاں چھوڑ آئے۔چچ چچ۔یہ محبت تھی تمہاری؟'

www.novelsclubb.com

وہ سیدھا ہوا۔دو تین گہرے سانس لیے۔اسے ائیر پورٹ کے لیے نکلنا تھا۔اس نے فون پکڑ کر دیکھا۔وہ وکیلوں کی ٹیم کے ساتھ رابطے میں تھا۔ان کے مطابق اب تک یہ علم نہیں ہو سکا تھا کہ زخرف مرجان کو کہاں لے کر گئے ہیں۔پنجاب

پولیس بھی کوئی سٹیمینٹ دینے سے کترا رہی تھی۔ارسم کے ذہن میں سعد آغا کے کہے ہوئے لفظ گھومنے لگے۔اگر زخرف کو اس نے؟؟؟

وہ فون سے نظریں ہٹا کر باہر دیکھنے لگا۔اب کیا کرے وہ؟وہ زخرف کو کیسے ڈھونڈے گا؟کہیں وہ اسے کھو تو نہیں چکا؟

فون پر کال آنے لگی تو اس نے جیب سے فون نکالا۔کال یوسف کی تھی۔وہ کئی لمحے خالی دماغ سے سکرین کو دیکھے گیا۔ایک دفعہ تھک کر فون بند ہوا،دوسری دفعہ بھی ہو گیا۔یوسف پھر تیسری دفعہ کال کرنے لگے۔اب کے اس نے کال اٹھالی اور دھیرے سے فون کان سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

"ارسم۔"ایک بے تاب آواز سپیکر سے ابھری۔

"ارسم۔۔۔۔۔زخرف۔۔۔۔"ان کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔"میری بیٹی۔۔۔کہاں ہے وہ؟"

ارسم خاموشی سے باہر دیکھتا رہا۔ سینے میں موجود دل پھٹنے والا تھا۔ وہ انہیں کیا جواب دے؟

"بولو نا ارسم۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ تمہارے ساتھ گئی تھی نا۔۔۔ کہاں ہے میری بیٹی؟"

"خان بابا۔" اسے اپنی آواز بھی لڑکھڑاتی محسوس ہوئی۔ "مجھے معاف کر دیں۔"

"نہیں بیٹے۔ مجھے سچ بتاو۔ یہ۔۔۔ یہ اسکا کوئی مذاق ہے نا؟ وہ مجھے تنگ کر رہی ہے نا۔ بات کرواو اس سے میری۔ اسے کہو بس کر دے۔ اپنے باپ کو اتنا نہیں ستاتے۔ اسے سمجھاو کے کسی کو اتنا بھی پریشان نہیں کرتے۔"

ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکلا اور بہہ گیا۔

"تم ایک کام کرو۔ فورا اسے لے کر واپس آجاو۔ اسے کہو چھوڑے اپنے کام۔ میرا دل نہیں لگ رہا اس کے بغیر۔"

وہ خاموشی سے ان کو سنتا گیا۔ پیچھے حسن اور تایا کبیر کی بھی آوازیں تھیں۔ وہ یوسف کو کچھ کہہ رہے تھے لیکن یوسف نہیں سن رہے تھے۔

"خان بابا۔" وہ گلا صاف کرتا بولا۔ "میں۔۔۔ میں اپنی پوری جان لڑا دوں گا لیکن آپ کی زخرف کو واپس لے آوں گا۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔" ان کی سنے بغیر اس نے فون بند کر دیا۔

.....

دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ کسی سوچ میں گم تھی۔ ہر پانچ منٹ بعد وہ جھرجھری لیتی، کبھی جسم کے کسی حصے کو جھاڑنے لگتی۔ کیڑے جسم پر چل رہے ہیں، یہ تصور ذہن سے نکلتا ہی نا تھا۔

دروازہ کھلا تو ایک روشنی کی لکیر سی سیاہ راہداری میں کھنچی۔ راحیل اندر آیا تو اس کے ہاتھ میں کھانے کی ایک ٹرے تھی۔ سلاخوں کے قریب رک کر اس نے زخرف کو دیکھا۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ نیچے بیٹھا۔ ایک طرف کھانا سیل کے اندر رکھنے کے لیے سلاخوں کا ہی چھوٹا سا دروازہ تھا۔ راحیل نے اسے کھولا اور ٹرے اندر کھسکائی۔ اسے دوبارہ لاک کر کے کھڑا ہو گیا۔

"کھانا کھالو۔" زخرف کو دیکھتے بولا۔

وہ جیسے بیٹھی تھی ویسے ہی بیٹھی رہی۔ راحیل اپنے ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

"بھوک ہڑتال پر جانے کا تو سوچنا بھی مت۔ تمہارے جیسے لوگ لگژریز سے بھری زندگی گزارنے کے عادی ہوتے ہیں۔" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھا اور جیب سے اپنا فون نکالا۔ "اگر بھوک ہڑتال کرو گی تو یقین جانو تمہارے علاوہ یہاں موجود کسی ایک شخص کو بھی فرق نہیں پڑے گا۔" بات ختم کر کے وہ اپنے فون میں مگن ہو گیا۔

زخرف نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا اور پھر کھانے کی ٹرے کو۔ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے ٹرے اپنی جانب کھینچی۔اس میں موجود روٹی کو اٹھا کر اس نے ہوا میں بلند کیا۔

وہ بلکل ٹھنڈی تھی اور اکڑی بھی۔پھر اس نے ایک چھوٹی سی کٹوری میں موجود دال کو دیکھا۔ہاتھ لگایا تو وہ بھی ٹھنڈی تھی۔ایک سٹیل کا گلاس تھا جس میں پانی تھا۔

اس نے سر اٹھا کر راحیل کو دیکھا۔وہ بھی فون نیچے کر کے اب اسے ہی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟"وہ اسے روٹی دکھاتی بولی۔

"تمہارا کھانا ہے۔"راحیل نے کندھے اچکائے۔

"میں یہ کیسے کھاوں گی؟"اس کا لہجہ بے حد تھکا ہوا تھا۔

"منہ سے۔" وہ پھر سے فون میں مگن ہو گیا۔

"یہ ٹھنڈی ہے۔" زخرف نے روٹی واپس ٹرے میں رکھ دی۔

"جانتا ہوں میں۔اب تمہیں ٹھنڈا کھانے کی ہی عادت ڈالنی ہے۔"

زخرف نے ٹرے کو پرے کھسکا دیا اور بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیے۔اسے بہت بھوک لگی تھی، بہت زیادہ۔کچھ دیر وہ یونہی کھانے کو دیکھتی رہی۔راحیل اپنے فون میں مگن رہا۔

زخرف گھٹنے کے بل سلاخوں کے قریب آئی۔سلاخوں کو تھام کر چہرہ ہلکا سا باہر نکالا۔

www.novelsclubb.com

"وہ کون ہے؟" دھیرے سے پوچھا۔

"کون؟" بغیر فون سے نظریں اٹھائے وہ بولا۔

"جو مجھے یہاں لایا ہے۔تم لوگ پولیس نہیں ہو۔"

"میں نے تم سے کہا تو ہے کہ تمہیں تمہارے جواب مل جائیں گے۔ تھوڑا سا انتظار کر لو۔"

"کیا وہ مجھے مارنا چاہتا ہے؟ میں جانتی ہوں۔۔۔وہ سعد آغا ہے نا؟ وہی مجھے یہاں لایا ہے نا؟"

راحیل نے سر اٹھایا۔زخرف بغیر تاثرات کے اسے دیکھ رہی تھی۔چہرہ بے حد زرد تھا۔

"کتنی دفعہ بتاوں تمہیں؟" وہ اکتایا سا بولا۔

"اسے مجھ سے کیا چاہیے؟" اب کے اس نے تقریبا سرگوشی کی۔

راحیل کچھ لمحے اسے افسوس سے دیکھتا رہا۔پھر بغیر کچھ کہے سر فون پر جھکا لیا۔

.....

مرجان ہاوس میں اس وقت قیامت کا سماں تھا۔یوسف کے رشتے داران کے دوست احباب ہر کوئی وہاں چند ہی گھنٹوں میں پہنچ گیا تھا۔ حسن چھوٹے چچا کے ساتھ پولیس سٹیشنز چیک کرنے گیا تھا۔یوسف نے بہت ضد کی تھی کہ انہیں جانا ہے لیکن تایا کبیر نے ان کو نہیں جانے دیا۔

اس وقت وہ لاونج میں صوفے پر بیٹھے تھے۔ فصیحہ پھپھو کو اب بلکل چپ لگ گئی تھی۔وہ خاموش سی ایک طرف بیٹھی تھیں۔یوسف کو اپنے ارد گرد کون کون تھا، کچھ علم نا تھا۔

"یوسف۔" ظفر ہلال ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھے اور ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔

یوسف نے سر اٹھایا اور ان کو دیکھا۔

"تم جانتے ہو ظفر۔۔۔ تم جانتے ہو میں نے اسے کتنی مشکلوں سے پایا تھا؟" ان کی آنکھیں خشک تھیں۔

ظفر نے نم آنکھوں سے سر ہلایا۔

"اس نے میرے گھر کو پھر سے زندہ کر دیا تھا۔ایما اور اس کے جانے کے بعد یہ گھر مردہ ہو چکا تھا۔میری بیٹی نے لوٹ کر اسے زندہ کر دیا تھا۔"

"یوسف۔"تایا کبیر جو دوسری جانب ان کے ساتھ بیٹھے تھے انہوں نے یوسف کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔"ایسی باتیں نہیں کرو۔یہ ایک جھوٹا کیس ہے اور ہم جلد اسے باہر نکال لیں گے۔"

یوسف کچھ بولنے ہی لگے تھے کہ خاموش ہو گئے۔سامنے سے حسن چھوٹے چچا کے ساتھ آ رہا تھا۔وہ سب فوراً سے کھڑے ہو گئے۔

چچا آتے ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔ان کے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ ناکام ہو کر لوٹے ہیں۔حسن چلتا یوسف کے سامنے آیا۔یوسف اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔حسن نے دھیرے سے سر نفی میں ہلایا۔

"زخرف کہیں نہیں ہے۔پولیس کچھ نہیں بتا رہی۔" کہہ کر اس نے سر جھکا لیا۔

یوسف نے پیچھے چل کر آتے فرید کو دیکھا۔

"فرید سمیت سب گارڈز کی ضمانت ہو گئی ہے۔" حسن دھیرے سے بولتا ایک طرف ہو گیا۔

فرید کافی فاصلے پر ہی رک گیا تھا۔یوسف تیزی سے اس کی جانب آئے۔اس کے قریب آتے ہی انہوں نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"کہاں ہے میری بیٹی؟ تمہیں اس کی حفاظت کے لیے رکھا تھا نا میں نے؟ کیوں نہیں حفاظت کی تم نے اس کی؟ بولو۔اتنی سیکیورٹی کے باوجود وہ اسے کیسے لے گئے؟" وہ بول نہیں رہے تھے، چیخ رہے تھے۔

فرید سر جھکائے کھڑا رہا۔ باقی سب افسوس سے ان کو دیکھ رہے تھے۔یوسف نے فرید کا گریبان چھوڑا اور چاروں طرف نظر گھما کر دیکھا۔جہانگیر صوفے کے پیچھے کھڑا تھا۔وہ تیزی سے اس کی جانب آئے اور اب کے اسے گریبان سے پکڑا۔

"تم۔۔۔تم کہتے تھے نا کہ تم ہمیشہ میری بیٹی کی حفاظت کرو گے جہانگیر؟ پھر تم نے کچھ کیوں نہیں کیا؟ تم کیوں نہیں گئے اس کے ساتھ۔تم سب نے میری بیٹی کی حفاظت کیوں نہیں کی۔" جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔

"چچا جان۔" حسن نے آگے ہو کر ان کو کندھوں سے تھاما۔

"میرا گھر پھر سے اجڑ گیا ہے حسن۔وہ لوگ پھر سے اسے لے گئے ہیں۔وہ زخرف کو نہیں لے کر گئے وہ میرا کلیجہ کاٹ کر لے گئے ہیں۔میں اسے کہاں تلاش کروں گا۔"

سب سہمے کھڑے تھے۔کسی کو نہیں پتہ تھا کہ اب کیا کرنا ہے۔

"میں اسے کیسے تلاش کروں گا۔"

حسن کے بازووں سے پھسلتے وہ نیچے بیٹھتے گئے۔ان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آنے لگا تھا۔

"میں کہاں ڈھونڈوں گا اسے؟"

اندھیرا تیزی سے ان کی آنکھوں میں اترتا جارہا تھا۔ایسا اندھیرا جو اکثر یوسف بچھڑنے پر یعقوب کی آنکھوں میں اتر آتا ہے۔

www.novelsclubb.com

.....

زخرف نے بمشکل اس اکڑی روٹی کو دانتوں سے چبایا۔دال بالکل پھیکی سی تھی۔ایک نوالہ ہی اندر لے جاتے اسے لگا کہ اسے قے ہو جائے گی۔اس نے پانی کا گلاس

پکڑا اور لبوں سے لگائے سارا پانی پی گئی۔ پانی کا بھی زبان پر عجیب سا ذائقہ محسوس ہوتا تھا۔ مزید کھائے بنا اس نے باقی کا کھانا پرے ڈال دیا۔

رات بے حد عجیب تھی۔ اس سیل میں معلوم تو نا ہوتا تھا کہ باہر دن ہے یا رات لیکن وہ ارد گرد کے ماحول سے اندازہ لگا سکتی تھی کہ اب رات ہو چکی ہے۔ ہر جانب خوفناک سا سناٹا چھایا تھا۔

راحیل جو کے اپنی کرسی پر ہی بیٹھا سو گیا تھا وہ بھی کچھ لمحے پہلے انگڑائی لیتا اٹھ کر چلا گیا تھا۔ وہ اس جگہ اکیلی تھی۔ اس کھردرے اور ناہموار فرش پر لیٹی وہ اپنے اوپر موجود بدنما سی سیلنگ کو دیکھ رہی تھی جس پر جالے لٹکے تھے۔ دو تین چھپکلیاں سیلنگ کے ساتھ چپکی تھیں، بہت ساری مکڑیاں جالوں کے ساتھ لٹک رہی تھیں۔ پانچ چھ دفعہ وہ کیڑوں کے وہم سے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑ چکی تھی۔

زخرف نے کروٹ لینی چاہی لیکن نا لے سکی۔ اس کا جسم تقریبا بیس سال فرش پر سونے کا عادی تھا۔ انعام اللہ کے گھر وہ ساری زندگی فرش پر ہی سوئی تھی۔ وہاں

سے نکلنے کہ بعد سب بدل گیا تھا۔اس کے جسم کو نرم بستر مل گیا تھا اور وہ اپنی پہلی حقیقت بھول کر لگژریز کا عادی ہو گیا تھا۔آج قسمت نے نرم بستر سے اٹھا کر ایک کھردرے فرش پر پھینکا تھا تو تکلیف شدید ہوئی تھی۔یوں لگتا تھا وہ انعام اللہ کے گھر میں موجود وہ سیڑھیاں چڑھ کر جاتا بدنما سا کمرہ ہے جہاں وہ لوٹ آئی ہو۔کیا یہی انسان کی حقیقت تھی؟وہ ترقی کرتا جاتا ہے۔۔آگے بڑھتا جاتا ہے۔۔۔محلات کھڑے کرتا جاتا ہے۔۔اور جب قدرت چاہے صرف چند لمحوں میں اسے یہ سمجھا دیتی ہے کہ وہ سب اس کا اپنا کمایا ہوا نہیں ہے۔

انسان جتنا بھی بہادر ہو جائے، جتنی بھی محنت کر لے،اسے جتنا دنیا اپنے سر پر چڑھا لے وہ اپنی زندگی کے ہر قدم پر قدرت کا محتاج ہوتا ہے۔جو کبھی بھی کسی بھی وقت سب کچھ چھین سکتی ہے۔

زخرف نے آنکھیں بند کیں، پھر کھول لیں۔اسے شدید نیند آ رہی تھی لیکن ارد گرد دبے پاوں چلتا خوف آنکھیں بند نا کرنے دیتا تھا۔

یونہی سیلنگ کو دیکھتے ہوئے نا جانے کتنا وقت گزر گیا۔ایک باریک سی آواز اس کے کان میں پڑی تو وہ تڑپ اٹھی۔فوراً سے اٹھ کر دیکھا۔کوئی آدمی دروازہ کھول کر راہداری کے اندر آیا تھا۔یہ کوئی اور ہی تھا۔ہاتھ میں جھاڑو تھا جسے وہ باہر راہداری میں لگانے لگا۔

"کیا صبح ہو گئی؟"زخرف دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتی بولی۔

اس آدمی نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔اس کی نظریں عجیب سی تھیں۔پھر اس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"فجر کا وقت ہے یہ۔"وہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

فجر کا نام سنتے ہی زخرف کے ذہن میں یوسف آئے۔وہ اکثر فجر کے لیے خود اٹھ جاتی تھی۔جب وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھی تو وہ ہلکا سا دروازہ کھول کر دیکھتے۔اسے نماز پڑھتا دیکھ کر وہ چلے جاتے۔البتہ اتوار کو وہ نہیں اٹھتی تھی۔اس دن دفتر نا جانا ہوتا تھا تو وہ سستی کر جاتی تھی۔اس دن یوسف اسے آ کر جگاتے۔

"زخرف بیٹے۔" ایک میٹھی سی آواز اس کی نیند میں خلل ڈالتی۔ "نماز پڑھ لو بیٹا۔ وقت نکل رہا ہے۔"

"بابا۔" اس نے دھیرے سے انہیں پکارا۔

وہ کیا کر رہے ہوں گے؟ جب انہیں علم ہوا ہو گا کہ وہ غائب ہو گئی ہے تو ان کی کیا حالت ہوئی ہو گی؟ وہ تو اس کے عادی ہو گئے تھے۔ دفتر میں دو دفعہ اسے ان کا فون لازمی آتا تھا۔ گھر آ کر اگر وہ تھکی ہوتی اور کمرے سے نا نکلتی تو وہ ہمیشہ شکایت کرتے۔ وہ ہمیشہ اسے کہتے تھے کہ اس سے بات کیے بنا ان کا دن مکمل نہیں ہوتا اور وہ ہنس دیتی اور کہتی کہ آپ کو دوسری شادی کر لینی چاہیے۔

زخرف نے اس آدمی کو دیکھا جو اب اس کے سیل کے آگے جھاڑو دے رہا تھا۔

"مجھے جائے نماز اور چادر چاہیے۔ نماز پڑھنی ہے۔"

آدمی کے ہاتھ رکے اور اس نے حیرت سے سر اٹھا کر زخرف کو دیکھا۔زخرف اس کی اپنے جسم پر پھسلتی نظریں محسوس کر سکتی تھی۔وہ اسی کالے لباس میں ملبوس تھی۔دوپٹا نہیں تھا۔

وہ آدمی ایک دم ہنسا۔اس کی ہنسی طنزیہ تھی۔

"قید میں آکر اللہ یاد آگیا؟ویسے تو تمہارے سر پر کبھی ڈوپٹا تک نہیں دیکھا۔" وہ طنزیہ ہنستا گیا۔

زخرف اسے دیکھتے ہوئے دیوار کا سہارا لیتے ہوئے کھڑی ہوئی۔کچھ نا کھانے کی وجہ سے جسم بہت بے جان تھا۔پھر بھی وہ سلاخوں تک آئی اور چہرہ سلاخوں سے جتنا باہر نکلتا تھا نکالا۔وہ آدمی ٹھہر کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہی بات ذرا میرے قریب آکر بولو۔تمہارے سارے دانت نا توڑ دیے میں نے تو بات کرنا۔"اس کی آواز دھیمی تھی اور آنکھوں میں جوالا مکھی بھڑکتا صاف دکھتا تھا۔

وہ آدمی دو قدم پیچھے ہٹا۔ جھاڑو سلاخوں کے قریب ہی گر گیا۔

"تو کچھ غلط تو نہیں کہا میں نے۔ تمہارے جیسی عورتوں کو خدا یاد ہو تو۔۔۔۔۔"

زخرف تیزی سے جھکی۔اس نے نیچے سے وہ جھاڑو اٹھایا اور واپس کھڑی ہوئی۔

"آگے آو اور پھر بولو۔ تمہارا سر کھول دوں گی میں اس کے ساتھ۔" اب کے وہ دھاڑی تھی۔

دائیں جانب دروازہ کھل کر بند ہوا۔راحیل تیزی سے اس طرف آیا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" اس نے زخرف کے ہاتھ میں جھاڑو دیکھا اور پھر اس آدمی کو۔

"دماغ خراب ہے اس عورت کا سر۔ خوامخواہ مجھے مارنے کو دوڑ رہی ہے۔"

راحیل زخرف کی جانب آیا اور زور سے اس کے ہاتھ سے جھاڑو کھینچا۔

"تمہیں کل کیا کہا تھا میں نے؟ ان کیڑوں کو بھول گئی ہو؟" سختی سے کہتے اسے یاد کروایا۔

www.novelsclubb.com

"پہلے اس نے بکواس شروع کی تھی۔میں نے تو صرف جائے نماز اور چادر مانگی تھی۔"اب کے زرا کم غصے میں اس نے راحیل کو بتایا۔

راحیل نے ماتھے پر بلوں کے ساتھ اس آدمی کو دیکھا۔

"میں تو لینے ہی جا رہا تھا سر۔"شرمندہ ہوتا بولا۔

"جاو دفعہ ہو اور لے کر آو۔"

وہ آدمی فورا دروازے کی جانب بھاگ گیا۔

راحیل نے زخرف کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اور تم میری بات کان کھول کر سن لو۔اب اگر تم چیخی نا تو وہ کیڑے تمہارے سیل میں ہوں گے اور اب کی بار نہیں نکالوں گا میں۔"انگلی سے اسے وارن کیا۔

"ہونہہ۔"زخرف سر جھٹکتی فرش پر بیٹھ گئی۔

راحیل وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔زخرف نے بھی اسے دیکھتے ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے۔

"یااللہ ان لوگوں پر عذاب نازل کر۔ان کے جسموں میں کیڑے داخل ہو جائیں، انہیں ڈائیناسور کھا جائیں،ان کے اوپر آگ کی بارش ہو،زمین پھٹے اور یہ زندہ اس میں دفن ہو جائیں۔۔۔ان کی۔۔ان کی شکلیں بگاڑ کر ان کو بندر بنادے۔"

راحیل خاموشی اور افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا۔دروازہ کھلا اور وہ آدمی جائے نماز چادر پکڑے اندر آیا۔راحیل کو پکڑا کر وہ جھاڑو پکڑے چلا گیا۔جہانگیر نے وہ دونوں چیزیں اندر پھینک دیں۔

"اب باقی کی بددعائیں نماز کے بعد تسلی سے دینا۔"کہتا وہ بھی دروازے کی جانب بڑھا اور دوسری جانب غائب ہو گیا۔

زخرف منہ میں بڑبڑاتی وضو کرنے واش روم چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

.....

"چچا جان۔" حسن نے ان کا ہاتھ تھامے سہلایا۔

وہ ہسپتال کے بستر پر لیٹے تھے۔نیلے سکرب زمیں ملبوس حسن قریب کرسی پر بیٹھا تھا۔اس وقت کمرے میں صرف وہ دونوں تھے۔

پیچھے کھڑکی کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔فجر کا اندھیرا دھیرے دھیرے روشنی میں ڈھلتا دکھ رہا تھا۔

یوسف کی انگلیوں نے حرکت کی۔انہوں نے دھیرے سے اپنی چھوٹی آنکھوں کو کھولا۔

"زخرف۔" وہ زیر لب بڑبڑائے۔

پھر چہرہ موڑ کر حسن کو دیکھا۔

"زخرف لوٹی نہیں حسن؟"

حسن نے بغیر کچھ کہے نفی میں سر ہلایا۔یوسف نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"مجھے۔۔۔بہت فکر ہو رہی ہے اس کی۔اسے تو جب تک صبح کافی نا ملے تو اس کا موڈ ہی ٹھیک نہیں ہوتا۔اور کھانے میں بھی بہت نکچڑی ہے۔سبزیوں سے تو ویسے ہی جان جاتی ہے اس کی۔اور۔۔۔اور کافی میں چینی بھی بس آدھا چمچ۔کھانے میں تھوڑا سا نمک اوپر نیچے ہو جائے تو کھاتی ہی نہیں ہے۔جس دن کھانا تھوڑا پھیکا ہو جائے تو بوا سے خوب لڑائی کرنی ہوتی ہے اسے۔میرے علاوہ ان سب چیزوں کا خیال کون رکھے گا حسن؟"آخری بات کرتے انہوں نے پھر سے حسن کو دیکھا۔

حسن مزید آگے ہوا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں چچا جان۔ارسم بھی واپس آگیا ہے۔ہم سب مل کر اسے ڈھونڈ لیں گے۔"

"تمہیں نہیں پتا حسن وہ کیسی ہے۔" انہوں نے اس کا ہاتھ پیچھے جھٹک دیا۔

"میرے علاوہ اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ دوسروں کے کام کے وقت وہ جتنا مرضی گھر کو سر پر اٹھا لے لیکن اپنے کام کے وقت اسے مکمل خاموشی چاہیے ہوتی ہے۔ اور اگر رات کو میں خود اس کے کمرے میں دودھ نا لے کر جاوں تو لا غرضی کر کے پیتی ہی نہیں ہے۔ تمہیں پتا ہے اسے پہلے کسی ملازم کے استری کیے ہوئے کپڑے بھی پسند نہیں آتے تھے۔ سب کو نالائق بول کر خود اپنے کپڑے استری کرتی تھی۔ پھر اس نے ایک دن چار گھنٹے لگا کر سہلی کو سکھایا اور اب وہ سہلی کے علاوہ کسی کے استری کیے کپڑے نہیں پہنتی۔ اس نے اپنی کافی کی ریسیپی بھی سہلی کو سکھائی تھی۔ ایک سہلی اور ایک اس کی سیکرٹری، صرف ان دونوں کو اس کی پسندیدہ کافی کی ریسیپی معلوم ہے۔"

حسن خاموشی سے سنتا گیا۔ وہ انہیں بولنے دینا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور پینٹ کرتے ہوئے تو اسے بہت زیادہ سکون، بہت زیادہ خاموشی چاہیے ہوتی ہے۔لائبریری میں جو سٹوڈیو ہے اس کے علاوہ اب کہیں پینٹ نہیں کرتی اور جب وہ پینٹ کرتی ہے تو مجال ہے میں یا ملازم غلطی سے بھی لائبریری میں داخل ہو جائیں؟اور تمہیں پتہ ہے نا وہ کتنا پریشان کرتی ہے؟کتنا سب کے ساتھ مذاق کرتی ہے، سب کو زچ کر کے رکھ دیتی ہے۔میں تو اس کی ساری حرکتیں ہنستے ہوئے برداشت کر لیتا ہوں حسن۔۔۔اور کوئی اسے نہیں سمجھ سکتا۔"ان کی خشک آنکھوں سے ایک دم بہت سا پانی بہنے لگا۔

حسن فوراً آگے ہوا، اپنا سر ان کے سر پر ٹکایا اور ان کا کندھا سہلانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میرے علاوہ اسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا حسن۔۔میرے علاوہ اس کے کوئی نخرے نہیں اٹھا سکتا۔اسے تو ایک سوئی چبھ جاتی تھی تو میرا دل تڑپ جاتا تھا۔وہ لوگ اسے اذیت پہنچائیں گے حسن۔۔۔وہ اسے تکلیفیں دیں گے۔میرا دل بہت

تکلیف میں ہے حسن۔ میں کیا کروں؟ میں اسے کہاں سے واپس لاوں؟ وہ کیوں بار بار مجھ سے کھو جاتی ہے؟؟"

کمرے کا دروازہ کھلا تو حسن نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ ارسم دروازے میں کھڑا تھا۔ حسن پیچھے ہو گیا۔ یوسف آنکھیں بند کیے رو رہے تھے۔ ارسم چھوٹے قدم اٹھاتا ان کی جانب آیا۔

کچھ لمحے وہ انہیں روتے دیکھتا رہا۔ اس نے پہلے انہیں کبھی روتے نہیں دیکھا تھا۔

"خان بابا۔" ہلکی سی سرگوشی کی۔

ان کا چہرہ ایک ہی دن میں بے حد بوڑھا دکھنے لگا تھا۔ یہی وہ منظر تھا جسے وہ دیکھنے سے کترا رہا تھا۔ لیکن اسے یہ کرنا تھا۔ اسے یوسف کا سامنا کرنا تھا۔

اس کی آواز پر یوسف ساکت ہوئے تھے۔ آنکھیں کھول کر انہوں نے اسے دیکھا۔ وہ ان کے قدموں کے قریب بیٹھا اور ان کے پیروں پر ہاتھ رکھے۔ سر جھکا تھا۔

"مجھے معاف کر دیں۔" کہتے ہوئے وہ ان کے پیروں پر جھک گیا۔

یوسف اب خشک آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تم اس کے ساتھ کیوں نہیں تھے؟" یوسف نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ارسم نے دھیرے سے سر اٹھایا۔ یوسف آنکھوں میں کئی سوال لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

"جو۔۔۔ جو تصویر اس کی سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تھی، وہ دیکھ کر میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

یہ سب بولتے اسے یوسف سے خوف آ رہا تھا۔ لیکن اسے پھر بھی بولنا تھا۔

"مجھے لگا شاید وہ۔۔۔۔" اس نے پھر سے سر جھکا لیا۔ "آپ مجھے جو سزا دینا چاہتے ہیں دے دیں۔"

یوسف اٹھ کر بیٹھے۔

www.novelsclubb.com

"ادھر آو۔"ان کے آنسو تھم گئے تھے۔

حسن خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

ارسم نے ان کے پیر چھوڑے اور ان کے قریب آکر بیٹھا۔

"کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا تھا؟"

ارسم نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اس سے جھگڑا کیسے کر سکتا تھا۔میں نے بس بے رخی سے کہا تھا کہ وہ چلی جائے۔"

www.novelsclubb.com

یوسف نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے۔

"تم دونوں کراچی کیوں گئے تھے؟"

ارسم کچھ لمحے خاموشی سے انہیں دیکھے گیا۔ان کی آنکھوں میں سختی تھی۔

"مجھے سچ جاننا ہے ارسم۔"

"ہم نے۔۔ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ہم وہاں کام کرنے نہیں سعد آغا کے لیے گئے تھے۔میں اکیلا جانا چاہتا تھا لیکن زخرف ضد کر کے گئی تھی۔"

اس کے کندھوں پر سے یوسف کے ہاتھ گر گئے۔

"خان بابا۔"ارسم نے فوراان کا ہاتھ تھاما۔"میں یہ سب زخرف کے لیے کر رہا تھا۔واصف آغا کا بیٹا اب بھی اس کی زندگی میں تھا اور آپ کو نہیں پتا وہ کس روپ میں تھا۔میں اس کے لیے آسانیاں پیدا کرنے گیا تھا،مجھے نہیں معلوم تھا کہ نتیجہ ایسا نکل آئے گا۔"

"تم خود میری بیٹی کو آگ کے کنوئیں تک لے گئے۔"یوسف کی آواز بے جان سی تھی۔

"میں اسے نہیں لے کر جانا چاہتا تھا۔"ارسم نے زور سے دائیں بائیں سر ہلایا۔"لیکن اس کے سامنے کمزور پڑ گیا تھا۔میں اس آگ میں اکیلا اترنا چاہتا تھا،میں اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا خان بابا۔میں اس کی زندگی کو آسان کرنا چاہتا تھا۔"

اس کا چہرہ دیکھتے یوسف کے چہرے پر زمانوں کی حیرت تھی۔

"آج تک یہ کام کوئی نہیں کر پایا۔ان لوگوں تک پہنچا نہیں جا سکتا ارسم۔ تمہیں مجھ سے بات کرنی چاہیے تھی۔یہ سب۔۔۔یہ فضول تھا۔"

ارسم نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں خان بابا۔۔۔آج تک ان لوگوں تک کوئی نہیں پہنچ پایا تو وہ صرف اس لیے کہ کوئی ان تک پہنچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔"یوسف اب اسے نہیں دیکھ رہے تھے۔

"میری طرف دیکھیں خان بابا۔میں نے اسے ڈھونڈ لیا ہے۔میں نے زخرف کے مجرم کو ڈھونڈ لیا ہے۔"

یوسف نے دھیرے سے چہرہ اس کی جانب موڑا۔چہرے پر واضح شاک ابھرا تھا۔

حسن بھی فورا سیدھا ہوا۔

"یہ تم۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ارسم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔میں نے سعد آغا کو تلاش کر لیا ہے۔"

یوسف نے پھر سے اسے کندھوں سے تھاما۔

"تم سچ کہہ رہے ہو ارسم؟ کون ہے وہ؟ کہاں ہے وہ؟"

حسن فورا کھڑا ہوا اور ان کے قریب آیا۔

ارسم نے جیب سے فون نکالا اور ایک تصویر کھول کر ان کے سامنے کی۔وہ وہی ساحل سمندر والی تصویر تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ اس تصویر میں موجود شخص کو جانتے ہیں نا؟"

"ہاں یہ عبداللہ ہے۔ایک زمانے میں زخرف کا کولیگ رہ چکا ہے۔میرے ساتھ بہت سی چیریٹز بھی اکٹھی کر چکا ہے۔اس کی حرکت پر میں واقعی۔۔۔۔"وہ کہتے ہوئے رکے۔حیرت سے ارسم کو دیکھا۔

ارسم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہی سعد آغا ہے خان بابا۔ سعد آغا بہروپیہ بن کر ہماری زخرف کی زندگی میں تھا۔ وہ اس کے ارد گرد منڈلاتا تھا اور ہم سب بے خبر تھے۔"

یوسف نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ۔۔یہ عبداللہ ہے۔زخرف۔۔۔زخرف بڑے اچھے سے جانتی ہے اسے۔"

حسن بستر پر جھکا حیرت سے ارسم کے فون میں دیکھ رہا تھا۔

ارسم نے فون نیچے کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ زخرف کے ساتھ آبسیسڈ ہے۔اسی لیے سالوں سے روپ بدل کر اس کے قریب رہ رہا تھا۔اس تصویر میں یقیناً اس نے زخرف کو پرپوز کیا ہو گا اور زخرف کے انکار پر وہ پاگل ہو گیا ہو گا۔میں نے گرفتاری کی صبح ہی اسے تلاش کیا تھا۔ میرے زخرف تک پہنچنے سے پہلے اس نے زخرف کو غائب کر دیا۔"

وہ چپ ہوا تو کمرے میں ایک بے چین سی خاموشی حائل ہو گئی۔ وہ مزید کچھ نہیں بولا۔ یوسف کو یہ سب پروسیس کرنے کے لیے وقت چاہیے تھا۔

.....

آج وہ روٹی کو پانی میں ڈبو کر کھا رہی تھی۔ آج دال کی جگہ سبزی تھی۔ سبزی اسے ویسے ہی پسند نہیں تھی۔ اوپر سے اس کا ذائقہ ہی ایسا بدمزہ تھا کہ وہ اس کے ساتھ کھا ہی نہیں پائی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پوری دنیا گھوم کر پھر سے فرزانہ کے گھر لوٹ آئی ہو۔ فرش پر سونا، ٹھنڈا کھانا کھانا اور اپنے گرد صرف سفاک لوگوں کو دیکھنا۔

نوالہ گلے میں اٹکا تو اس نے پانی کا گھونٹ بھرا اور گلے پر مکے مارتے اسے بمشکل نیچے دھکیلا۔ جب وہ فرزانہ کے گھر سبزیاں کھاتی تھی تو ہمیشہ دادی سے کہتی تھی کہ جب وہ اچھا کمائے گی تو صرف گوشت کھائے گی۔ اکیلے رہتے ہوئے بھی وہ کبھی

سبزی نہیں بناتی تھی۔اگر سبزی اس کے اندر جاتی تو صرف سلاد کی صورت میں وہ بھی اس شرط پر کہ اندر چکن اور بہت ساری ساسز موجود ہوں۔

یوسف کے گھر آنے کے بعد وہ اسے بہت سمجھاتے تھے کہ سبزی کھایا کرے۔اس بات پر ان کی بہت لڑائیاں ہوتی تھیں۔وہ کھانے کی میز سے جھگڑ کر اٹھ جاتی اور جا کر اپنے لیے کچھ آرڈر کر لیتی۔یوسف اگلے دن تک اس سے کوئی بات نا کرتے۔ کبھی کبھی ان کی ناراضگی کے ڈر سے وہ جی کوڑا کر کے سبزی کھا بھی لیتی لیکن بددلی سے کھاتی اور تھوڑا کھاتی۔اسے آج بھی یاد تھا جب ایک دن بھنڈی بنی تھی۔اس نے یوسف کا دل رکھنے کے لیے کھانا تو شروع کر دیا لیکن آدھی روٹی بھی نہیں کھائی۔یوسف سے کہہ دیا کہ میں آج دفتر سے کچھ کھا آئی تھی اور کمرے میں چلی گئی۔اس ڈر سے کہ فرید یوسف کو بتا دے گا اس نے باہر سے بھی کچھ نہیں منگوایا۔ چپ کر کے اپنا بھوکا پیٹ پکڑ کر بستر پر لیٹی وہ رونے لگی۔

www.novelsclubb.com

کچھ ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ یوسف اس کے کمرے میں آئے۔ان کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی جس میں چکن کے کباب تھے۔ملازم سو چکے تھے اور وہ خود انہیں تل کر لائے تھے۔کباب کافی جگہ سے جل گئے تھے۔یوسف کی دو انگلیوں پر تیل کے چھینٹے پڑنے سے چھالے بھی بن گئے تھے جسے وہ اس سے چھپانے میں ناکام رہے۔زخرف نے پہلے روتے ہوئے اس کے چھالوں پر مرہم لگائی۔پھر ہنستے ہوئے جلے کباب کھائے۔اسے وہ جلے ہوئے کباب کھاتے ہوئے دنیا کے سب سے لذیذ کباب لگے تھے۔

روٹی ختم کر کے اس نے ٹرے ایک طرف رکھ دی۔سیل کے ایک کونے میں سلاخوں کے قریب کپڑے پڑے تھے۔زخرف نے انہیں اپنے قریب کیا۔ راحیل کھانے کے ساتھ یہ اسے دے کر گیا تھا تاکہ وہ چینج کر سکے۔وہ دو ڈریس تھے۔دونوں ایک ہی طرز پر بنے تھے۔گھٹنوں تک آتی شرٹس اور پرانے زمانے کے سٹائل میں بنے ٹراوزر۔ایک کا رنگ نیلا تھا اور ایک کا خاکی۔اسے خود سے

www.novelsclubb.com

بہت بدبو محسوس ہو رہی تھی۔ وہ نیلا جوڑا پکڑے واش روم میں آئی۔ واش روم کی حالت دیکھ کر ہی اسے کراہت ہونے لگی۔

ہر طرف جالے لٹک رہے تھے۔ دیواروں سے لے کر فرش پر بھی زمانوں کی میل جمی تھی۔ ایک نل کے قریب گندی سی بالٹی رکھی تھی۔ بالٹی کے ساتھ ہینڈل آدھا ٹوٹا لٹک رہا تھا جو اگر ہاتھ میں لگ جائے تو ہاتھ ہی چیر دے۔ قریب زمین پر ہی ایک صابن پڑا تھا۔ صابن بھی بے حد گندا تھا۔ اس نے کپڑے اپنے کندھے سے لٹکائے اور بالٹی کو نل کے نیچے کیا۔ نل کھولا تو ٹھنڈا پانی آنے لگا۔ صابن پکڑ کر پہلے اسے اچھے طریقے سے دھویا اور پھر اس صابن سے بالٹی کو دھویا۔ ہاتھوں سے وہ جس قدر اس بالٹی کی صفائی کر سکتی تھی اس نے کر دی۔ کئی جگہ گند اس قدر جما تھا کہ وہ نہیں اتار پائی۔ بالٹی دھو کر وہ کھڑی ہوئی اور چاروں طرف چوکنی نظروں سے دیکھا۔ اگر ادھر کیمرہ ہوا تو؟ سینے میں دل اتھل پتھل ہونے لگا۔ منہ میں مسلسل دعائیں پڑھتے اس نے دروازہ اچھے سے لاک کر دیا۔

www.novelsclubb.com

وہ نہا کر نکلی تو راحیل اپنی کرسی پر بیٹھا تھا۔اس نے سر نہیں دھویا تھا۔صابن سے سر دھونے کا تصور ہی اسے ڈرا رہا تھا۔وہ یونہی نیچے بیٹھ کر بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرنے لگی۔کچھ حد تک بالوں کو سلجھا کر اس نے ان کو چوٹی میں باندھ دیا۔سردی سے اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے۔

راحیل اٹھا اور سلاخوں تک آیا۔

"چلیں؟"

زخرف نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"چلیں؟ کیا مطلب؟"

"تمہیں تمہارے سوالوں کے جواب چاہیے ہیں نا تو چلو۔"اب وہ چابی سے تالا کھول رہا تھا۔

زخرف فورا کھڑی ہو گئی۔وہ اندر آیا اور جیب سے ہتھکڑی نکالی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی چالاکی کرنے کی کوشش ہر گز نا کرنا۔ یہاں سے بھاگنا ناممکن ہے۔"اس کی ایک کلائی کو ہتھکڑی میں بند کیا اور دوسری خود پکڑے باہر کو چل پڑا۔ وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

سیل سے نکل کر وہ دائیں جانب کی راہداری میں چلنے لگے۔ وہ بے حد لمبی اور خوفناک سی راہداری تھی۔ کافی فاصلے پر ایک کمرے کا دروازہ دکھا۔ یہ شاید وہی کمرہ تھا جہاں راحیل سونے گیا تھا۔ کچھ قدم چل کر آگے ایک اور کمرہ تھا۔ راحیل وہاں رکا تو وہ بھی رک گئی۔

راحیل نے اس کمرے کا لاک کھول کر دروازہ اندر کو دھکیلا تو سامنے کا منظر واضح ہوا۔ آگے کمرہ خالی تھا۔ وہ اندر آیا تو زخرف بھی اندر آگئی۔

وہاں صرف ایک میز اور اس کے گرد دو کرسیاں آمنے سامنے پڑی تھیں۔ میز کے اوپر ایک بڑا سا بلب تھا جو کہ اپنی تیز روشنی اس میز پر بکھیر رہا تھا۔ باقی سارا کمرہ خالی تھا۔

راحیل اسے دروازے کی سیدھ میں رکھی کرسی تک لایا۔

"بیٹھو۔"

وہ بیٹھ گئی۔راحیل نے اس کی کلائی سے ہتھکڑی اتار کر جیب میں ڈال لی۔کرسی کے ہاتھوں اور پیروں پر زنجیریں بندھی تھیں۔وہ جھک کر اس کے ہاتھ اور پیر ان زنجیروں کے ساتھ باندھنے لگا۔وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔اسے اچھے سے باندھ کر وہ اٹھا اور سامنے کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"کیا وہ۔۔۔۔مجھ سے ملنے آیا ہے؟"سنجیدگی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کون؟"

"سعد آغا۔"زخرف نے تیزی سے جواب دیا۔

راحیل نے ایک گہرا سانس لیا۔

"تمہارا اندازہ بلکل ٹھیک ہے۔ تمہیں یہاں لانے والا سعد آغا ہی ہے۔اور اس وقت تم اس کی قید میں ہو۔"

زخرف نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

"مجھے اس سے ملنا ہے۔"

راحیل نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم اس سے نہیں مل سکتی۔"

"کیوں؟" وہ سرد آنکھوں سے اسے دیکھتی آگے کو ہوئی۔"اور تم یہ سب مجھ سے اس سیل میں بھی تو کہہ سکتے تھے، پھر یہاں کیوں لائے ہو؟" اس نے سارے میں گردن گھمائی۔سامنے کی دیوار پر ہی کیمرہ تھا۔"اوہ۔تو میں یہاں اس لیے ہوں تا کہ تم جب مجھ سے بات کرو تو وہ مجھے دیکھ سکے۔" وہ کیمرے کو دیکھتے ہوئے سمجھ کر سر ہلاتے بولی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو زخرف۔" راحیل دونوں ہاتھوں کو باہم ملاتا میز پر آگے کو جھکا۔ "وہ تمہارا دشمن نہیں ہے۔ حتی کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تم سے نرمی سے بات کروں۔"

زخرف ایک دم سر پیچھے پھینک کر ہنسنے لگی۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے؟" راحیل نے ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

زخرف فوراً سیدھی ہوئی۔

"اوہ، یعنی کل جو میرے سیل میں تم نے کیڑے پھنکوائے تھے وہ تم نے اپنے فرشتہ صفت باس سعد آغا سے چھپ کر کیا ہوگا۔ ہے نا؟" اس نے فوراً چہرہ کیمرے کی جانب موڑا۔ "تم دیکھ رہے ہو سعد آغا، یہ تم سے چھپ کر مجھے تکلیف پہنچا رہا ہے۔ تمہارا دل اتنا صاف ہے، اتنے رحم دل ہو تم اور تمہارے ملازم، چچ چچ بہت ٹاکسک ہیں۔" افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔ "اگر تم نا ہوتے تو زخرف کی

زندگی میں تو صرف ظالم لوگ ہوتے۔ کوئی تمہارے جیسی ہمدردی تھوڑی جتا سکتا ہے زخرف سے۔" وہ کیمرے میں دیکھتی سیریئس انداز میں بول رہی تھی۔

"انف زخرف۔" راحیل نے میز پر دستک دی۔ "کیمرے سے نہیں مجھ سے بات کرو۔"

زخرف نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا اس کا چہرہ کسی بدصورت جانور جیسا دکھتا ہے؟"

"کیا؟"

"اسی لیے تو میرے سامنے نہیں آتا وہ۔ کیونکہ وہ انسیکیور ہے۔ ہے نا؟"

راحیل نے اپنی کنپٹی مسلی۔

"اگر تم اپنی فضول باتیں بند کرو تو ہم کام کی بات کر لیں؟"

www.novelsclubb.com

زخرف نے خاموشی سے پیچھے کو ٹیک لگالی۔اس کے ہاتھ پیر سردی سے برف میں لگے تھے لیکن وہ مسلسل سردی کے خیال کو ذہن سے جھٹک رہی تھی۔

"ہاں یہ بلکل سچ ہے کہ تمہیں قید کرنے والا سعد آغا ہی ہے لیکن وہ تمہارا برا نہیں چاہتا۔اس کی کچھ شرائط ہیں اگر تم ان شرائط کو مان لو تو تمہیں یہاں سے آزاد کر دیا جائے گا۔"

زخرف کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیسی شرائط؟"

"صرف تین۔"راحیل مزید آگے کو جھکا۔"اگر تم اس کی تین باتیں مان لو گی تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

زخرف خاموش رہی۔

راحیل نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اسے کھول کر اپنے سامنے کیا۔

"سعد آغا کی پہلی شرط ہے کہ۔۔۔۔" وہ رکا۔ سر اٹھا کر زخرف کو دیکھا۔ "تم ہمیشہ کے لیے اس ملک کو چھوڑ دو گی۔"

زخرف کے ماتھے کی شکنیں مزید بڑھ گئیں۔

"دوسری شرط۔۔۔۔۔ تم اپنے باپ کے پاس کبھی نہیں لوٹو گی۔ جیسے پہلے ساری زندگی ان کے بغیر گزاری ہے پھر سے ان سے چھپ کر زندگی گزارو گی۔"

زخرف اب بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر شاک تھا۔

"تیسری شرط ہے کہ۔۔۔۔ تم ارسم ہلال نامی شخص کو بھول جاو گی۔ اس سے اتنا دور چلی جاو گی کہ وہ کبھی تمہاری زندگی میں نا آسکے۔ اور تم اسے اپنے دل سے بھی نکال دو گی۔"

ایک جھٹکے سے زخرف کے ماتھے کی ساری شکنیں غائب ہو گئیں۔ راحیل نے کاغذ فولڈ کیا اور واپس جیب میں ڈالا۔ ساتھ مسلسل وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

زخرف بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔دیکھتی رہی۔۔۔دیکھتی رہی۔۔۔۔اور پھر؟ پھر اس کمرے میں اس کا بے حد اونچا قہقہہ گونجا۔وہ پاگلوں کی طرح ہنستی گئی۔۔۔ہنستی گئی۔

راحیل منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ پاگل ہے کیا؟"منہ میں بڑبڑایا۔

وہ رک نہیں رہی تھی بلکہ اس کی ہنسی بڑھتی جا رہی تھی۔راحیل ہاتھ باندھے بس اس کے پاگل پن کو دیکھے گیا۔تقریبا دس منٹ بعد زخرف بمشکل رکی۔آنکھوں میں ہنسنے سے پانی بھی آگیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے؟"وہ سیدھی ہوئی اور راحیل کو دیکھا۔"کیا یہ کوئی گیم ہے؟کسی گیم میں بھی ایسی بچگانہ شرائط نہیں ہوتی ہوں گی۔"

راحیل میز پر آگے کو جھکا۔

"یہ کوئی بچگانہ کھیل نہیں ہے زخرف۔اگر تم نے ان شرائط کو نامانا تو انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

زخرف بھی آگے کو جھکی۔چہرے کو سنجیدہ کیا۔

"جیسے کہ ؟"سرد نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"جیسے کہ تمہاری موت۔"راحیل نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔زخرف کی آنکھوں میں سرد پن تھا اور راحیل کی آنکھوں میں کیا تھا اس کی اسے سمجھ نا آتی تھی۔

"وہ تمہیں مار ڈالے گا زخرف۔تمہارے پاس بہت کم وقت ہے۔سوچ سمجھ کر فیصلہ لو۔اور یاد رکھنا،اگر تمہارا جواب انکار ہوا نا۔۔۔تو وہ تمہاری جان لے لے گا۔"

زخرف ابھی بھی اسے ایسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مجھے کسی سے بھی ڈر نہیں لگتا راحیل۔" سرد سرگوشی کی۔ "موت سے بھی نہیں۔"

راحیل کے کندھے ڈھیلے پڑے۔ وہ اس کی نظروں کا سرد پن محسوس کر رہا تھا۔

"اپنے بزدل آقا سے کہنا کہ اگر وہ تھوڑا سا بھی بہادر ہے تو زخرف سے ملنے آئے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے۔" کہہ کر وہ پیچھے ہو گئی۔

راحیل کچھ دیر خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر اٹھا اور اس کی زنجیریں کھولنے لگا۔

www.novelsclubb.com

.....

وہ اس کیفے میں داخل ہوا تو کافی کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی۔ ارسم نے سن گلاسز اتارتے ہوئے سارے میں نظر گھمائی۔ جب اچانک اسے ایک کونے والی میز پر بیٹھا دکھ گیا تو وہ اس کی جانب بڑھ گیا۔

گلاسز کو میز پر رکھتے ہوئے وہ کرسی کھینچ کر بیٹھا،البتہ اتیج نے ایک دفعہ بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔وہ چہرہ موڑے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔چہرے پر آج خشکی کی بجائے سنجیدگی اور رنجیدگی تھی۔

"کیوں بلایا ہے مجھے؟"یونہی باہر دیکھتے پوچھا۔

ارسم اسے دیکھتے زرا آگے ہوا۔

"تم جانتے ہو ناز خرف۔۔۔۔۔۔"

"جانتا ہوں۔کیا بتانے آئے ہو مجھے؟کہ اس سب کا قصوروار میں ہوں؟"

www.novelsclubb.com

ارسم نے سر جھٹکا۔

"میں نے ایسا نہیں کہا۔"

"پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس سب کا قصوروار کون ہے۔"اس نے چہرہ ارسم کی جانب موڑا۔اس کے چہرے پر بہت سا غصہ تھا۔

"اس سب کے قصوروار تم ہو۔" انگلی سے اس کی جانب اشارہ کیا۔ "وہ تمہارے ساتھ گئی تم پر بھروسہ کر کے۔ اور تم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہاں؟ اسے اکیلے واپس بھیج دیا؟" وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو تم ساری سچائی نہیں جانتے۔"

"ارے مجھے جاننی بھی نہیں ہے ساری سچائی۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ تم ایک خود غرض انسان ہو جو اس لڑکی کی قدر نہیں کر سکے۔ تم تو اسے ایک دن پہلے ہی اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ جانتے بھی ہو کتنا رو رہی تھی وہ؟" آخری جملے پر وہ با قائدہ چیخا تھا۔

www.novelsclubb.com

ارسم حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں اسے اس لیے چھوڑ کر گیا تھا کیونکہ وہ بیمار تھی۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔

"واٹ ایور۔"

ویٹرس ان کے ٹیبل قریب رکی۔رسمی مسکراہٹ سے دونوں کو دیکھا۔

"کیا آرڈر کرنا چاہیں گے آپ سر؟"مینیو کارڈ ان کی جانب بڑھایا۔

"کچھ نہیں کرنا ہمیں آرڈر۔"ایچ نے مینیو اس سے چھین کر دور پھینک دیا۔

ویٹرس نے حیرت سے ایچ کو دیکھا اور پھر دور گرے مینیو کو۔اسے کچھ سمجھ نا آئی۔وہ مینیو کارڈ اٹھاتی چلی گئی۔

"تم۔۔۔تم ہو صرف اس کے اغوا ہونے کی وجہ۔تمہاری وجہ سے وہ سعد آغا کی قید میں ہے۔اس سب کی شروعات تم نے کی تھی۔وہ تمہاری وجہ سے کراچی گئی تھی۔"وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

ارسم سینے پر بازو باندھے آرام سے اس کی ساری بکواس سن رہا تھا۔

مینیجر ان کی میز تک آیا اور مودب سا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا۔

"ارے کہا ہے نا آرڈر نہیں کرنا۔ ہٹو یہاں سے۔" ایچ پھر سے چیختا بولا۔

"میں آپ کا آرڈر نہیں لینے آیا۔ آپ دونوں کو یہاں سے باہر جانا ہو گا۔ آپ کی وجہ سے ہمارے باقی کسٹمرز ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔"

"اوکے۔" ارسم مینیجر کو دیکھتا بولا۔ "ہم چلے جاتے ہیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ایچ پہلے ہی زور سے کرسی دھکیل کر اٹھا۔ اس کی کرسی زور سے پیچھے بیٹھی ایک لڑکی کی کرسی سے لگی۔

"کون بد تمیز ہے؟" وہ مڑ کر چیختی بولی۔

ایچ بغیر پرواہ کیے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ شیشے کے دروازے کو زور سے ٹھوکر مار کر وہ باہر نکلا۔

باہر پارکنگ میں وہ اپنی بائیک کی جانب بڑھ رہا تھا جب ارسم تیزی سے چلتا اس کے پیچھے آیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسے سعد آغا نے اغوا کیا ہے؟"

اچ کے قدم رک گئے۔وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکا۔

"بولو۔کیا پھر سے اس آدمی نے بتایا ہے؟وہ تو اس وقت میری قید میں ہے اور میری اجازت کے بغیر کسی سے رابطہ بھی نہیں کر سکتا۔"

اچ بنا مڑے کھڑا رہا۔

"میں نے صرف اندازہ لگایا ہے۔پولیس زخرف کو کیوں گرفتار کرے گی؟"

"اور وہ زخرف کو گرفتار کیوں نہیں کر سکتی؟"ارسم چلتا اس کے سامنے آیا۔اچ کے چہرے پر کچھ تھا۔

"وہ ایک مشہور پرسینیلٹی ہے۔بے شمار لوگ اس کے دشمن ہوں گے۔کوئی بھی جھوٹے کیس میں پھنسا کر اسے اندر کروا سکتا ہے۔پھر سعد آغا ہی کیوں؟"وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں لیکن سب سے پہلا شک تو سعد آغا پر ہی جاتا ہے نا۔" ایچ نے کندھے اچکائے اور نارمل رہنے کی کوشش کی۔

"میرا تو اس پر شک نہیں گیا۔"

ایچ نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو ہاں؟ کہ میں سعد آغا کو جانتا ہوں؟"

"ہاں۔" ارسم کا لہجہ دوٹوک تھا۔ "مجھے پہلے دن سے ہی تم پر شک ہے۔"

"تو کرتے رہو شک۔ میں جتنا بھی برا ہو سکتا ہوں لیکن تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ جس کی محبت صرف اتنی تھی کہ وہ انٹرنیٹ پر وائرل ایک تصویر برداشت نہیں کر سکا۔" وہ آگے بڑھنے لگا لیکن ارسم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کو دھکا دیا۔

"وہ تصویر کہاں سے آگئی؟" اس کی جانب قدم بڑھاتا بولا۔

"کیونکہ یہ سب ہوا ہی اس تصویر کی وجہ سے ہے۔اس گدھے نے زخرف کو پرو پوز کیا اور کسی نے ان کی تصویر وائرل کر دی۔تم۔۔۔تم جیلس ہو کر وہ برداشت نہیں کر سکے اور تم نے اسے وہاں سے چلے جانے کو بول دیا۔"ارسم ٹھہر گیا۔

ایچ بھی خاموش ہو گیا۔اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

"اور پھر؟ پھر کیا ہوا؟"ارسم نے ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

ایچ خاموش رہا۔

"میں بتاتا ہوں پھر کیا ہوا۔پھر میں نے سعد آغا کو تلاش کر لیا۔اور یہ جانتے ہوئے کہ میں زخرف کو سب سچ بتا دوں گا وہ اسے ہم سب سے دور لے گیا۔"

ایچ خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ارسم ایک جھٹکے سے آگے بڑھا اور اسے گریبان سے پکڑا۔

"تم جانتے تھے کہ سعد آغا کون ہے۔ تم جانتے تھے کہ وہ زخرف کی زندگی میں موجود ہے۔ تم جانتے تھے کہ زخرف نے اپنی آستین میں ایک سانپ پال رکھا ہے۔ تم سب جانتے تھے گھٹیا انسان۔" ارسم نے گریبان چھوڑا اور زور سے مکا ایچ کے منہ پر مارا۔

وہ پیچھے ایک گاڑی کے بونٹ پر جا گرا۔ ارسم پھر سے آگے آیا اور اس پر جھکتے اس کا گریبان پکڑا۔

"زخرف نے صرف ایک سانپ نہیں بلکہ دو سانپ پالے تھے۔ تم بھی اس کے اتنے ہی قصوروار ہو۔ کتنے پیسے دیتا تھا تمہیں سعد آغا؟ کتنے پیسے دیے اس نے تمہیں زخرف کی زندگی برباد کرنے کے؟" ارسم نے زور سے اسے نیچے زمین پر پٹخا۔

ایچ فوراً بازوؤں کے سہارے اٹھ کر بیٹھا۔

"کیوں کیا تم نے زخرف کے ساتھ ایسا۔" ارسم لڑکھڑاتی آواز سے چیخا۔

www.novelsclubb.com

ایچ نے سر اٹھا کر ارسم کو دیکھا۔اس کی اپنی آنکھوں میں بہت سا پانی جمع ہو گیا تھا۔

اس نے تکلیف سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے۔۔۔میں نے زخرف کے ساتھ کبھی کچھ برا کرنے کا نہیں سوچا۔"

ارسم نے یونہی اسے بیٹھے بیٹھے پھر سے گریبان سے پکڑا۔

"اتنی بھوک تھی تمہیں پیسے کی کہ تم نے ایک لڑکی کی زندگی برباد کر دی؟

تم۔۔۔تم مجھ سے پیسے مانگ لیتے۔تم مجھ سے جتنے پیسے مانگتے میں تمہیں دے دیتا۔

تم مجھ سے جو مانگتے میں دے دیتا۔"

"اگر میں زخرف کو بتاتا تو وہ اسے مار ڈالتا۔"

"مزید کتنے جھوٹ بولو گے تم؟"

"تمہیں یقین نہیں کرنا تو نا کرو لیکن یہی سچ ہے۔"

ارسم نے اس کا گریبان چھوڑا اور خود بھی نیچے بیٹھا دوسری جانب دیکھنے لگا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے خود سعد آغا کو تلاش کیا تھا۔ لیکن اس نے مجھے دھمکی تھی، اس نے کہا تھا کہ اگر میں زخرف کو سچائی بتاوں گا تو وہ خود کو، مجھے، زخرف کو، سب کو مار دے گا۔ اور وہ سچ میں پاگل ہے۔ وہ ایسا کر بھی سکتا تھا۔ تمہیں مجھ پر یقین نہیں کرنا تو نا کرو۔ لیکن یہی سچ ہے۔ تم چاہو تو میری اس کے ساتھ چیٹس پڑھ سکتے ہو۔ اس کی کالز میرے پاس ریکارڈ ہیں تم وہ سن سکتے ہو۔ اس دن جب اس نے مجھے وہ دھمکی دی تھی میرے پاس وہ ویڈیو بھی موجود ہے۔"

ارسم نے چہرہ واپس اس کی جانب موڑا۔

"یعنی تم ایک بے حد بزدل انسان ہو۔"

www.novelsclubb.com

"تم جو بھی کہو۔ لیکن مجھ سے جیسے زخرف کی حفاظت ہو رہی تھی میں کر رہا تھا۔ میرا دماغ جتنی بھی ذہانت کا مالک ہو، لیکن میں ڈرتا تھا۔ میں زخرف پر ایک آنچ بھی آنے سے ڈرتا تھا۔ اور میرا وہ ڈر درست تھا۔ تم خود دیکھ لو۔ تمہارے اسے

تلاش کرنے کے بعد کیا ہوا؟ تم اس کی حقیقت جانتے ہو لیکن کیا فائدہ؟ وہ اسے سب سے دور لے گیا۔"

"مجھے اسے تلاش کرنا ہے۔" ارسم لال آنکھوں سے اسے دیکھتا بولا۔ "سنا تم نے۔ مجھے اسے ہر حال میں تلاش کرنا ہے۔ اور تم اسے تلاش کرنے میں میری مدد کرو گے۔ اگر سعد آغا نے اسے ہاتھ بھی لگایا نا تو میں تمہاری زندگی بھی برباد کر دوں گا۔"

.....

www.novelsclubb.com

آج اس کا قید میں تیسرا دن تھا۔ وہ پھر سے اسی کمرے میں تھی اور راحیل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"تو پھر۔۔۔ تم نے کیا سوچا ان شرائط کے بارے میں؟"

زخرف چند لمحے راحیل کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے سر پیچھے کرسی سے ٹکایا اور آنکھیں موند لیں۔

راحیل نے کچھ دیر انتظار کیا اور پھر میز بجایا۔

"زخرف۔ میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔"

وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

"تم نے میری کل والی باتوں کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" راحیل لہجے میں سختی لایا۔

کوئی فرق نا آیا۔

www.novelsclubb.com

"جانتی ہو اگر تم مجھے جواب نہیں دو گی تو کیا ہو گا؟ پھر یہاں میری جگہ کوئی اور بیٹھا ہو گا۔ اور وہ تم سے اتنے پیار سے ڈیل نہیں کرے گا جیسے میں کر رہا ہوں۔"

زخرف کا چہرہ دیکھ کر لگتا تھا جیسے وہ سو گئی ہو۔

"ایک آخری دفعہ کہہ رہا ہوں۔ میرے ساتھ تعاون کر لو ورنہ پچھتاو گی۔

شاباش۔۔۔آنکھیں کھولو۔"

ایک منٹ۔۔۔دو منٹ۔۔۔ تین منٹ، ایسے ہی سرک گئے۔

راحیل نے افسوس سے کیمرے کو دیکھا۔

"میرے پاس اب اور کوئی راستہ نہیں ہے۔" وہ اٹھا اور اس کمرے سے نکل گیا۔

اس لمبی راہداری کو عبور کر کے وہ آخر پر موجود دروازے تک آیا اور اسے کھول کر باہر آیا۔ باہر پھر سے راہداری تھی۔ ایک طرف کمرہ تھا جس میں چند آدمی بیٹھے تھے۔ راحیل چلتا اس طرف آگیا۔ وہ سب کرسیوں پر بیٹھے بڑی سی سکرین کو دیکھ رہے تھے جس پر زخرف دکھ رہی تھی۔

ایک بھاری جسامت والا شخص فورا راحیل کو دیکھ کر کھڑا ہوا۔اس کا لباس بھی راحیل جیسا تھا۔اس کی ایک ابرو غائب تھی اور چہرے کے نقوش ظالمانہ دکھتے تھے۔

"فائنلی میری باری آگئی۔" وہ راحیل کو دیکھ کر کہتا بدصورت سی ہنسی ہنسا۔

"آصل۔" راحیل نے تحمل سے اسے پکارا۔"جو حد تمہیں بتائی گئی ہے اسے پار مت کرنا۔"

"تم فکر کیوں کرتے ہو؟ہاں؟"اس نے زور سے ایک تھپڑ راحیل کے کندھے پر مارا۔"آصل کے سامنے تو بڑے سے بڑا مرد بھیگی بلی بن کر سب اگل دیتا ہے، یہ چھوٹی سی مکھی تو میرے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کی مار ہے۔" مسلسل ہنستا وہ وہاں سے چلا گیا۔

اس راہداری میں چلتا وہ اس کمرے میں داخل ہوا۔زخرف یونہی آنکھیں بند کیے سر پیچھے کو گرائے بیٹھی تھی۔آصل منہ میں کچھ گنگناتا میز تک آیا۔میز پر نیچ میں رکھا پانی کا گلاس اس نے اٹھایا اور سیدھا زخرف کے منہ پر پھینکا۔

زخرف کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی۔زور سے اپنا سر جھٹکا۔

"لگتا ہے آج رات ہماری مکھی کو اچھے سے نیند نہیں آئی۔" وہ گردن پیچھے کو پھینکتا ہنسا۔

زخرف نے بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیوں مکھی۔۔۔منہ نہیں کھولو گی تم؟جانتی ہو میں کون ہوں؟" وہ میز کی دوسری جانب تھا اور آگے کو جھکا اسے دیکھتے بول رہا تھا۔

زخرف سرد آنکھوں سے اسے دیکھتی خاموش رہی۔آنکھوں میں پانی جانے سے سرخی آگئی تھی۔

"میرا نام آصل ہے۔اس جگہ کی در و دیوار بھی میرے نام سے کانپ جاتے ہیں۔ اتنی تکلیف سے مارتا ہوں نا کہ سامنے والا موت کی دعائیں کرنے لگتا ہے۔اس لیے شاباش اپنا یہ پیارا سا منہ کھولو اور بتاو کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔جلدی منہ کھولو شاباش۔"

زخرف خاموش رہی۔

"منہ کھولو۔"آصل دھاڑا۔

ناتو زخرف کی نظروں میں فرق آیا اور نا ہی خاموشی میں۔

آصل آگ بگولا ہوئے اس کی جانب آیا اور اس کا منہ اپنے ہاتھ میں جکڑا۔

"بولو۔جواب دو۔اگر تم خاموش رہی تو میں بہت برا حشر کروں گا تمہارا۔"اس کی آنکھیں ایسی تھیں کہ ان سے خوف آتا تھا۔

زخرف آگے کو جھکی اور اس کے ہاتھ میں اپنے دانت گاڑھ دیے۔آصل نے فورا ہاتھ پیچھے کھینچا۔

"پہلی دفعہ ایسی مکھی دیکھی ہے جو کاٹتی بھی ہے۔"وہ ہاتھ کو سہلاتے ہنس کر بولا۔

"مجھے ایک دفعہ مزید مکھی مت بولنا۔"درشتگی سے بولی۔

آصل ہنستا ہوا اسے کے قریب جھکا۔ایک ہاتھ سے اس کی گردن کو پکڑا۔

"آصل کے لیے تم مکھی ہی ہو۔چھوٹی سی مکھی۔"وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

"میں مکھی ہوں تو پھر تم کیا ہو۔ہاں؟ایک بدصورت ہاتھی۔"

www.novelsclubb.com

آصل کی ہنسی فورا سمٹی۔

"بکواس نہیں کرو، سمجھی۔ابھی تم مجھے جانتی نہیں ہو۔میرا ایک تھپڑ پڑا نا تمہیں تو ساری اکڑ نکل جائے گی۔"

"میں تم سے ڈرتی نہیں ہوں موٹے بدصورت ہاتھی۔"

اور اگلے ہی لمحے آصل کا زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا۔ زخرف کے دماغ کا ایک ایک پرزہ اندر تک ہل گیا تھا۔ اسے اپنا دماغ اندر دو حصوں میں بٹتا محسوس ہوا۔ آصل کا ہاتھ کسی پتھر سے بھی زیادہ بھاری تھا۔ زخرف نے بمشکل اپنا سر اوپر اٹھایا اور اسی لمحے اسے محسوس ہوا کہ اس کے منہ سے خون نکل کر نیچے کو بہنے لگا ہے۔

"اب بول۔" آصل پھر سے اس کے قریب جھکا۔ "کیا تجھے شرطیں منظور ہیں۔"

زخرف گہری سانسیں لے رہی تھی۔ منہ سے خون کی پتلی سی لکیر نکل کر گردن پر بہہ گئی تھی۔

"بول۔" آصل اس کے کان کے قریب غرایا۔

"دور ہو جاو مجھ سے بدصورت ہاتھی۔" وہ حلق کے بل چیخی۔

آصل نے اس کی کرسی کو دونوں طرف سے پکڑا اور گھسیٹ کر اپنے مزید قریب کیا۔

"ایک دفعہ مزید یہ بکواس کر اور پھر دیکھنا آصل کرتا کیا ہے۔"

زخرف رونے لگی تھی۔اس کے آنسو گال سے ہو کر گردن پر بہنے لگے تھے۔آنسو اور خون آپس میں ملتے جا رہے تھے۔

"میں بولوں گی۔" وہ آنسوؤں کے بیچ چہرہ اٹھائے آصل کو دیکھتے بولی۔"میں بولوں گی۔تم ایک ہاتھی ہو،وہ بھی بدصورت ہاتھی۔"

آصل نے کرسی کے دونوں بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑا۔اس کے سامنے زخرف اور وہ کرسی کچھ نا تھیں۔اگلے ہی لمحے اس نے کرسی سمیت زخرف کو بائیں جانب کی دیوار میں مارا۔

www.novelsclubb.com

تکلیف سے زخرف پورے زور سے چیخی۔وہ تیزی سے اس کی جانب آیا۔وہ پوری طرح کرسی سے بندھی تھی۔البتہ اس کا سر زور سے دیوار سے لگا تھا۔ایک طرف سے خون بھی چھوٹ گیا تھا۔گٹھنے بھی دیوار سے رگڑیں کھا کر بری طرح چھل گئے

تھے۔آصل نے فوراً اس کی کرسی سیدھی کی اور دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ کر دبانے لگا۔زخرف کی آنکھیں باہر آنے لگی۔

باہر ہلچل پیدا ہوئی اور راحیل سمیت دو تین لوگ کمرے میں داخل ہوئے۔انہوں نے تیزی سے آکر بمشکل آصل کے ہاتھ زخرف کی گردن سے ہٹائے۔

"چھوڑ مجھے۔اسے سبق سکھائے بنا نہیں جاوں گا میں۔"

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا آصل؟"راحیل نے زور سے اسے پیچھے کو دھکا دیا۔

"جانتے نہیں ہو باس تمہارا کیا حشر کریں گے؟"

"اس کی زبان بہت چلتی ہے۔"وہ پھر سے آگے بڑھنے لگا۔

"دفعہ ہو جاو یہاں سے۔"راحیل گرجا۔

ایک آدمی آصل کو بازو سے پکڑے کھینچتا باہر لے گیا۔

"ڈاکٹر کہاں مر گیا ہے؟" وہ کہتا زخرف کی جانب مڑا جو بری طرح کھانس رہی تھی۔ سر سے خون بہتا جا رہا تھا۔

ایک نوجوان تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا۔ ہاتھ میں ایک فرسٹ ایڈ باکس تھا۔ زخرف کی کرسی کے قریب بیٹھ کر اس نے باکس کھولا اور بڑی سی بوتل اور روئی نکالی۔ وہ نیچے کو جھکی ہوئی تھی۔

اس نے روئی کو اچھی طرح بھگو کر زخرف کے بالوں میں رکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا۔ وہ تڑپ کر چیختی سیدھی ہوئی۔ روئی پر جو بھی دوائی تھی اس کے زخم پر نمک کی طرح لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"فون کی روشنی کریں سر پر۔"

راحیل نے فوراً فون کی ٹارچ آن کی اور اس کے بالوں میں کی۔ خون کو اچھے سے صاف کر کے ڈاکٹر نے پٹی کر دی۔

"ٹھیک ہے جاو تم۔"

وہ اپنا سامان سمیٹتا چلا گیا۔

"میں نے کہا تھا کہ میرے ساتھ تعاون کرلو۔اب انجام دیکھ لیا تم نے؟" وہ تیزی سے اس کی زنجیروں کو کھول رہا تھا۔

زنجیریں کھول کر اس نے ہتھکڑی اس کی ایک کلائی پر لگائی۔دوسری جانب سے اسے ہلکا سا کھینچا تو وہ کھڑی ہو گئی۔

کمرے کے دروازے تک پہنچ کر زخرف رک گئی اور دیوار کو پکڑ لیا۔اس کے سر پر ہتھوڑے لگ رہے تھے اور گھٹنے شدید تکلیف میں تھے۔

"بابا۔۔۔۔بابا۔۔۔۔" وہ چیخ چیخ کر روتی وہیں نیچے بیٹھ گئی۔

ہتھکڑی کھچنے کی وجہ سے راحیل بھی نیچے بیٹھ گیا۔وہ افسوس سے اسے روتا ہوا دیکھنے لگا۔

وہ ہچکیاں لیتی روتی جا رہی تھی۔

"آج رات کو فیصلہ کر لینا کہ تمہیں آگے کیا کرنا ہے۔ تم یہ تکلیفیں برداشت نہیں کر پاؤ گی۔ اور کل یہ نوبت نا آنے دینا کہ آصل یہاں آئے۔"

.....

افتی نے ہاتھ میں فون تھام رکھا تھا جس پر وہ اس کمرے کو دیکھ رہا تھا۔ راحیل زخرف کی پٹی کروا کر اسے وہاں سے لے گیا تھا اور اب کمرہ خالی تھا۔ افتی نے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا۔ وہ کوئی گودام تھا جہاں ہر طرف بوریاں پڑی تھیں۔ ایک طرف ایک بوری کے قریب سعد لیٹا سویا ہوا تھا۔ افتی نے واپس چہرہ فون کی جانب موڑا۔ ویڈیو بند ہوئی تو کال آنے لگی۔ اس نے فورا کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

"سر وہ میں نے آصل کو سمجھایا تھا کہ وہ اسے ہاتھ نا لگائے۔"

افتی نے پھر سے سعد کو دیکھا اور اپنی تھوڑی کھجائی۔

"آصل یاجو بھی نام ہے اسکا۔ میرے خیال میں اس نے بلکل ٹھیک کیا۔ ایسے آرام سے تو وہ لڑکی ہماری بات نہیں مان جائے گی نا۔"

راحیل کچھ لمحے خاموش رہا۔ پھر گلا صاف کیا۔

"لیکن سر۔ باس نے تو یہی کہا تھا کہ ہم اس پر تشدد نہیں کریں گے۔ جس سیل میں اسے رکھا ہے اور جیسا کھانا اس کو دے رہے ہیں۔۔۔۔ وہ یہ سب زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکے گی۔"

"راحیل۔۔۔۔ اگر تمہیں اس لڑکی پر تشدد کرنا پڑے تو تم کرو۔ ہمیں اسے ہر حال میں ان شرائط پر راضی کرنا ہے۔ اور تم کس طرح اسے راضی کرتے ہو اس سے سعد کو بھی فرق نہیں پڑتا۔ جو راستہ استعمال کرنا ہے کرو لیکن اسے راضی کرو۔ زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔"

"جی سر۔"

افتی نے فون بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

سعد اس سے بے خبر گہری سانسیں لیتا سویا تھا۔

.....

وہ اس وقت اس زمینی ہول میں تھے۔ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھے تھے اور سامنے تین کمپیوٹر آن تھے۔ ارسم کے سامنے موجود کمپیوٹر پر ایک پریس کانفرنس چل رہی تھی۔ جبکہ باقی دو کمپیوٹرز پر اتیچ نا جانے کیا کر رہا تھا۔ اس نے اپنے کمپیوٹرز پر سے نظریں ہٹا کر تیسرے کمپیوٹر کو دیکھا۔ وہاں آئی جی پنجاب ایک میڈیا ہاؤس میں بیٹھا میڈیا سے بات کر رہا تھا۔ ارسم بھی ایک انگلی منہ میں دبائے اسی کو سن رہا تھا۔

"دیکھیں یہ مسئلہ بہت سنگین نوعیت کا ہے اور میرے خیال میں میڈیا کے سامنے سارے حقائق پوری طرح رکھنا بہت ضروری ہے۔ جب زخرف مرجان کراچی میں موجود تھیں اور ہماری اطلاعات کے مطابق وہ اپنے برینڈ کی لانچ کے لیے وہاں موجود تھیں، اس وقت سندھ پولیس کو ایک قابل یقین سورس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ہیں۔ وہ اس وقت سے ہی پولیس کی نظروں میں تھیں۔ دو دن بعد ہی زخرف مرجان اچانک سے ہوٹل کے بلز وغیرہ کلیئر کر کے ائیر پورٹ کے لیے نکل جاتی ہیں۔ یہ بات تشویش ناک تھی کیونکہ ابھی برینڈ کی لانچ میں وقت تھا۔ پولیس کو یہ موقع درست لگا اور سندھ پولیس نے ان کی گاڑیوں کی تلاشی لی۔ اور تلاشی لینے پر اسلحہ برآمد بھی ہو گیا۔ پولیس ان کو قریبی تھانے لے جاتی ہے۔ اور پھر اچانک سے سٹیٹمینٹ آتی ہے کہ سندھ پولیس زخرف مرجان کو پنجاب پولیس کے حوالے کر چکی ہے۔ جبکہ ایسا ہوا ہی نہیں۔ پولیس نے ایسی کوئی سٹیٹمنٹ دی ہی نہیں تھی۔ یہ خبر کسی نے جان بوجھ کر پھیلائی تھی۔ سچ یہ تھا

www.novelsclubb.com

کہ زخرف مرجان کی کراچی میں ہی ضمانت ہو گئی تھی۔ان کی ضمانت کسی بہروپیہ شخص نے کروائی تھی۔ضمانت ہونے کے بعد وہ ایک گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئیں۔اب یاں تو وہ خود غائب ہوئی ہیں یا پھر انہیں کسی نے اغوا کر لیا ہے۔" وہ چپ ہوا تو رپورٹرز بولنے لگے۔

ارسم اور ایچ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"جھوٹ بول رہا ہے یہ۔یہ سب ساتھ ملے ہوتے ہیں۔آج تک مافیاز کو اگر سب سے زیادہ پروٹیکشن ملی ہے تو وہ سرکار کے بعد یہ پولیس سے ملی ہے۔"

ارسم خاموش تھا۔وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو تم؟"

ارسم سیدھا ہوا اور اس کی جانب دیکھا۔

"سعد آغا اس وقت کہاں موجود ہے؟ تمہیں اس کی لوکیشن کا پتہ چلا؟"

ایچ نے اپنے کمپیوٹرز کو دیکھا۔

"یقیناوہ بھاگ گیا ہے۔اور وہ اپنا فون بھی بند کر چکا ہے۔اس کی لوکیشن معلوم کرنا ناممکن ہے۔"

"اور اگر پولیس اس کا ساتھ دے رہی ہے تو وہ یہاں سے بھاگا ہی کیوں؟میرا مطلب ہے وہ کسی سیف ہاوس میں بھی تو پناہ لے سکتا تھا۔"

"تمہارا مطلب کیا ہے؟"

"مجھے لگتا ہے وہ اکیلا پڑ رہا ہے۔کل رات میں اس کی کمپنیز کے بارے میں آرٹیکلز پڑھ رہا تھا۔"ارسم نے اپنے سامنے والے کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنی طرف کھینچا۔کروم کھول کر وہ تیزی سے ٹائپ کرنے لگا۔

"یہ دیکھو۔"

وہاں ایک آرٹیکل کھل گیا۔ایچ سکرین کی جانب جھکا۔

"سٹیل کمپنی ہولڈرز۔ان کی کئی کمپنیز دیوالیہ کے قریب ہیں۔"ارسم نے نیچے سکرول کیااور پھر ایک جگہ رکا۔"اور یہ دیکھو،ان کی چھ بڑی کمپنیز کو کل سیل کر دیا گیا ہے۔"

"اوہ۔"ایچ سر ہلاتا پیچھے ہوا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی کمزور ہو گیا ہے۔"

"بلکل۔"ارسم نے چہرہ مکمل اس کی جانب موڑا۔"اس کی سلطنت بکھر رہی ہے۔ سرکار اور پولیس اپنا شفقت کا ہاتھ پیچھے ہٹا چکے ہیں۔ایسے میں وہ اکیلا ہو گا۔"

"ہمم۔لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ان اداروں میں پھر بھی چھپ کر ان کے دوست بیٹھے ہوتے ہیں۔یہ ان لوگوں کو اتنی آسانی سے اکسپوز نہیں ہونے دیتے۔ورنہ اداروں کی ساکھ کو نقصان پہنچتا ہے۔"

"ہاں لیکن پھر بھی ہمارے لیے یہ ایک گڈ پوائینٹ ہے۔"ارسم نے چہرہ سکرین کی جانب موڑ لیا۔

"اور میں جانتا ہوں ہمیں میڈیا اور پولیس کو کیسے اپنے مطابق چلانا ہے۔"

ایچ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا کرنے والے ہو تم؟"

ارسم نے اسے دیکھا۔

"مجھے فلحال خان بابا سے ملنا ہے۔تم پوری کوشش کرو کہ تمہیں اس کی لوکیشن کا علم ہو جائے۔"وہ تیزی سے کہتا اٹھ کر باہر کو دوڑ گیا۔

.....

www.novelsclubb.com

کالے فرش پر لیٹے ہوئے زخرف ہاتھ سے زمین پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔ جیسے بچپن میں کیا کرتی تھی۔ سر پر پٹی بندھی تھی۔ گھٹنوں پر سے ٹراوزر پھٹ گیا تھا۔ اندر سے چھلے ہوئے گھٹنے دکھ رہے تھے۔

دو قدم اس کے سیل کے باہر آ کر رکے تو زخرف نے لیٹے لیٹے نظریں اٹھا کر دیکھا۔

راحیل نیچے بیٹھا اور چھوٹا دروازہ کھولنے لگا۔ دروازہ کھول کر اس نے کھانے کی ٹرے اندر کھسکائی۔ پھر رک کر زخرف کو دیکھا۔ اس کے ہونٹ کے قریب خون جما ہوا تھا۔ اس نے اس کے گھٹنوں کی جانب دیکھا۔ زخرف نے نظریں واپس فرش پر موڑ لیں۔

www.novelsclubb.com

راحیل نے ادھر ادھر دیکھتے اپنی جیب سے ایک شیشی نکالی۔

"یہ مرہم ہے۔" سرگوشی کرتا بولا۔ "میں کچھ دیر تک اندر نہیں آوں گا۔ اپنے گھٹنوں پر لگا لینا۔" کہہ کر تیزی سے اس نے وہ دروازہ بند کیا اور چابیاں جیب میں ڈالتا باہر چلا گیا۔

زخرف اٹھ کر بیٹھی اور کھانے کی ٹرے اپنے قریب کھینچی۔ تیزی سے روٹی کو پانی میں ڈبو کر وہ کھانے لگی۔ روٹی ختم کر کے اس نے دال والا برتن اٹھایا اور منہ کو لگائے ایک ہی وقت میں ساری دال پی گئی۔ برتن خود سے دور ہٹائے اور وہ شیشی پکڑی۔ گردن آگے کر کے باہر دیکھا۔ پھر ٹراوزر کو گھٹنے تک اوپر کیا۔ شیشی کو کھول کر دو انگلیوں پر مرہم لگایا۔ ہونٹوں کو بھینچ کر وہ زخموں پر مرہم لگانے لگی۔

.....

وہ ہسپتال کی راہداری میں داخل ہوا تو حسن ایک طرف کھڑا کال پر بات کر رہا تھا۔ ارسم کو دیکھتے ہی اس نے کال بند کر دی۔ ارسم فوراً اس کی جانب آیا۔

"خان بابا کیسے ہیں؟"

"کچھ کہہ نہیں سکتے۔ بلڈ پریشر ہی نیچے نہیں آ رہا ان کا۔"

ارسم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں ان سے مل سکتا ہوں؟ کیا وہ اکیلے ہیں؟"

"ہاں لیکن ارسم۔۔۔۔زخرف کے بارے بات کر کے وہ مزید پریشان ہو جائیں گے۔"

"تم فکر مت کرو۔۔۔اور اب انہیں مزید پریشان نہیں ہونا۔" ارسم کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"کیا مطلب؟"

www.novelsclubb.com

ارسم بغیر جواب دیے ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا تو وہ بستر پر ٹیک لگائے بیٹھے نا جانے کہاں کھوئے تھے۔

ارسم چلتا ان کے قریب آیا۔

"اگر میری بیٹی کی کوئی خبر نہیں آئی تو مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔" بغیر ارسم کو دیکھے بولے۔

ارسم ان کے بستر کے قریب سینے پر بازو باندھے کھڑا ہو گیا۔

"آپ تو ایسے نہیں ہیں خان بابا۔ میں نے بیس سال آپ کو غم کے ساتھ بھی حوصلے کے ساتھ جیتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر اب ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

یوسف نے اسے دیکھا۔ ان کی چھوٹی آنکھوں میں بہت تکلیف تھی۔

"میں تھک گیا ہوں۔ مجھے لگ رہا ہے میرے جسم سے جان ختم ہو گئی ہے۔"

www.novelsclubb.com

ارسم نے نفی میں سر ہلایا۔

"کم آن۔ جھوٹ مت بولیں۔ اس عمر میں بھی اگر آپ مجھ سے یا حسن سے مقابلہ کریں تو جیت جائیں گے۔"

یوسف نے جواب نہیں دیا۔

"میں آپ کو بڑے اچھے سے جانتا ہوں۔اور آپ ابھی اور اسی وقت یہاں سے جا رہے ہیں۔" وہ آگے آیا اور ان کا کمبل پیچھے ہٹایا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا آپ کو۔ بلکل ٹھیک ہیں آپ۔" اس نے ان کا جوتا سیدھا کر کے بستر کے قریب کیا۔

یوسف خاموشی سے اس کو دیکھ رہے تھے۔ارسم نے بھی ان کو دیکھا۔

"خان بابا۔" وہ ان کے قریب بیٹھتا دھیرے سے بولا۔"اگر آپ یوں گر جائیں گے تو زخرف کو کون تلاش کرے گا؟اس وقت اگر کوئی سب سے زیادہ اسے تلاش کرنے میں حصہ ڈال سکتا ہے تو وہ آپ ہیں۔"

"میں اسے کہاں تلاش کروں گا ارسم۔میں نے تو کبیر سے کہا تھا مجھے جانے دو۔ میں خود سڑکوں، گلیوں۔۔۔۔"

"نہیں خان بابا۔" ارسم نے نرمی سے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ "آپ کو وہ کرنا ہے جو آپ کے بس میں ہے۔ اس وقت ہم سب کو وہی کرنا ہے جو ہمارے بس میں ہے۔ ہمیں کچھ الگ نہیں کرنا۔ اگر زخرف کو واپس لانا ہے تو ہم سب کو مل کو کھڑے ہونا ہے۔"

یوسف بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اب سے آپ بہت مصروف ہونے والے ہیں۔" وہ اٹھا اور میز پر سے تیزی سے ان کی چیزیں سمیٹنے لگا۔ "سب سے پہلے آپ کو ایک پریس کانفرنس کرنی ہے۔ اور وہ پریس کانفرنس ایسی ہونی چاہیے جو پورے ملک کو ہلا کر رکھ دے۔" اب وہ ان کی دوائیاں ایک بیگ میں ڈال رہا تھا۔ "آپ میڈیا کے سامنے اپنے آنسوں نہیں چھپائیں گے۔ آپ میڈیا کے سامنے بیٹھ کر روئیں گے۔ آپ کے وہ آنسوں اس ملک کے ایک ایک گھر میں موجود ٹی وی کے سامنے بیٹھی عورتوں اور بچوں تک کے دلوں پر لگنے چاہیے۔ ہمیں اس وقت سب کی ہمدردی سمیٹنی ہے۔ آپ کو ہر روز

میڈیا کے سامنے جا کر چیخنا ہے کہ آپ کی بیٹی کو واپس لایا جائے۔"سب کچھ سمیٹ کر وہ سیدھا ہوا۔

"آپ کو۔"اس کی انگلی اٹھا کر ان کی جانب اشارہ کیا۔"آپ کو لوگوں کی ہمدردی حاصل کر کے ان کو سڑکوں پر نکالنا ہے۔آپ کو رونا ہے۔آپ کو اپنی تکلیف دکھانی ہے سب کو۔کل سے پورے میڈیا پر، سوشل میڈیا پر اور ہر گھر میں صرف زخرف ہونی چاہیے۔ہمیں اپنے اداروں کو مجبور کر کے رکھ دینا ہے کہ ہمیں ہماری زخرف واپس چاہیے۔"

وہ کمرے کے دروازے میں آیا اور دروازہ کھول دیا۔دروازہ کھول کر وہ یوسف کو دیکھنے لگا۔یوسف کچھ لمحے اسے دیکھتے رہے۔پھر ان کے جسم میں حرکت ہوئی۔ انہوں نے اپنی ٹانگیں نیچے اتاریں اور جوتا پہننے لگے۔اسی لمحے حسن وہاں آیا۔اس نے ارسم کے ہاتھ میں بیگ کو دیکھا اور پھر یوسف کو جواب اٹھ گئے تھے۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے چچا جان، کہاں جا رہے ہیں۔"

"اگر کسی کی بیٹی غائب ہو جائے تو اس شخص کو آرام کرنے کا نہیں بولتے حسن۔ ایک نرس کو ان کے ساتھ بھیجو۔اور تم فکر نہیں کرو۔اس ہسپتال سے نکلتے ہی وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔کیونکہ یہاں سے نکلتے ہی ان کی ناامیدی امید میں بدلنے لگے گی۔"

یوسف بغیر کچھ بولے کمرے سے نکل گئے۔ارسم بھی تیزی سے ان کے ساتھ چل پڑا۔

.....

www.novelsclubb.com

یہ ارسم کا کمرہ تھا۔وہ ایک چھوٹے صوفے پر بیٹھا تھا۔سامنے میز پر رکھا فون سٹینڈ میں لگا تھا۔فون کے قریب دو تصویریں الٹی رکھی تھیں۔ارسم نے ویڈیو شروع کی اور سیدھا ہو گیا۔

ایک گہری سانس لی۔نظریں کیمرے پر تھیں۔

"میں ارسم ہوں۔ارسم ہلال۔آپ لوگ مجھے نہیں جانتے کیونکہ میں ایک پرائیوٹ انسان ہوں۔میں آج یہ ویڈیو بنا رہا ہوں کیونکہ میں آج ایک بہت اہم مسئلے پر بات کرنے والا ہوں۔میرے ڈیڈ اور یوسف مرجان بچپن کے دوست ہیں۔اور اسی طرح میں زخرف کو بھی جانتا ہوں۔بلکہ صرف جاننا ایک چھوٹا لفظ ہے۔"وہ ٹھہرا۔"ہم دونوں فیملی فرینڈز ہیں اور بہت اچھے فرینڈز ہیں۔آپ سب زخرف کی زندگی کے بارے میں جانتے ہی ہیں۔لیکن میں آپ کو آج شروع سے اس کی زندگی کی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔بلکل سچی کہانی۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک یونیورسٹی کا گراونڈ تھا۔بہت سے لڑکے لڑکیاں گھاس پر بیٹھے تھے۔ان سب کے بیچ گھاس پر ایک فون رکھا تھا جس پر وہ انہماک سے ارسم ہلال کو سن رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

"وہ صرف دو سال کی تھی جب یوسف مرجان کے دشمنوں نے اسے اغوا کر لیا اور ہمیشہ کے لیے ان دونوں کو الگ کر دیا۔زخرف نے اپنی زندگی کے بیس سال ایک

فوسٹر فیملی میں گزارے۔وہ اس کی زندگی کے مشکل سال تھے اور اسے کبھی نا ختم ہونے والی تکلیفیں دے کر گئے۔ لیکن پھر جب وہ اور یوسف مرجان پھر سے مل گئے تو وہ خوش رہنے لگی تھی۔وہ اپنے خواب پورے کرنے لگی تھی۔میں جب بھی اسے دیکھتا تھا تو مجھے وہ دنیا کی سب سے خوش ترین عورت لگتی تھی۔ لیکن ایسا نہیں تھا کہ اس کی زندگی میں دکھ نہیں تھے۔"

وہ ایک دفتر کا فلور تھا۔بہت سے نوجوان اس وقت لنچ کے لیے فوڈ کورٹ میں موجود تھے۔ایک لڑکے نے کھانا کھاتے ہوئے اپنا فون سامنے گلاس کے ساتھ کھڑا کر رکھا تھا۔اس کے ارد گرد بیٹھے سب نوجوان بھی کھانا کھاتے اس کے فون میں بولتے ارسم ہلال کو سن رہے تھے۔۔۔۔۔۔

"اس سارے عرصے میں اس کے دشمن ابھی بھی اس کے پیچھے تھے۔کئی دفعہ انہوں نے زخرف کے قریبی لوگوں کو نقصان پہنچایا۔اس سب کے باوجود آپ کو

www.novelsclubb.com

ہمیشہ وہ ہنستی نظر آتی تھی۔ لیکن اندر ہی اندر وہ بہت خوفناک جنگ لڑ رہی تھی۔اور آج میں وہ سب کھل کر آپ کے سامنے رکھنے والا ہوں۔"۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ٹیبل ٹینس کلب تھا۔سب ٹیبلز ہی تقریباً خالی دکھتے تھے۔کلب کی ایک دیوار پر زخرف کی تصویر بنی تھی۔ساتھ اس کے بارے میں چند فقرے تھے جو بتاتے تھے کہ چند سال پہلے زخرف مرجان یہاں ٹیبل ٹینس کھیلنے آیا کرتی تھی۔اس دیوار کے سامنے بہت سے لوگ جمگھٹا بنائے کھڑے تھے۔وہ سب کی نظریں ایک موبائل فون کی سکرین پر تھیں جہاں ارسم ہلال زخرف مرجان کی زندگی کی کہانی سنا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"جیسے کہ پولیس نے کہا کہ زخرف اپنی لانچ کے لیے کراچی گئی تھی۔پولیس جھوٹ نہیں بول رہی کیونکہ وہ واقعی یہی کہہ کر گئی تھی۔لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔میں زخرف کے ساتھ گیا تھا اور ہم وہاں کیوں گئے تھے یہ حقیقت صرف میں اور وہ جانتے تھے۔"۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک میڈیا ہاؤس تھا۔ کنٹرولر روم میں بہت سارے لوگ ایک فون کی سکرین پر جھکے تھے۔ایک شخص نے سر اٹھایا تو باقی سب بھی سیدھے ہوئے۔

"بریکنگ نیوز ہے یہ۔اس ویڈیو کو بریکنگ نیوز میں چلاو۔ جلدی۔"۔۔۔۔۔۔۔

"زخرف کو بچپن میں اغوا کرنے والا واصف آغا تھا۔یوسف مرجان کا دشمن۔ لیکن جو آپ لوگ نہیں جانتے وہ یہ ہے کہ واصف آغا کا ایک بیٹا ہے۔ جس کا نام سعد آغا ہے۔بہت سالوں پہلے سعد آغا زخرف کی زندگی میں شامل ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ زخرف کی زندگی میں کیسے آیا تھا۔" وہ مزید فون کے قریب جھکا۔"سعد آغا زخرف کے ساتھ آبسیسڈ ہے۔اس بات کا مطلب ہے کہ وہ اس کے پیچھے پاگل ہے۔اسی لیے وہ بہت سالوں پہلے روپ بدل کر چپکے سے زخرف کی زندگی میں شامل ہو گیا تھا۔زخرف اس کی حقیقت نہیں جانتی تھی۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ایک ڈرائینگ روم تھا۔پوری فیملی صوفوں پر بیٹھی چائے پیتے ہوئے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ٹی وی پر بریکنگ نیوز چلنے لگی تو سب سیدھے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ زخرف مرجان کا دشمن تھا، وہ دشمن جو اس کے ساتھ آبسیس تھا اور وہ ایک نئی شناخت کے ساتھ اس کی زندگی میں داخل ہو گیا۔ وہ اس کی زندگی میں اس کا دوست بن کر رہنے لگا۔ کئی سالوں تک وہ یونہی رہا۔ لیکن پھر اس نے مجھ پر حملہ کروایا اور وہ بھی دو بار۔ مجھے اس وقت اندازہ ہوا کہ ان لوگوں نے ابھی تک زخرف کی جان نہیں چھوڑی۔ میں اور زخرف اس کے بعد سے اس معاملے کو ڈسکس کرنے لگے۔ ہم دونوں کراچی بھی اسی سلسلے میں گئے تھے۔ میں سعد آغا کے متعلق کوئی سوراغ ڈھونڈ رہا تھا۔ اور وہیں کراچی میں مجھے اس شخص کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ میں زخرف کو اس کی حقیقت بتاتا، وہ اسے اغوا کر کے نا جانے کہاں لے گیا۔ اور میں بنا کسی خوف کہ آج آپ سب کو یہ بھی بتاوں گا کہ سعد آغا کون ہے۔"

اس نے فون کے قریب پڑی تصویر اٹھائی۔ وہ دو تصویریں تھیں۔ پہلی تصویر ارسم نے کیمرے کے سامنے کی۔

www.novelsclubb.com

"زخرف کے اغوا ہونے سے پہلی رات، جس شخص کے ساتھ اس کی تصویر وائرل ہوئی تھی وہ کوئی اور نہیں بلکہ سعد آغا ہے۔" اس نے وہ تصویر واپس رکھی اور دوسری تصویر اٹھائی۔

وہ کسی ڈنر کی تصویر تھی۔ یوسف، زخرف، سعد اور چند ایک دو لوگ اور تھے۔ وہ سب کیمرے کی طرف دیکھتے مسکرا رہے تھے۔

"آپ اس شخص کا چہرہ بلکل صاف دیکھ سکتے ہیں۔ یہی شخص زخرف مرجان اور یوسف مرجان کا قصوروار ہے۔ یہی وہ درندہ ہے، جو یوسف مرجان کی بیٹی کو قید کر چکا ہے۔ اور جہاں تک بات اس کے اسلحے کی سمگلنگ کی ہے تو یہ سب جھوٹ ہے۔" ارسم نے تصویر واپس رکھ دی۔ "زخرف کو اس میں پھنسایا گیا تھا تاکہ سعد آغا کے لیے اسے اغوا کرنے کا راستہ صاف ہو جائے۔ اور میرے پاس اپنی بات ثابت کرنے کے لیے ثبوت بھی موجود ہے۔" ارسم نے ہاتھ سکرین کی جانب بڑھایا۔ اس کی ویڈیو کونے میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

سکرین پر ایک دوسری ویڈیو چلنے لگی۔وہ کراچی کے ایک پیٹرول پمپ کی ویڈیو تھی۔وہاں کھڑی زخرف کی گاڑیوں کا قافلہ صاف دکھتا تھا۔سب سے پہلے زخرف کی گاڑی کو فوکس کیا گیا۔وہ پچھلی سیٹ پر تھی۔ایک لال دائرہ اس کے گرد گھوم رہا تھا۔بند شیشے سے بھی دکھتا تھا کہ وہ آنکھیں موندھیں سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔سکرین پھر سے بڑی ہو گئی۔ایک آدمی اس گاڑی کے قریب آیا اور جھک کر فرید سے کچھ کہنے لگا۔فرید بات سن کر گاڑی سے نکلا اور اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔کچھ دیر بعد ڈرائیور بھی گاڑی سے نکلا اور واشروم کی جانب چلا گیا۔تقریبا پانچ چھ گارڈ گاڑی کے ارد گرد ہی کھڑے تھے۔ایک آدمی دو بیگ پکڑے تیزی سے ایک کمرے سے نکلا اور زخرف کی گاڑی کی جانب آیا۔وہ ڈگی تک آیا اور ان بیگز کو اندر رکھنے لگا۔گارڈز بلکل خاموش رہے۔وہ کام کر کے فورا غائب ہو گیا۔کچھ ہی دیر میں ڈرائیور اور فرید بھی لوٹ آئے اور ان کی گاڑیوں کا قافلہ وہاں سے نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ سب نے یہ دیکھ لیا ہے کہ زخرف کسی بھی قسم کے غیر قانونی کام میں ملوث نہیں ہے۔وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی۔اتنے سارے لوگ اسے سوشل میڈیا پر فولو کرتے ہیں۔اور آپ سب جانتے ہیں کہ وہ کیسی لڑکی ہے۔وہ ہنسنے والی اور دوسروں کو ہنسانے والی ہے۔اور اپنی اس ہنسی کے نیچے وہ یہ سب برداشت کر رہی تھی۔مجھے امید ہے یہ سب سننے کے بعد آپ چپ نہیں رہیں گے۔آپ زخرف کے لیے آواز اٹھائیں گے۔آپ ایک لڑکی کے لیے آواز اٹھائیں گے جسے ایک درندے نے قید کر لیا ہے۔مجھے امید ہے آپ سب ہمارے ساتھ اس وقت کھڑے ہوں گے اور ہمارے ساتھ اس ملک کے اداروں کے دروازے کھٹکھٹائیں گے۔ہم زخرف کو اسی صورت واپس لا سکتے ہیں جب ہم سب مل کر کھڑے ہوں گے۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر لائیو ویڈیو بند کر دی۔دونوں ہاتھ بالوں میں پھیرتے ہوئے اس نے گردن پیچھے صوفے سے ٹکالی۔کمرے کے دروازے پر نظر پڑی تو ظفر وہاں کھڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ چلتے ارسم کے قریب آئے۔ساتھ ہی ایک چھوٹے ٹیبل پر پانی کا جگ اور گلاس رکھا تھا۔انہوں نے گلاس میں پانی انڈیلا اور گلاس اس کی جانب بڑھایا۔

ارسم نے گلاس تھام لیا۔ظفر نے ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا اور شفقت سے اسے دبایا۔

.....

کچھ ہی لمحوں میں وہ ویڈیو آگ کی طرح ہر طرف شئیر ہونے لگی۔میڈیا کی سکرینز پر بیٹھے سب لوگ اسی ویڈیو کو ڈسکس کرنے لگے۔سوشل میڈیا پر مخصوص ہیش ٹیگ چلنے لگے۔سعد آغا جو میڈیا سے دور بھاگتا تھا اس کی تصویر اب ہر جگہ گھومنے لگی تھی۔لوگ زخرف مرجان کے حق میں اور سعد آغا کے خلاف ہیش ٹیگ استعمال کرتے ہوئے پوسٹس کرتے جا رہے تھے۔صرف چند گھنٹے لگے اور پورے ملک کو معلوم ہو گیا کہ سعد آغا ایک جلاد انسان ہے جو زخرف مرجان کو قید کر چکا

ہے۔ہر طرف لوگ حکومت اور اداروں سے درخواست کرنے لگے تھے کہ اس جلاد انسان کو تلاش کیا جائے اور زخرف کی جان بچائی جائے۔

"یہ سب کیا ہے غضنفر؟ یہ لوگ سعد کے بارے میں ایسا کیوں بول رہے ہیں؟ میرے بیٹے سے رابطہ کرو۔اس سے پوچھو کہ وہ کہاں ہے؟" روزینہ ٹشو سے اپنی آنکھیں رگڑتی بولی۔

قریب ہی غضنفر ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ سکرین سے نظریں ہٹا کر اس نے روزینہ کو دیکھا۔

"اس کا فون بند ہے آنٹی۔میں افتی کو بھی ٹرائے کر رہا ہوں لیکن اس کا فون بھی بند ہے۔"

"میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ کوئی کچھ کر کیوں نہیں رہا۔اگر آج واصف زندہ ہوتے تو میرا بیٹا بلکل سیف ہوتا۔"

"میں۔۔۔میں آپ کے لیے پانی لے کر آتا ہوں۔"

وہ فورا اٹھا اور کچن کی طرف چل پڑا۔

"شکر ہے میں ٹائم سے وہاں سے نکل گیا۔کچھ وقت کے لیے کسی اور شہر چلا جاتا ہوں۔ کہیں پولیس مجھے ہی نا پکڑ لے۔" منہ میں بڑبڑاتا وہ بار بار روزینہ کو دیکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔

.....

وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔دونوں ٹانگیں سامنے پھیلی تھیں۔کل والے کپڑے وہ تبدیل کر چکی تھی اور اب خاکی لباس میں ملبوس تھی۔قریب ہی خالی برتن تھے۔وہ ناشتہ کر چکی تھی۔یونہی بیٹھے بیٹھے لمحے سرکتے گئے۔نا جانے کتنا وقت گزر گیا جب راحیل نے اس کے سیل کا دروازہ کھولا۔وہ اندر آیا تو زخرف خود کھڑی ہو گئی اور ایک کلائی اس کی جانب بڑھا دی۔راحیل نے اس کا چہرہ دیکھتے

ہوئے اسے ہتھکڑی لگائی۔اس کا چہرہ دھلا دھلایا تھا۔دوسری ہتھکڑی سے کھینچتا وہ اسے باہر لے گیا۔

اس کمرے میں پہنچ کر معمول کے مطابق اسے سامنے کی کرسی پر بٹھا کر اس نے زنجیریں باندھ دیں۔

"مجھے پوری امید ہے کہ تم آج فیصلہ کر چکی ہو گی اور عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہی فیصلہ کیا ہو گا۔"

زخرف سر جھکائے اپنی زنجیروں کو دیکھ رہی تھی۔

"تو پھر بتاو؟"راحیل آگے کو جھکا۔"بتاو کہ کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔"

زخرف نے سر نا اٹھایا۔

"زخرف؟"

اس نے سر اٹھایا، ایک نظر راحیل کو دیکھا اور پھر سر پیچھے گرا دیا۔ آنکھیں موند لیں۔

"نہیں آج نہیں زخرف۔ بھول گئی ہو کل کیا ہوا تھا؟"

وہ اپنے ازلی انداز میں بغیر آنکھیں کھولے بیٹھی رہی۔

"تم پھر سے چاہتی ہو کہ آصل تم پر ہاتھ اٹھائے؟ مجھ سے بات کر لو گی تو آصل دوبارہ یہاں نہیں آئے گا۔"

سر ایک طرف کرتے وہ تھوڑا ریلیکس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"زخرف۔" راحیل دانت نے پیسے۔

اس کے فون پر گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے افسوس سے ایک نظر زخرف پر ڈالی اور کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن یاد رکھنا، کل میں نے تمہیں آصل سے بچالیا تھا آج نہیں بچاوں گا۔" وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رکا۔ شاید وہ اسے روک لے۔ لیکن وہ پر سکون سی بیٹھی تھی۔ وہ سر جھٹکتا باہر چلا گیا۔

اسے گئے ایک دو لمحے بیتے تو زخرف نے سر سیدھا کیا۔ آنکھیں کھولیں اور سامنے دروازے کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ دروازے کو دیکھتے ہوئے وہ انتظار کرنے لگی۔

آصل کا انتظار۔

www.novelsclubb.com

اگلے ہی لمحے اس کا وجود ابھرا۔ وہ ہنستے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ زخرف نے پیچھے ہو کر کرسی سے ٹیک لگالی۔

"میں نے سنا کہ اس چھوٹی سی مکھی نے مجھے پھر سے یاد کیا۔ یاد نا بھی کیا ہو، لیکن اگر تم راحیل کے ساتھ ڈیل پر بات نہیں کرو گی تو مجھے ہی آنا پڑے گا نا۔" کہہ کر اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔

زخرف بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیسے ہو تم۔۔۔بدصورت ہاتھی۔" نارمل لہجے میں پوچھا۔

آصل کے قہقہے کو بریک لگی۔

"مکھی۔۔۔۔میری کل کی مار کا اثر نہیں ہوا کیا تم پر؟" وہ حیرانگی کا اظہار کرتا بولا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔بدصورت ہاتھی۔" اس کی آنکھوں میں کچھ تھا۔ شاید بے خوفی تھی جو آصل کو زہر لگ رہی تھی۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں تمہارا کیا حشر کر سکتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"تمہیں میرا دیا ہوا نام اتنا برا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔میرے خیال میں تو یہ تم پر بلکل سوٹ کر رہا ہے۔۔۔بدصورت ہاتھی۔"آخر میں دانت چبا کر جملہ مکمل کیا۔

"ٹھیک ہے۔یعنی تم یہی چاہتی ہو۔تم چاہتی ہو کہ آصل تمہاری ہڈیاں توڑ دے۔ اگر تمہیں یہی چاہیے تو ٹھیک ہے۔"وہ اس کی کرسی کی جانب بڑھا۔

زخرف اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے قریب آتا دیکھ رہی تھی۔

"رکو۔"وہ چند ہی قدم دور تھا جب وہ اونچی آواز میں بولی۔

آصل رک گیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔میں واقعی تمہارے سامنے ایک مکھی کی طرح ہوں۔بلکل چھوٹی سی۔لیکن آصل۔"وہ آگے کو جھکی اور سرگوشی کی۔"تم اس مکھی جتنی لڑکی سے اتنا ڈرتے ہو کہ تم نے اسے زنجیروں سے باندھ رکھا ہے؟ چچ چچ۔آخر ایک مکھی اتنے بڑے ہاتھی کا کیا بگاڑ سکتی ہے؟"

آصل آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں ان زنجیروں سے آزاد کرنے کے بعد ماروں؟"

"میں چاہتی ہوں تم مجھ سے مقابلہ کرو۔اور برابری پر مقابلہ کرو۔"

آصل کا بے حد اونچا قہقہہ گونجا۔

"دیکھ رہے ہو تم لوگ؟" وہ کیمرے کی جانب گھوما۔"یہ مکھی مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتی ہے۔کیا تم لوگوں نے آج تک اتنی بیوقوف لڑکی دیکھی ہے؟"

دیوار میں کیمرے کے قریب ہی ایک سپیکر بھی لگا تھا۔

"آصل۔" اس سپیکر سے ایک آواز گونجی۔یہ راحیل کی آواز تھی۔"اس کی فضول باتوں کو مت سنو۔بیٹھ کر بات کرو۔"

آصل اسے اگنور کر کے زخرف تک آیا اور اس کی زنجیریں کھولنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میں دیکھنا چاہتا ہوں بھئی کہ یہ مکھی آخر کر کیا سکتی ہے۔" محظوظ ہوتے ہوئے بولا۔

اس کے ہاتھ اور پیر آزاد کر کے وہ کھڑا ہو گیا۔ زخرف بھی اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ کرسی کو ایک طرف دھکیل کر وہ اس کے سامنے آئی۔

"ابھی بھی وقت ہے مکھی۔ خود کو بچا لو اور مجھ سے معافی مانگ لو۔ یہ دیکھو۔" اس نے اپنا ایک پیر آگے کیا۔ "میرے پیروں میں گر کر معافی مانگ لو تو بچ جاو گی۔"

زخرف نے اس کا آگے بڑھا پیر دیکھا اور پھر سر اٹھا کر اسے۔ وہ بلکل پر سکون تھی۔ ایک ہاتھ ساتھ کرسی پر تھا۔ اگلے ہی لمحے اس کا دوسری ہاتھ بھی کرسی پر جما۔ اس نے کرسی زور سے آصل کی جانب دھکیلی اور سیدھا اس کے گھٹنے میں ماری۔ وہ اس کے تیار نہیں تھا۔ کرسی کو پکڑتے ہوئے وہ کئی قدم پیچھے ہٹا۔ اسی لمحے زخرف تیزی سے دروازے کی جانب بھاگی۔

آصل نے کرسی ایک طرف پھینکی اور تیزی سے مڑا۔ لیکن زخرف بھاگ نہیں رہی تھی۔ الٹا اس نے اس کمرے کو اندر سے لاک کر دیا تھا۔ دروازہ لاک کر کے وہ مڑی اور اسے دیکھنے لگی۔ آصل کو اس کی حرکت پر ہنسی آئی۔

"تم کرنا کیا چاہتی ہو مکھی۔ تمہیں اپنی جان کی واقعی کوئی پرواہ نہیں ہے۔"

زخرف نے آگے ہو کر میز سے پانی کی بوتل پکڑی اور پوری طاقت سے اس کے سر پر ماری۔ آصل کو اس بوتل سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ آگے آیا اور زور سے زخرف کا بازو دبوچا۔

"تم بہت بڑی بیوقوف ہو۔" پھر اسے دونوں بازوؤں سے پکڑے وہ دھکیلتا دیوار تک لے گیا اور زور سے اسکا سر دیوار میں مارا۔

وہ تکلیف سے بلبلا اٹھی۔

"آصل۔۔۔ چھوڑو اسے اور دروازے کھولو۔" راحیل سپیکر سے چیخا۔

لیکن آصل اسے نہیں سن رہا تھا۔اس نے زخرف کا سر دونوں ہاتھوں پکڑا اور ایک دفعہ پھر سے دیوار میں مارا۔اس کی سفید پٹی لال ہونے لگی۔خون فوارے کی صورت نکلنے لگا۔آصل نے اسے چھوڑ دیا تو وہ سر پکڑے نیچے گر گئی۔سر سے خون نکل کر چہرے پر بہنے لگا۔زخرف نے دھیرے سے سر اٹھایا۔ایک آنکھ میں خون چلا گیا تھا اور وہ بند ہو گئی تھی۔دوسری آنکھ سے وہ آصل کو دیکھ سکتی تھی۔وہ دروازے کی جانب مڑا تھا۔یقیناوہ دروازہ کھولنے جا رہا تھا کیونکہ سپیکر میں راحیل مسلسل چیخ رہا تھا۔

زخرف نے اپنے پیٹ پر ہاتھ مارا۔شرٹ کے نیچے ہاتھ کیا تو پیٹ پر کچھ بندھا تھا۔کل والا جو لباس اس نے اتارا تھا اسی سے کپڑا پھاڑ کر اس نے کوئی شے اپنے پیٹ پر باندھی تھی۔اس نے اسے باہر نکالا تو وہ اسی بالٹی کا ہینڈل تھا جو اس کے واش روم میں تھی۔آصل ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا تھا۔زخرف رینگتے ہوئے آگے بڑھی اور پوری قوت سے وہ ہینڈل آصل کے پیر میں گاڑھ دیا۔

آصل کی چیخ سے قریب میز کرسیاں بھی لمحے بھر کو لرز گئے۔۔اس نے سر نیچے کر کے اپنے پیر کو دیکھا۔وہ باریک لوہے کا ہینڈل اس کے پیر کے آر پار ہو گیا تھا۔

اس کے پیچھے زخرف لڑکھڑاتے ہوئے کھڑی ہوئی اور پوری جان کا زور لگاتے اسے آگے کو دھکا دیا۔آصل اپنے پیٹ کے بل سامنے کو گر گیا۔وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔اسکا فربہی جسم اس وقت کسی وہیل مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔سپیکر سے اب نا جانے کون کون چیخنے لگا تھا۔زخرف تیزی سے کرسیوں کی جانب آئی اور زنجیر پکڑی۔ زنجیر لیے وہ آصل کے قریب آئی اور اس کے کمر پر چڑھ گئی۔اس کی گردن میں اس نے زنجیر ڈالی اور اس کا گلا دبانے لگی۔

www.novelsclubb.com

سامنے دروازہ بھی بجنے لگا تھا۔بلکہ وہ بجا نہیں رہے تھے۔وہ اسے توڑ رہے تھے۔ زخرف نے سر اٹھا کر دروازے کو دیکھا جو بس ٹوٹنے ہی والا تھا۔

اس نے فوراً زنجیر ایک طرف پھینکی اور اٹھ کر آصل کے پیر کی طرف آئی۔نیچے بیٹھ کر اس نے ظالمانہ انداز میں وہ ہینڈل باہر کھینچا۔آصل مسلسل چیخ رہا تھا اور تڑپ

رہا تھا۔زور زور سے اپنے ہاتھ زمین پر مار رہا تھا۔اپنی بھاری جسامت کی وجہ سے وہ اٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔

زخرف اس ہینڈل کو پکڑے اس کے سر کے قریب آئی۔اس ہینڈل کو فضا میں بلند کیا۔

"یہ چھوٹی سی مکھی تمہارے جسم کے بیس ٹکڑے کر دے گی بد صورت ہاتھی۔" بولتے ہوئے اس نے اس ہینڈل کو فضا میں بلند کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ ہینڈل اس کے سر کے آر پار ہوتا دروازہ ٹوٹا اور راحیل نے اندر آ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔اس نے زخرف کے ہاتھ سے ہینڈل نوچا اور اسے پیچھے کو دھکا دیا۔وہ دور جا کر گری۔

"آصل کو اٹھاو اور باہر لے کر جاو۔" اونچی آواز میں کہتا وہ پھر سے زخرف کی جانب بھاگا جو دوبارہ کھڑی ہو چکی تھی۔

"اسے کہیں نہیں لے کر جاوگے تم لوگ۔" وہ آصل کی جانب آنے لگی لیکن راحیل نے اسے پکڑ لیا۔ "اس ہاتھی کی موت میرے ہاتھوں سے لکھی ہے۔ رکو۔۔ اسے واپس لاو۔"

پانچ چھ لوگ آصل کو بمشکل اٹھاتے باہر نکل گئے۔

آج راحیل اسے کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔ آج وہ کچھ اور ہی تھی۔ اس نے زور سے اپنے دانت راحیل کے بازو میں گاڑھے، یہاں تک کے دانت لال ہونے لگے۔ راحیل تکلیف سے چیخا اور گرفت ڈھیلی پڑی۔ وہ باہر بھاگنے والی تھی لیکن راحیل نے اسے پھر سے نیچے پھینکا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑو مجھے۔ مجھے اس ہاتھی کی جان لینی ہے۔"

"پکڑو اسے۔"

تین چار آدمی آگے ہوئے اور اسے بازو اور ٹانگوں سے پکڑنے لگے۔

"چھوڑو مجھے۔"اس کی آواز سن کر لگتا تھا جیسے اس کا گلا پھٹ گیا ہو۔جیسے کسی قربانی کے جانور کو قربان کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور وہ آدھی گردن کٹنے پر ہی زور لگا کر اٹھ کھڑا ہوا ہو۔اور اب وہ ارد گرد ہر ایک کو مار دینا چاہتا ہو۔

وہ سب بمشکل اسے پکڑے بیٹھے تھے۔ڈاکٹر ایک انجیکشن پکڑے اندر دوڑتا آیا۔

"چھوڑو مجھے۔تم لوگوں کو کیا لگا تھا ہاں۔"وہ اپنے بازو ٹانگیں چھڑواتی حلق کے بل چیخ رہی تھی۔

"تم لوگ جیسا بھی سلوک کرو گے اور زخرف سہتی جائے گی ہاں؟تم جانتے نہیں ہو زخرف کون ہے۔زخرف ایک بلا ہے۔ایسی بلا جو تم سب کا خون پی جائے گی۔ زخرف کسی کو نہیں چھوڑے گی۔"راحیل جس نے اس کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی زخرف نے زور سے اس کے منہ پر کک ماری۔

راحیل کا دماغ ایک لمحے کے لیے ہل گیا لیکن اس نے مضبوطی سے پھر سے پکڑ لیا۔

ڈاکٹر نے انجیکشن زور سے اسکے بازو میں مارا۔

کافی دیر وہ تڑپتی رہی، خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی رہی، ان سب کو مارنے کی دھمکیاں دیتی رہی۔ لیکن پھر جیسے ہی انجیکشن کا اثر ہوا تو اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔

وہ اب اسے چھوڑتے گہری سانسیں لیتے پیچھے ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

سعد کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ تکلیف سے فون کی سکرین پر یہ سب مناظر دیکھ رہا تھا۔

"کل اس آدمی نے زخرف کے ساتھ کیا کیا تھا افتی؟"

پیچھے لیٹے افتی سے سوال کیا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ لڑکی پیار کی زبان سے تمہاری شرائط مان لے گی تو یہ تمہاری بے وقوفی ہے سعد۔"

"کیا وہ کھردرا فرش اور ٹھنڈا کھانا کافی نہیں ہے؟"

وہ سکرین پر اسے دیکھ رہا تھا۔ راحیل سمیت سب ارد گرد بیٹھے تھے۔ ڈاکٹر اس کے سر سے پہلے والی پٹی اتار رہا تھا۔

"نہیں۔ اس نے پہلے ایسی ہی زندگی گزاری ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید وہ سب برداشت نا کر پاتی۔ لیکن یہ زخرف مرجان ہے سعد۔ وہ زخرف مرجان جسے تمہارے باپ نے کئی سال ایسی ہی زندگی گزارنے پر مجبور کیا تھا۔ اس سب میں اسکا قصور نہیں ہے۔ زخرف مرجان کے اندر ایک درندہ ہے۔ وہ درندہ اس کے اندر تمہارے باپ نے ہی پیدا کیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

سعد تکلیف سے سکرین کو دیکھے گیا۔

وہ اب اسے ایک سٹریچر پر ڈال رہے تھے۔

"اگر تم میری محبت کو سمجھ جاتی اور مجھے ٹھکرا کر اسے نا چنتی تو ایسا کبھی نا ہوتا۔ تمہیں تکلیف پہنچا کر سکھی میں بھی نہیں ہوں۔ تمہیں اتنی تکلیف میں دیکھ کر میرا دل کٹ رہا ہے زخرف۔ دیکھو تمہاری خاطر آج میں کہاں بیٹھا ہوں؟ تمہیں لگتا ہے کہ سعد آغا نے آج تک تمہارے ساتھ صرف ظلم کیے ہیں۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے زخرف کہ اس نے خود پر ظلم کیے ہیں۔ اس نے تمہارے پیچھے خود کو برباد کر لیا۔"

فون ایک طرف پھینک کر وہ بھی زمین پر لیٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

.....

وہ فرش پر نڈھال سی لیٹی تھی۔ سر پر پٹیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی تھی۔ چہرے پر خون کے دھبے تھے۔ ایک آنکھ کے گرد بہت سارا خون جما تھا۔ زخرف نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن صرف ایک آنکھ ہلکی سی کھلی۔ اس نے ایک

ہاتھ دوسری آنکھ پر رکھا اور اسے مسلا۔ ہاتھ دوسری آنکھ کے سامنے کیا تو وہ لال تھا۔ وہ بمشکل پتھر ہوا سر سنبھالتی اٹھ کر بیٹھی۔ جسم میں اتنا درد تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے اسے کوڑے مارے گئے ہوں۔ اس نے سر پیچھے کی دیوار سے ٹکا دیا۔

اچانک سے اس کے ذہن میں وہ مناظر پھر سے گھومے۔ وہ مناظر جن میں اس نے آصل کو مارا تھا۔ اور وہ ایک دم ہنس پڑی۔ اس خیال نے ہی اس کا موڈ اچھا کر دیا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو راحیل اپنی جگہ پر نہیں تھا۔

اسے اپنے بالوں سے شدید بو آ رہی تھی۔ پرانا گلا سڑا خون نئے تازہ خون سے مل کر عجیب دل خراب کرنے والی بو پیدا کر رہا تھا۔ وہ دیوار پکڑے کھڑی ہوئی اور واش روم تک آئی۔

واش روم میں آ کر وہ بالٹی کے قریب بیٹھی۔ نل کھولا تو اس میں پانی بھرنے لگا۔ اس نے قریب پڑا صابن اٹھایا۔ صابن ہاتھ میں پکڑے وہ اسے دیکھے گئی۔ ذہن میں ایک ماضی کا قصہ گھومنے لگا تھا۔

("اس گھر میں کسی کو میری پرواہ ہے کہ نہیں؟" وہ چیختے ہوئے لاونج میں آئی تو سامنے یوسف صوفے پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔

"کسی کو بھی میری پرواہ نہیں ہے۔" ان کو دیکھ کر پھر سے چیخی۔

وہ اس وقت رات کے لباس میں ملبوس تھی۔ کندھوں پر تولیہ تھا۔

"کیا ہوا ہے زخرف؟" یوسف دھیمے لہجے میں بولے۔

"پورے ایک گھنٹے بعد میری اتنی اہم میٹنگ ہے اور واش روم میں جا کر مجھے پتا چلتا ہے کہ شیمپو ہی نہیں ہے۔ اب بتائیں کیسے جاوں میں دفتر؟"

www.novelsclubb.com

سہلی دوڑتی لاونج میں آئی۔

"میڈم، میں کل گئی تھی گروسریز کے لیے لیکن آپ کا شیمپو نہیں ملا۔ میں نے بہت سٹورز پر دیکھا لیکن وہ کہیں بھی موجود نہیں تھا۔"

"اور یہ بات تم مجھے اب بتا رہی ہو؟" وہ ہاتھ باندھتے غصے سے بولی۔

"زخرف، چیخ کیوں رہی ہو۔ جاو جا کر میرے واش روم سے میرا شیمپو لے لو۔"

"ایسے کیسے لے لوں آپ کا؟" اس نے کندھے اچکائے۔ "میرے بالوں میں صرف ایک ہی شیمپو سوٹ کرتا ہے، اس کے علاوہ کوئی شیمپو استعمال نہیں کر سکتی میں۔" وہ روہانسی ہوئی ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تمہیں بھی تو چن کر وہ مہنگی اور نایاب چیزیں استعمال کرنی ہوتی ہیں جو ملک میں آسانی سے ملیں بھی نا۔" وہ اپنا اخبار ایک طرف رکھتے بولے۔

"اب آپ اس وقت مجھے ڈانٹیں گے؟ ایک گھنٹے بعد میری میٹنگ ہے۔ بال دھونے ہیں، پھر خشک کرنے ہیں، میک اپ کرنا ہے۔ لیکن آپ کو کوئی احساس نہیں ہے۔"

یوسف نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"آج بال نا دھو۔" مشورہ دیا۔

"کیوں نا دھووں؟" وہ کھڑی ہو گئی۔ "ضروری ہے۔آپ کو نہیں پتا لڑکیوں کی ایک پوری روٹین ہوتی ہے جو زرا سی خراب ہو جائے تو۔۔۔۔۔تو قیامت آجاتی ہے۔"

"اچھا، میں فرید سے کہتا ہوں۔وہ لے آتا ہے۔"

"رہنے دیں اب۔ڈرائے شیمپو استعمال کرنا پڑے گا آج۔کسی کو پرواہ ہی نہیں ہے۔ آئیندہ کے بعد اپنے ملازموں سے کہیے گا کہ میرا کوئی کام نا کریں۔خود کرلوں گی اپنے سارے کام۔" وہ مسلسل بولتی کمرے کی جانب چلی گئی۔")

اس نے دونوں ہاتھوں سے بالٹی کو تھام رکھا تھا۔اس کا سر جھکا تھا اور وہ روئے جا رہی تھی۔اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔

"بابا۔۔۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔"

اس نے بالٹی سے ہاتھ ہٹائے اور دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کی پٹیاں کھولنے لگی۔ پٹیاں کھول کر اس نے ایک خشک جگہ پر رکھ دیں۔ ہتھیلیوں میں ٹھنڈا پانی بھر کر وہ اپنے سر پر ڈالنے لگی۔ زخموں کی وجہ سے شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ لیکن وہ پانی ڈالتی گئی اور رگڑ کر بالوں کے ساتھ جما خون صاف کرنے لگی۔ پھر اس نے چہرے پر پانی ڈالا اور آنکھ کو اچھی طرح دھویا۔ گندا سا صابن پھر سے اٹھایا اور اس سے بال دھونے لگی۔

بالوں کو دھو کر وہ باہر آئی تو راحیل اب میز پر بیٹھا تھا۔ زخرف کا چہرہ اب خون سے پاک تھا۔ کپڑوں سے بھی اس نے خون اچھی طرح دھونے کی کوشش کی تھی لیکن کئی جگہ دھبے رہ گئے تھے۔ راحیل کو دیکھتے وہ ایک طرف بیٹھی۔

"شش۔"

راحیل نے فون سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ زخرف مسکرائی۔ آنکھیں رونے کی وجہ سے اب بھی لال تھیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ بدصورت ہاتھی کیسا ہے؟ بچ گیا؟" محظوظ ہوتے پوچھا۔

"تمہیں یہ سب کرتے زرا سا بھی خوف نہیں آیا؟" وہ فون نیچے رکھتا بولا۔

"زخرف نے ایسی خونی کھیل بچپن سے کھیلے ہیں۔ماریں کھائی ہیں، دوسروں کو مارا ہے۔زخرف کے لیے یہ نیا نہیں تھا۔" اطمینان سے اسے بتایا۔

راحیل افسوس سے اسے دیکھے گیا۔پھر اس کا دھیان اس کے گیلے بالوں کی طرف گیا۔

"تمہارا سر زخمی تھا۔تم نے دھویا کیوں ہے؟"

زخرف نے دونوں بازو اپنے گرد لپیٹے۔اب اسے سردی لگنے لگی تھی۔البتہ سر میں درد نہیں تھا۔وہ پوری طرح سُن ہو چکا تھا۔

"تمہیں اس سے مطلب۔" چہرہ موڑ لیا۔"زیادہ فری نا ہوا کرو مجھ سے۔" ہونہہ کرتی بولی۔

راحیل سر جھٹک کر رہ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں بازو سلاخوں سے باہر نکال کر کھڑی تھی۔ سر جتنا باہر نکل سکتا تھا نکال رکھا تھا۔ گیلے بال ارد گرد بکھرے تھے۔

"راحیل۔۔۔ میری طرف دیکھو۔۔۔ تمہیں میرے چہرے کو دیکھ کر تھوڑا سا بھی ترس نہیں آتا کیا؟"

راحیل نے فون سے نظریں اٹھائیں۔

"چپ کر کے بیٹھ جاو۔ زیادہ فری نا ہو۔" اسی کا جملہ اسے لوٹایا۔

زخرف نے چہرے پر زمانوں کی معصومیت طاری کی۔

"دیکھو تمہیں اصل مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا۔ تمہیں نہیں پتہ کہ میں کیسی زندگی گزارتی ہوں۔ میری تو زندگی کا ایک ایک لمحہ کیلکولیٹڈ ہوتا ہے۔ میں اس سیل میں قید ہو کر نہیں رہ سکتی۔ میری سکن؟" اس نے ہاتھ اپنے گال پر رکھا۔ "اگر میں اس

www.novelsclubb.com

کا خیال نہیں رکھوں گی تو wrinkles آجائیں گے۔"اس نے سوچ کر ہی جھرجھری لی۔"اور میرے بال؟ مجھے روٹین میں اپنے بال دھونے ہوتے ہیں وہ بھی صرف ایک ہی شیمپو سے۔اور۔۔۔اور اگر میں صرف یہ دالیں کھاتی رہی، گوشت نا کھایا تو میری صحت خراب ہو جائے گی، میرے اندر پروٹین، زنک، آئرن اور جو کچھ بھی وہ ہوتا ہے اس سب کی کمی ہو جائے گی۔اور اگر میں جم نا گئی تو میری فزیکل ہیلتھ بھی خراب ہو جائے گی۔اور تمہیں پتا ہے کتابیں پڑھنا کتنا ضروری ہوتا ہے؟ایمیلیہ کلارک کے والد کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر کبھی بھروسہ نا کرو جن کا ٹی وی ان کی بک شیلف سے بڑا ہو۔کیا تم لوگوں کے پاس یہاں لائبریری ہے؟ نہیں نا؟اب اگر میں اس قید میں رہوں گی اور کتابیں نہیں پڑھوں گی تو میں تو۔۔۔۔"

"بس۔"راحیل تیزی سے اٹھ کر سلاخوں تک آیا۔

زخرف فوراً پیچھے ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"اب اگر تمہارے حلق سے زرا سی بھی آواز نکلی نا تو پھر دیکھنا۔" اسے انگلی سے وارن کرتا وہ پھر سے بیٹھ گیا۔

"مجھے اونچی آواز میں چلانے والے مرد بلکل نہیں پسند۔" وہ سلاخوں سے زرا ہٹ کر ہی کھڑی ہوئی بولی۔

راحیل پھر سے کرسی سے اٹھنے لگا۔

"اوکے اوکے۔ سمجھ گئی۔" وہ ہاتھ سے اسے روکتی ایک طرف بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

.....

وہ مرجان ہاوس کا لان تھا۔ ہر طرف میڈیا کے لوگ بکھرے تھے اور ایک افراتفری سی مچی تھی۔ یوسف ایک کرسی پر بیٹھے تھے اور سامنے ڈھیر سارے مائک تھے۔ تایا کبیر بھی ان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پیچھے ارسم اور حسن کھڑے تھے۔

یوسف سامنے کیمروں کو دیکھتے رو رہے تھے۔یہ پہلی دفعہ تھا کہ وہ میڈیا کے سامنے رو رہے تھے۔ان کا ایک ایک آنسو وہاں بیٹھے شخص کے دل پر گر رہا تھا۔تایا کبیر کا ایک ہاتھ یوسف کے گھٹنے پر تھا۔

یوسف بول رہے تھے اور اسی وقت وہ ان کے سامنے آ گئی۔وہ سفید لباس پہنے ہوئے اپنے دفتر کے لیے تیار سی لگتی تھی۔ان کے سامنے کھڑی وہ مسکرا رہی تھی۔ پھر وہ کیمرے کے قریب جھکی اور اسے دیکھتے منہ چڑایا۔اور پھر وہ ہنستی وہاں سے بھاگ گئی۔

"تم نے میری پریس کانفرنس خراب کر دی تھی۔"اپنے ہی الفاظ ان کے ذہن میں گونجے۔

"لو۔خراب نہیں کی تھی میں نے۔میں تو چاہتی تھی کہ آپ کی بورنگ آڈئینس تھوڑا سا ہنس لے۔ہر وقت اتنی سیریس باتیں کیسے کر لیتے ہیں آپ؟ہمت ہے ان لوگوں کو جو آپ کو سنتے ہیں۔"

ارسم نے ایک ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا تو وہ پھر سے بولنے لگے۔۔۔۔۔

پورے گھر میں اونچی آواز میں خبریں چل رہی تھیں۔اس کی امی یوسف مرجان کو سنتے ہوئے ساتھ خود بھی روتی جا رہی تھیں۔وہ کچن میں موجود تھا اور سنک کے سامنے کھڑا برتن دھو رہا تھا۔

"تم نہیں روگے خشک انسان۔"ایچ نے دھیرے سے چہرہ موڑا۔

پیچھے شیلف پر زخرف بیٹھی تھی۔ایک ٹانگ شیلف کے اوپر تھی اور ایک نیچے لٹکی تھی۔

"کیا ہوا؟منہ کھل کیوں گیا تمہارا؟پہلے کبھی اتنی خوصورت لڑکی نہیں دیکھی؟"

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

"ارے بس بھی کرو،منہ ادھر کرو۔لڑکیوں کو اتنی غور سے نہیں دیکھتے،بری بات ہوتی ہے۔"

نل کھلا تھا اور پانی ضائع ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن وہ گردن موڑے بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"اف ایچ۔ تمہیں کچھ نہیں آتا۔ تمہارے لیے ایک کتاب لکھی جانی چاہیے جس میں بتایا جائے کہ لڑکیوں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں، ان سے بات کیسے کرتے ہیں۔"

"حمزہ؟" وہ فوراً سیدھا ہوا۔

"کب سے نل کھلا ہے۔ کیا کر رہے ہو؟ تین چار تو برتن تھے۔"

"جی۔۔جی بس دھل گئے ہیں۔" وہ تیزی سے پلیٹ پر سپونج رگڑنے لگا۔۔۔۔۔

ارسم کیٹی کے ساتھ چل رہا تھا۔ وہ اپنے دفتر کی جانب جا رہا تھا اور ارد گرد بہت سے لوگ اپنے ڈیسکس پر بیٹھے کام میں مصروف تھے۔

"فلحال کچھ دنوں تک کی میٹنگز کینسل کر دو۔ اگر ہم ایڈوانس لے چکے ہیں تو واپس کر دو۔ مجھے نہیں لگتا میں کچھ دنوں تک available۔۔۔۔"

وہ ٹھہر گیا۔اس کے سامنے زخرف تھی۔سفید شلوار قمیض میں ملبوس۔دونوں ہاتھ پیچھے باندھے وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"تو یہ ہے تمہارا دفتر؟"اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔

اس کے چہرے پر ایک دم شاک ابھرا تھا۔وہ ارد گرد لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ایک منٹ مسٹر ارسم۔یہ تمہارے دفتر میں اتنی خوبصورت لڑکیاں کیوں کام کرتی ہیں؟"

چہرہ واپس ارسم کی جانب موڑا۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"خاموش کیوں ہو؟اس تعداد میں خوبصورت لڑکیوں کے بیچ کام کرنا سیف نہیں ہے۔"

"سر؟؟" کیبٹی نے اونچی آواز سے پکارا تو اس نے سر جھٹکا۔

"ہاں چلو۔"وہ تیزی سے آگے کو چل پڑا۔

زخرف بھی اسکے ساتھ چلنے لگی۔

"مجھے تو فکر ہونے لگی ہے۔تم۔۔۔تم جب بھی دفتر میں ہو تو نظریں جھکا کر چلا کرو۔"

وہ تیزی سے دفتر کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔اندر آتے ہی اس نے فون میز پر پھینکا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

"مجھے اکیلا چھوڑ دو کیٹی۔"

کیٹی فورا دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

وہ میز کے ساتھ کھڑا ہوا اور زور سے کنپٹی مسلی۔ایسا کیوں ہو رہا تھا اس کے ساتھ؟

ہیلز کی آواز پھر سے گونجی اور زخرف اس کے سامنے آئی۔

"اگر تم نظریں جھکا کر چلو گے تو اس میں ہم دونوں کا ہی بھلا ہے۔منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے اس بات پر۔"

ارسم خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

زخرف کا چہرہ نرم پڑا۔وہ اس کے مزید قریب آئی۔

"اتنا کیوں خود کو تھکا رہے ہو ارسم؟ مجھے سعد آغا نے تمہاری وجہ سے قید نہیں کیا۔ اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اور مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔مجھے تلاش کرتے کرتے خود کو نا کھو دینا۔اپنا خیال رکھو اور اپنے کام پر فوکس کرو۔اور میری فکر نا کرو۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔زخرف کو کوئی ہاتھ بھی لگا سکتا ہے کیا؟"

ایک ابرو اٹھا کر پوچھا اور پھر وہ ہنسنے لگی۔

ہنستے ہنستے ہی وہ غائب ہو گئی۔

ارسم فورا سیدھا ہوا،اپنا فون پکڑا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔

.....

وہ لیٹی تھی اور یوں کہ دونوں ٹانگیں دیوار کے ساتھ لگا رکھی تھیں۔ کمر اور سر نیچے زمین پر لگا تھا۔ دونوں ہاتھ پیٹ پر تھے اور وہ کچھ گنگنا رہی تھی۔ ڈاکٹر پھر سے آ کر اس کی پٹی کر گیا تھا۔

زخرف نے گنگناتے چہرہ موڑ کر راحیل کو دیکھا۔ راحیل فون پر جھکا تھا اور چہرے کے تاثرات سخت تھے۔

"اس میں گیم ہے؟"

راحیل نے سر اٹھایا۔ وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم سچ میں ایسی ہو یا جان بوجھ کر کر رہی ہو؟"

"لو۔ جان بوجھ کر کیوں کروں گی میں؟" زخرف نے کندھے اچکائے۔ "بور ہو رہی ہوں میں۔"

راحیل افسوس سے اسے دیکھتا رہا۔

"پرامس۔صرف گیم کھیلوں گی۔"

راحیل سر جھٹک کر پھر سے فون میں جھک گیا۔

زخرف نے چہرہ موڑا اور اپنی ٹانگوں کو دیکھنے لگی۔پھر وہ ایک دم ہنسی۔

"تمہیں پتا ہے اگر میرے بابا یہاں ہوتے اور مجھے ایسے دیکھتے تو کیا کہتے؟ وہ کہتے۔"زخرف نے گلا صاف کیا اور آواز کو بھاری کیا۔

"زخرف۔تمہیں جیل میں بیٹھنے کی تمیز نہیں ہے کیا۔"کہہ کر وہ خود ہی ہنس پڑی۔

ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں ڈھیر ساری نمی آگئی۔

"بابا۔"منہ میں بڑبڑائی۔"میں آپ کو مس کر رہی ہوں۔"انگلیوں کے پوروں سے آنکھوں کی نمی صاف کی اور چہرہ موڑ کر راحیل کو دیکھا۔

"تم سوچ رہے ہو گے نا کہ میں سب سے زیادہ اپنی فیملی کو مس کر رہی ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ جانتے ہو میں کسے مس کر رہی ہوں؟"

راحیل نے چہرہ نا اٹھایا۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ زخرف نے چہرہ سیدھا کیا۔ وہ اسے سنا بھی نہیں رہی تھی۔

"میں سب سے زیادہ اپنی مارننگ کافی کو مس کر رہی ہوں اور۔۔۔ اور اپنی بلی کو۔ میں ڈھیر سارے جنک فوڈ کو مس کر رہی ہوں اور بوا کے ہاتھوں کی بریانی کو بھی۔ اور اپنی پسندیدہ کتابوں کو بھی۔ کتابوں سے یاد آیا، کیا تم نے Anne of Green Gables پڑھی ہے؟ کہاں پڑھی ہو گی۔ اگر تم نے پڑھی ہوتی تو تم کہتے کہ میں این جیسی ہوں۔ اسی کی طرح چپڑ چپڑ بولے جاتی ہوں۔ لیکن مجھے لگتا ہے میں این جیسی نہیں ہوں بلکہ میں ایلس جیسی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایلس ایک ونڈر لینڈ میں گر جاتی ہے اور میں ایک ورسٹ لینڈ میں گر گئی ہوں۔ ایلس کو وہاں ایک پیارا سا خرگوش ملتا ہے جب کہ مجھے یہاں بدصورت ہاتھی مل

رہے ہیں۔ہاتھی سے یاد آیا تم نے بتایا نہیں کہ ہاتھی کا پیر کیسا ہے؟"اس نے گردن راحیل کی جانب موڑی تو وہ سر ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا۔

اسے چپ ہوتا دیکھ کر اس نے سر اٹھایا۔

"آخر کس مٹی سے بنی ہو تم؟"دانت کچکاتے بولا۔

"آدھی پاکستانی اور آدھی امریکی سے۔"زخرف نے اطمینان سے جواب دیا۔

"اف۔"

"لیکن زیادہ مجھے پاکستان ہی پسند ہے۔میں شکل سے بے شک محب وطن نا لگتی ہوں، لیکن پھر بھی مجھے اپنے ملک سے بہت پیار ہے۔میں اپنے بابا کی طرح سوشل ورک بھی نہیں کرتی، چیرٹی بھی جب کبھی یاد آئے تو کر دیتی ہوں لیکن اس سب کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ مجھے اپنے ملک سے محبت۔۔۔۔"

"شٹ اپ۔"راحیل نے زور سے میز پر ہاتھ مارا۔

اسے آنکھیں نکال کر دیکھتا وہ کھڑا ہو گیا۔

"چپ ہونے کا کیا لو گی تم۔ہاں؟"

"کافی کا ایک بڑا مگ اور دو پلیٹ بریانی۔ چکن میں چیسٹ پیس ہونا چاہیے۔ہڈی والا گوشت زیادہ شوق سے نہیں کھاتی میں۔"

"اب اگر تمہارا منہ بند نا ہوا نا تو دیکھنا،ابھی اور اسی وقت کیڑے لا کر چھوڑ دوں گا میں سیل میں۔"

زخرف کی زبان کو بریک لگ گئی۔

راحیل واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

زخرف نے سر سیدھا کیا اور دونوں بازو منہ پر رکھ دیے۔

"مجھے گھر جانا ہے۔"خاموش آنسوؤں سے رونے لگی۔

www.novelsclubb.com

.....

کینیڈا کے ہسپتال کا وہ کمرہ کافی حد تک گرم تھا۔ایتھن ایک طرف کاوچ پر بیٹھا تھا۔سامنے لیپ ٹاپ پر کوئی مووی لگی تھی جو وہ دیکھ رہا تھا۔

بستر پر محمد اپنے کاغذوں پر جھکا تھا۔وہ پینسل سے ایک سکیچ بنا رہا تھا۔اس کا سر سکیچ پر جھکا تھا لہذا سکیچ نا دکھتا تھا۔ سکیچ بنا کر وہ سیدھا ہوا اور اسے دیکھے گیا۔پھر وہ صفحے کے کونے میں ایک تحریر لکھنے لگا۔

'جب آہنی سلاخیں نا روک سکیں تو چاندنی پھیل ہی جاتی ہے۔'

لکھ کر اس نے پینسل ایک طرف رکھ دی۔

"تم اس سیل میں بہت کمزور ہو گئی ہو گی۔ جیسے جیسے دن گزریں گے تمہاری طاقت کم ہوتی جائے گی۔اپنی طاقت واپس حاصل کرنے کے لیے تمہیں چاند کی روشنی کی

ضرورت ہے۔اور اگر اس دیو نے تمہیں میری کہانی کی طرح آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کر رکھا ہو گا تو وہ یہ بات نہیں جانتا کہ آہنی سلاخیں چاند کی روشنی کو اندر آنے سے نہیں روک پائیں گی۔ تمہیں ہمت نہیں ہارنی زخرف مرجان۔وہ سلاخیں جتنی بھی طاقت ور دکھتی ہوں،اگر وہ چاند کی روشنی کو نہیں روک سکتیں تو وہ تمہیں بھی نہیں روک سکتیں۔تم یہ کر سکتی ہو۔تم ان سلاخوں کو توڑ کر باہر نکل سکتی ہو۔ تمہیں صرف اپنی طاقت پر بھروسہ رکھنا ہے۔"

وہ کاغذ کو دیکھتے بڑبڑا رہا تھا۔ایتھن نے چہرہ اٹھایا اور کانوں سے ہینڈ فری نکالی۔

"تم مجھے کچھ کہہ رہے تھے۔"

محمد نے نفی میں سر ہلایا اور پھر سے اپنا قلم اٹھا لیا۔

.....

www.novelsclubb.com

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔" کرسی کے ساتھ ٹیک لگائے وہ پر سکون انداز میں بولی۔

راحیل تیزی سے آگے ہوا۔

"کیا؟" بے تابی سے بولا۔

زخرف نے ٹیک چھوڑی اور میز پر آگے کو جھکی۔

"میں اپنا فیصلہ تمہیں نہیں سناوں گی۔" سرگوشی کی۔

راحیل نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب؟"

زخرف نے یونہی آگے جھکے ہوئے ہی گردن کیمرے کی جانب موڑی۔

"سعد آغا۔ اسے کہو کہ وہ خود آئے۔ میں اپنا فیصلہ اسے ہی سناوں گی۔"

راحیل افسوس سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"ہم یہ بات پہلے ہی کر چکے ہیں زخرف۔ تم اس سے نہیں مل سکتی۔"

"ٹھیک ہے۔ وہ تو مجھ سے ملنے آسکتا ہے نا؟ جو انسان میری زندگی میں اتنا انویسٹڈ ہے، وہ تھوڑا سا وقت نکال کر مجھ سے ملنے کیوں نہیں آسکتا؟"

راحیل خاموش رہا۔ زخرف مزید آگے جھکی۔

"اتنا بزدل کیوں ہے وہ؟"

راحیل نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"سوچ سمجھ کر بولو لڑکی۔"

www.novelsclubb.com

"ہونہہ۔ وہ بھی بزدل ہے اور تم بھی۔ بلکہ اس دنیا میں جتنے بھی مرد ہیں جنہیں یہ تکلیف ہوتی ہے کہ عورت ان کی مرضی پر کیوں نہیں چلتی، ان کے کنٹرول میں کیوں نہیں آتی، وہ سب مرد کمزور اور بزدل ہوتے ہیں۔"

"میرے خیال میں ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔"راحیل اٹھ کر اس کی جانب آیا اور اس کی زنجیریں کھولنے لگا۔

وہ ایک ہاتھ میں ہتھکڑی پکڑے آگے بڑھ رہا تھا جب زخرف ٹھہری۔وہ سیل کے باہر تک پہنچ چکے تھے۔راحیل نے مڑ کر زخرف کو دیکھا تو اس نے ایک ہاتھ سے سلاخ کو تھام رکھا تھا۔

"کیا ہوا؟"

زخرف نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"میرا سر۔ایک دم سے بہت درد شروع ہو گیا ہے۔"

راحیل آگے بڑھ کر تالا کھولنے لگا۔

"اور لو آ صل سے پنگے۔"

اس کی ہتھکڑی کھینچ اندر لے گیا۔ ہتھکڑی کو اس کی کلائی سے اتار کر وہ باہر نکلنے لگا جب زخرف کی لرزتی آواز نے اسے روک لیا۔

"راحیل۔۔۔میں۔۔۔"زخرف نے ایک ہاتھ سینے پر رکھا تھا اور وہ ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا۔

راحیل تیزی سے اس کی طرف آیا۔

"مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔"وہ ایک دم سے نیچے گر گئی۔

راحیل اس کے پاس نیچے بیٹھا۔

زخرف عجیب طریقے سے سانس لیتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔پھر ایک انگلی کے اشارے سے اسے قریب آنے کو کہا۔راحیل کچھ دیر جہاں تھا وہیں رہا پھر اس کے قریب جھکا۔

"راحیل۔۔۔میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔"

وہ یہ سب کہتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔تکلیف سے دیکھ رہی تھی۔اور راحیل جیسے اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے، کیا کرے۔اسے اپنا آپ اس کی بھوری آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔گہرے گہرے سانس لیتی وہ اسکے بے حد قریب تھی۔

"پانی۔۔۔۔"

وہ یونہی اسے دیکھتا رہا۔

"مجھے پانی چاہیے۔"اب کے زرا اونچی آواز میں بولی۔

راحیل نے ایک دم سر جھٹکا۔

"ہاں۔۔۔پانی۔"وہ فورا پیچھے ہٹا۔"لے کر آتا ہوں میں۔"فورا اٹھ کر باہر کو بھاگ گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے جاتے ہی زخرف نے تھوک نگلا۔ پھر اپنا ہاتھ اٹھایا۔ ہاتھ میں سیل کے تالے کی چابی تھی جو اس نے ابھی راحیل کی جیب سے نکالی تھی۔ اس نے فوراً سے چابی اپنے کپڑوں میں چھپالی۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ چابی چھپا کر دوسرے جانب کروٹ لے کر اس نے آنکھیں موند لیں۔ دل بے حد ڈرا ہوا تھا۔

راحیل تیزی سے پانی لیے اندر آیا اور سلاخوں سے گلاس اندر کیا۔

"زخرف۔ یہ لو پانی۔"

"مجھے نہیں چاہیے۔" وہ خشک آواز میں بولی۔ "اور مجھ سے بات مت کرو۔ میرا سر پھٹ رہا ہے۔"

اس کا دل ابھی تک زور سے دھڑک رہا تھا۔

راحیل نے گلاس کو وہیں چھوڑا اور اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔اس کا دل بھی بری طرح دھڑک رہا تھا۔

وہ سیدھی لیٹی سیلنگ کو گھور رہی تھی۔ باہر یقینا رات ہو چکی تھی کیونکہ راحیل اپنی کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔زخرف بے چینی سے انتظار کرتی رہی۔

راحیل ایک دم سیدھا ہوا تو زخرف نے فورا اپنی آنکھیں بند کر لیں۔اندر ہی اندر وہ ناجانے کیا کیا پڑھ رہی تھی۔راحیل کرسی سے اٹھا اور سلاخوں تک آیا۔زخرف بند آنکھوں سے بھی اس کی نظریں خود پر محسوس کر سکتی تھی۔کیا اس نے بہت بڑی بے وقوفی کر دی تھی؟

www.novelsclubb.com

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا، پھر راہداری میں آگے کو بڑھ گیا۔کچھ لمحے بیتے اور ایک دروازہ کھل کر بند ہوا۔زخرف نے شکر کا سانس خارج کیا اور فورا اٹھ کر بیٹھی۔کچھ دیر وہ یونہی بیٹھی رہی۔جب اچھا خاصا وقت گزر گیا تو اس نے وہ چابی نکالی اور کھڑی ہوئی۔سلاخوں کے قریب آ کر باہر نظر ڈالی۔ہر طرف ویرانی تھی۔زخرف نے

دھڑکتے دل کے ساتھ چابی کو تالے میں ڈال کر گھمایا۔کلک کی آواز سے تالا کھل گیا۔

بنا آواز کے اس کے دروازہ کھولا، باہر آ کر اسے دوبارہ بند کیا اور تالا لگا دیا۔

چہرہ موڑ کر اس راہداری کی جانب دیکھا جہاں راحیل گیا تھا۔کاش وہ گہری نیند میں ہو۔پھر وہ باہر والے دروازے کے قریب آئی۔نا جانے اس دروازے کے پار کیا ہو؟

اس نے ہاتھ ٹھنڈے ناب پر رکھا اور اسے گھمایا۔وہ دروازہ بھی کھل گیا۔دروازہ باہر کو دھکیلا تو آگے صرف اندھیرا تھا۔زخرف نے ایک قدم باہر رکھا اور پھر اسے ایک روشنی سی محسوس ہوئی۔وہ پوری طرح باہر آ چکی تھی اور شاید اب لوٹنے کے لیے دیر ہو چکی تھی۔وہاں بھی دونوں طرف راہداری تھی۔ایک طرف ایک کمرے کی کھڑکی دکھتی تھی۔وہ کھلی تھی اور اس کمرے میں کئی مرد بیٹھے تھے۔ایک کا چہرہ زخرف کی جانب تھا اور وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔زخرف کا سانس جہاں تھا

وہیں اٹک گیا۔اگلے ہی لمحے اس آدمی نے قہقہہ لگایااور دوسرے آدمی سے بات کرنے لگا۔

وہ اندھیرے میں کھڑی تھی اور اس کا مطلب تھا کہ اس شخص نے زخرف کو نہیں دیکھا تھا۔زخرف نے خود کو پر سکون کرتے راہداری میں دوسری جانب قدم بڑھا دیے۔جہاں راہداری ختم ہوئی تو زخرف نے ہلکا سا سر نکال کر دوسری پار دیکھا۔ وہاں دور کرسی پر ایک آدمی بیٹھا تھا۔اس کے ساتھ ہی سیڑھیاں تھیں جو اوپر کو جاتی تھیں۔وہ جگہ ایسی تھی جیسے زمین کے اندر بنی ہو۔ہو سکتا ہے کہ وہ باہر نکلنے کا راستہ ہو؟

www.novelsclubb.com

وہ آدمی کرسی پر پیچھے کو گرا خراٹے لے رہا تھا۔زخرف بنا چاپ کے چلتے اس کے قریب آئی۔وہ اس کے سامنے کھڑی تھی اور اس آدمی کو کوئی ہوش نا تھی۔

زخرف سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔وہ اوپر آئی تو سر پر ایک سلیٹ نما شے تھی۔ بلکل ویسے ہی جیسے اچ کا وہ زمینی ہول تھا۔لیکن وہ کھلے گا کیسے؟اس نے دونوں

ہاتھوں سے زور لگایا لیکن سب بے سود تھا۔وہ یونہی اس سلیٹ نما شے پر ہاتھ پھیر رہی تھی جب اس کا ہاتھ کسی نرم شے پر لگا۔زخرف نے چہرہ آگے کو کر کے بغور اس شے کو دیکھا۔اس کا ہاتھ کسی اور شے سے نہیں بلکہ ایک چھوٹے سے سانپ سے ٹکرایا تھا۔

زخرف نے ہاتھ تیزی سے پیچھے کھینچا اور اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی۔سانپ وہاں سے گرا اور سیڑھیوں سے نیچے چلا گیا۔لیکن وہ غلطی کر چکی تھی۔

وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ گیا تھا اور اس کی سب سے پہلی نظر سیڑھیوں کی جانب گئی تھی۔اسے سب سے اوپر والے زینے پر بیٹھی وہ صاف دکھتی تھی۔حیرانگی سے اسے دیکھتے اس آدمی نے فورا سے دیوار پر ایک بٹن کو دبایا۔ایک دم سے اس پوری جگہ میں سائرن بجنے لگے۔وہ خود اس کی جانب بھاگا۔

زخرف نے یونہی ادھر ادھر ہاتھ مارا۔سلیٹ کے بالکل ساتھ اینٹ جو کہ زرا سی باہر کو نکلی تھی اسے ہاتھ لگتے ہی وہ اندر کو سرکی۔اوپر سے ایک خوفناک سی

آواز ابھری۔اس کے اوپر موجود سلیٹ سرک رہی تھی۔وہ آدمی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

زخرف نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر جمائے اور وہاں سے باہر نکلی گئی۔

باہر رات کا اندھیرا تھا۔اس نے ادھر ادھر دیکھا۔وہ ایک جنگل کے بیچ وبیچ تھی۔وہ بغیر کچھ سوچے ایک طرف کو بھاگنے لگی۔

اس کے پیروں میں جوتے نہیں تھے۔جنگل کے اس حصے سے درخت کاٹے گئے تھے۔بہت سے کٹے درخت نیچے گرے تھے۔وہ نا جانے کس طرف کو بھاگ رہی تھی لیکن اب اسے اپنے پیچھے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔وہ آپس میں اونچی آواز میں بولتے اس کے پیچھے آرہے تھے۔وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکتی تھی۔بنا مڑ کر دیکھے وہ بھاگتی گئی۔

راستے میں ایک کٹا درخت آیا تو زخرف اسے کودتے بری طرح منہ کے بل گری۔اس کی ناک بری طرح رگڑ کھا گئی۔ناک سے خون بہنے لگا۔وہ بمشکل اٹھ کر پھر

سے دوڑنے لگی۔کچھ قدم آگے دوڑ کر ہی اس کی چیخیں بلند ہوئیں۔وہ رک گئی۔

اس کے پیر میں کچھ لگا تھا۔اس نے پیر کو اوپر اٹھا کر دیکھا۔ایک کانٹا پیر کے اندر چلا گیا تھا۔زخرف نے چہرہ موڑا۔آوازیں بے حد قریب آگئی تھیں۔اس نے آنکھیں بند کیں اور بے دردی سے وہ کانٹا باہر کھینچ دیا۔پیر سے خون بہنے لگا تھا۔وہ بغیر اس کی پرواہ کیے پھر سے بھاگنے لگی۔جب وہ مزید بھاگنے کے قابل نا رہی تو ایک درخت کی اوٹ میں بیٹھ گئی۔دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے تاکہ وہ اس کے سانس کی آواز بھی ناسن سکیں۔

کچھ ہی دیر میں ان کی آوازیں قریب آگئیں۔کچھ تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ایک ٹارچ تھی جو زخرف کو ادھر ادھر گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔اس درخت کے قریب دو آدمی تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ دیکھو تازہ خون۔یہ اسی کا ہے۔لیکن یہ خون آگے نہیں جا رہا بلکہ یہ۔۔۔۔"

اس آدمی نے ٹارچ اس درخت کی جانب کی جس طرف وہ خون کی بوندیں جا رہی تھیں۔

زخرف نے آسمان کی جانب دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے زمین کو دبوچا۔

دونوں اطراف سے وہ دونوں آدمی اس کے سامنے آئے اور اب ٹارچ کی روشنی اسکے چہرے پر تھی۔

زخرف فورا کھڑی ہوئی اور دونوں ہتھیلیوں کی مٹی ان کے چہروں پر پھینک دی۔مٹی ان کی آنکھوں میں گھس گئی تھی۔وہ پھر سے ایک طرف کو بھاگنے لگی۔

تھوڑا سا بھاگ کر اس کی پھر بس ہو گئی۔اس کا پیر شدید تکلیف میں تھا۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ بس وہ کہیں گر جائے اور دوبارہ کبھی نا اٹھے۔وہ ایک درخت کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔دور کہیں اب ایک گاڑی کی آواز تھی۔اب بھاگنے کا کوئی فائدہ

نہیں تھا۔بہت جلد وہ اس کے قریب پہنچنے والے تھے۔زخرف نے بری طرح سانس لیتے آسمان کی جانب دیکھا۔چاند کی صرف ایک لکیر تھی جو اس کے سر پر موجود تھی۔اس نے سر درخت کے ساتھ ٹکایا اور سامنے دیکھنے لگی۔سامنے دیکھتے ہوئے اس پر ایک انکشاف ہوا۔زخرف نے آنکھیں چھوٹی کیں۔آگے جنگل ختم ہو رہا تھا؟کچھ ہی فاصلے پر درخت ختم ہو رہے تھے لیکن آگے کیا تھا یہ نا دکھتا تھا۔ایک تیز روشنی دور سے اس کے جسم پر پڑنے لگی۔وہ گاڑی اس کے قریب پہنچنے والی تھی۔

زخرف آگے کی جانب بھاگی۔

www.novelsclubb.com

درخت ختم ہو گئے۔

اور آگے کیا تھا؟

آگے ایک کھائی تھی۔

زخرف اس کھائی کے کنارے پر کھڑی ہو گئی۔وہ کھائی کتنی گہری تھی،اندھیرے کی وجہ سے یہ نا دکھتا تھا۔اس نے چہرہ پیچھے کو موڑا۔روشنی تیزی سے قریب آ رہی تھی۔

اس کے پاس چند لمحے تھے فیصلہ کرنے کے لیے۔

پیچھے وہ لوگ تھے جو اسے پھر سے قید کر سکتے تھے۔

آگے وہ کھائی تھی جس کی گہرائی اسے معلوم نہیں تھی۔

گاڑی اس کھائی کے کنارے کھڑی ہو گئی۔راحیل سمیت سب تیزی سے گاڑی سے اترے۔

www.novelsclubb.com

زخرف نے چہرہ واپس کھائی کی جانب موڑا۔وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

اس نے کلمہ پڑھا اور ایک لمحہ ضائع کیے بنا کھائی میں کود گئی۔

.....

ارسم فون کان کو لگائے نیچے پھیلی گھاس کو دیکھ رہا تھا۔وہ اس وقت اپنے گھر کے لان میں موجود تھا۔

"جب آپ کو اس سے محبت ہو گئی تھی پھر آپ اسے چھوڑ کر کیوں گئے؟مطلب آپ نے واپس تو جانا ہی تھا لیکن اس سے کوئی رابطہ بھی نہیں رکھا۔"

ارسم اداسی سے گھاس کو دیکھے گیا۔

"اس نے میرا دل دکھایا تھا محمد۔بہت زیادہ تکلیف ہوئی تھی۔"

"زخرف نے دل دکھایا تھا؟"محمد جیسے شاک ہوا تھا۔"لیکن وہ ایسا کیوں کرے گی۔"

ارسم نے ایک گہری سانس خارج کی۔

"اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔ جیسے میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ ہم سب جانے انجانے میں ایک دوسرے کا دل دکھا جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن سے ہم محبت کرتے ہوں ان کے دل دکھانے پر بھی ہم پوری طرح ان سے خفا نہیں ہو پاتے۔"

(وہ رف سے ٹروازر شرٹ میں ملبوس تھا۔ کچن میں کھڑا وہ کافی پھینٹ رہا تھا۔ کافی پھینٹ کر اس نے چولہے پر سے گرم پانی اتارا اور کافی کے مگ میں ڈالنے لگا۔

کافی کے گھونٹ لیتے وہ لاونج میں آیا جب اپارٹمنٹ کا دروازہ بجا۔ وہ دروازے تک آیا اور کھولا۔ سامنے ڈیلیوری بوائے تھا۔

"آپ کا آرڈر سر۔" اس نے گروسریز کے تین کارٹن دروازے کے اندر کر کے رکھ دیے۔

"یہاں سائن کر دیں پلیز۔"

www.novelsclubb.com

ارسم نے سائن کر دیے تو وہ لڑکا چلا گیا۔ وہ دروازہ بند کرنے لگا جب اس کی نظر دروازے کے قریب پڑی کسی شے پر پڑی۔ وہ کوئی پیک ہوا گفٹ لگتا تھا۔ اوپر بھیجنے والا کا نام پتہ کچھ نا تھا۔ وہ حیران ہوتا اسے لیے اندر آ گیا۔ کافی میز پر رکھی اور صوفے پر بیٹھ کر اسے کھولا۔ اس میں ایک چھوٹی سی پینٹنگ تھی۔ ارسم اس پینٹنگ کو دیکھتے مسکرایا۔ پہلی جھلک میں ہی اسے دیکھتے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس نے دی ہے۔

اس پینٹنگ میں دو ٹیرس تھے۔ ایک میں ایک لڑکا بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا اور دوسرے میں ایک لڑکی تھی۔ اس نے مسکراتے اس ریپ میں سے ایک کارڈ نکالا۔ اس پر شکریہ لکھا تھا وہ بھی بڑے حروف میں۔ ساتھ ارسم کا نام بھی تھا۔ وہ کئی لمحے اس کے ہاتھ سے لکھے گئے اپنے نام پر انگلی پھیرتا گیا۔

"تمہیں مجھے شکریہ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے صرف تمہیں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ تم کتنی خاص ہو۔"

www.novelsclubb.com

اس نے پینٹنگ ٹیبل پر رکھی اور اس کارڈ کو اپنی ایک کتاب میں رکھ دیا جہاں سے وہ کبھی نا کھوئے۔کافی کا ایک دوسرا مگ بنا کر وہ لیپ ٹاپ لے کر کچھ کام کرنے بیٹھ گیا۔

تقریبا بارہ بجے وہ اٹھ گیا۔کچن میں ایک چھوٹا سا گملا پڑا تھا جسے وہ کل ہی لایا تھا۔وہ اسے لیے ٹیرس پر آیا تاکہ اسے بھی دھوپ مل سکے۔زخرف کے ٹیرس کا دروازہ کھلا تھا شاید وہ گھر ہی تھی۔اس نے افسوس سے کھلے دروازے کو دیکھا۔ارد گرد سب اپارٹمینٹس کے ٹیرس ساتھ ساتھ جڑے تھے،اسے احتیاط کرنی چاہیے تھی۔وہ گملا رکھ کر واپس مڑنے لگا جب دو قدم تیزی سے اس ٹیرس پر آئے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر ارسم مڑا۔وہ زخرف تھی۔اس کے چہرے پر بہت سارا خوف تھا۔

"ارسم؟" وہ جیسے بے یقینی سے بولی تھی۔

ارسم کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟" وہ دھیرے سے بولا۔

وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی۔ چہرہ لال تھا۔ پھر ایک دم نا جانے کیا ہوا۔ وہ کسی چھلاوے کی طرح آگے بڑھی اور منڈیر کو ٹاپ کر اس کے ٹیرس پر کودی۔ کودتے ہوئے اس کا پیر لگنے سے چھوٹا گملا گرا اور چور چور ہو گیا۔ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی اور اس کا گریبان دبوچ لیا۔

"میرے اپارٹمنٹ میں آنے کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری؟" اس کے چہرے کے قریب غرائی۔

ارسم نے اس کے لال چہرے کو دیکھا اور پھر ان ہاتھوں کو جن سے اس نے اس کا گریبان دبوچا تھا۔

"تمہارا دماغ درست ہے نا؟" وہ بے یقینی سے بولا۔ کیا اسے پھر سے کوئی ٹرامیٹک ایپوسوڈ آئی تھی؟

"میں نے۔۔۔تم سے۔۔پوچھا ہے۔۔۔کہ تمہاری اتنی جرات کیسے ہوئی کہ تم میرے گھر میں گھسو۔"وہ پہلے سے زیادہ اونچی آواز سے چلائی تھی۔

"میرا گریبان چھوڑو۔"ارسم نے اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس نے پوری طاقت سے دبوچا تھا۔

"نہیں چھوڑوں گی۔پہلے میری بات کا جواب دو۔"

ارسم نے اس کی انگلیاں کھولیں اور اس کے ہاتھ پیچھے ہٹاتے اسے خود سے دور دھکیلا۔

"میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا۔میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا۔میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا۔"آخری بار کہتے وہ چیخی تھی۔

ارسم بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا۔اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ اسے ہو کیا گیا ہے۔اس نے ایک انگلی زخرف کی جانب اٹھائی۔

"جاو یہاں سے۔" سختی سے بولا۔

"مجھے لگا تھا تم اچھے ہو۔ میں نے اپنے خلاف جا کر تم پر بھروسہ کیا تھا۔" وہ بے یقینی سے پیچھے ہٹتی جا رہی تھی۔ اس کے لہجے میں کرب تھا، تکلیف تھی۔ "تم نے میرا دل توڑا ہے۔ سنا تم نے؟ تم نے میرا دل توڑا ہے۔ میں تمہیں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

اس کا رویہ ارسم کی سمجھ سے باہر تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے کوئی برا خواب دیکھا ہو؟ فلحال وہ چاہتا تھا کہ وہ وہاں سے چلی جائے، اس سے پہلے کہ کچھ برا ہو جائے۔

"میں نے کہا جاو یہاں سے۔" اب کے سرد لہجے میں بولا۔

وہ منڈیر کی جانب مڑی اور تیزی سے کود گئی۔ پھر وہ مڑی نہیں بلکہ دروازہ بند کر کے اندر غائب ہو گئی۔

وہ کئی لمحے وہاں کھڑا رہا۔یہ سب کیا تھا؟اس نے اپنی کنپٹی کو مسلا۔منڈیر پر نظر پڑی تو وہاں خون کا دھبہ تھا۔وہ تیزی سے آگے ہوا۔اس کے ٹیرس میں بہت سے نشان تھے۔اس نے جھک کر اس گملے کے ٹکڑے کو پکڑا جو اس کے پیر میں لگا تھا۔

وہ اندر آیا اور نڈھال سا صوفے پر گر گیا۔شام تک وہ وہیں لیٹا رہا اور اس کی حرکت کے بارے میں سوچے گیا۔پہلے نا سمجھی سے، پھر غصے سے اور پھر افسوس سے۔

اسے ایک خیال آیا تو وہ اٹھ کر بیٹھا۔اگر واقعی کوئی اس کے اپارٹمنٹ میں گھسا ہو تو؟

وہ اٹھ کر ٹیرس کی جانب بھاگا۔اس کا ٹیرس ویران تھا۔دروازہ بھی بند تھا۔ارسم نے سامنے والی بلڈنگ کو دیکھا۔وہاں سامنے ایک کیمرہ لگا تھا۔ہو سکتا ہے وہ کیمرہ ان کے ٹیرس کو بھی کور کرتا ہو۔

وہ کپڑے تبدیل کر کے نیچے بھاگا۔اس بلڈنگ کی انتظامیہ اسے فوٹیج دکھانے پر راضی نہیں تھی۔اس نے ان کو ایک بھاری رقم دی اور وہ فوٹیج لے لی۔وہ فوٹیج

دیکھتے اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔زخرف کے اپارٹمنٹ میں کوئی شخص گھسا تھا۔اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔اس کے اپارٹمنٹ میں کوئی گھسا تھا اور اسے لگا تھا کہ وہ ارسم ہے؟ فوٹیج کے مطابق وہاں اس وقت صرف وہ تھا تو شک اسی پر بنتا تھا۔لیکن کیا وہ اس پر تھوڑا سا بھی بھروسہ نہیں کرتی تھی۔اتنا بھروسہ بھی نہیں کرتی تھی کہ تحمل سے اس سے پوچھ لیتی۔اس نے تو سیدھا گریبان پکڑ لیا۔

یہی سب سوچتے اس کا فون بجا۔اس نے فون دیکھا تو اسکی سیکرٹری کیٹی کی کال تھی۔برا سا منہ بنا کر اس نے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

"جلدی بولو کیٹی۔"

"سر آپ اس وقت کہاں ہیں؟" کیٹی کی آواز ڈری ہوئی تھی۔

"پاکستان ہوں۔جانتی تو ہو تم۔"

"اگر آپ کھڑے ہیں تو کہیں بیٹھ جائیں۔کیونکہ جو بات میں آپ کو بتانے لگی ہوں اسے سننے کے لیے حوصلہ چاہیے۔"

"کیا کہہ رہی ہو کیٹی۔"وہ اکتا کر بولا۔

"لاہور میں جو ہمارے دفتر کی عمارت بلکل مکمل ہونے کے قریب تھی۔۔۔۔وہ۔۔۔"

"کیا ہوا ہے کیٹی۔ابھی میں کل وزٹ کر کے آیا ہوں۔"

"سر وہاں آگ لگ گئی ہے۔پوری عمارت تباہ ہو گئی ہے۔"

کیٹی کی بات مکمل ہوئی تو ہر جانب خاموشی چھا گئی۔

"سر۔۔۔سر آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے۔"

"پھر سے؟"وہ بے حد تکلیف سے بولا تھا۔

"سر۔"

www.novelsclubb.com

"پھر سے؟"اس کی آواز سرگوشی سی تھی۔

"میں جانتی ہوں سر یہ بہت بڑا لاس ہے۔"

"نہیں کیٹی۔"اس نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔"مجھے پیسے کے لاس سے خوف نہیں آتا۔مجھے انسانی جانیں ضائع ہونے سے خوف آتا ہے۔ابھی تو میں اس پچھلے ٹراما سے نہیں نکل سکا ہوں۔"

"مجھے یہ علم تو نہیں ہو سکا کہ کوئی جانی نقصان ہوا ہے کہ نہیں لیکن آپ تو قریب ہیں۔آپ۔۔۔۔"

"نہیں۔میں وہاں ہرگز نہیں جاؤں گا۔میں یہ سب نہیں دیکھ سکتا۔"اس نے فورا فون بند کر دیا۔

اس نے سر ہاتھوں میں دے دیا۔یہ سب کیا ہو رہا تھا۔کیا ساری قیامتیں آج ہی ٹوٹنی تھیں؟

اس نے دو دن بعد کی اپنی واپسی کی ٹکٹ بک کروالی۔اسے زخرف پر غصہ تھااور اتنا غصہ تھا کہ وہ اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔لیکن پھر بھی اسے اس کی پرواہ بھی تھی۔وہ جیسی بھی تھی،اس نے جو بھی کیا تھا،پھر بھی اسے عزیز تھی۔لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کی حرکت جلدی بھلا نہیں پائے گا۔اگلے دن اس نے جا کر بلقیس آنٹی کے لیے ایک جوڑا خریدا۔زخرف کے لیے اس نے ڈائمنڈ کا پینڈینٹ لیا۔اس نے اس کے لیے خط بھی لکھا جس میں ساری حقیقت بھی بتائی۔وہ جانتا تھا کہ حقیقت جان کر اسے بھی تکلیف ہو گی۔اس نے اسے یقین دلایا کہ وہ اسے جلدی معاف کر دے گا۔ارسم،وہ سب بلقیس آنٹی کو دے کر واپس دبئ چلا گیا۔)

www.novelsclubb.com

"آپ کو اتنے سال اس کی یاد نہیں آئی ارسم بھائی؟وہ حقیقت جاننے کے بعد کتنی تکلیف میں ہو گی نا۔"

"جانتا ہوں میں محمد۔"اب وہ اندر اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔گود میں کتاب پڑی تھی۔وہی کتاب جو زخرف نے اسے گفٹ کی تھی۔جو اُسکی پسندیدہ تھی۔اس میں

وہ کارڈ رکھا تھا جسے وہ بک مارک کی طرح استعمال کرتا تھا۔وہی کارڈ جس پر زخرف نے اپنے ہاتھوں سے اس کو شکریہ بولا تھا۔

"میں اسے بہت مس کرتا تھا۔اس کی دی ہوئی کتاب کا ہر جملہ پڑھتے مجھے وہ یاد آئی تھی۔مجھے وہ دن بھی یاد ہے جب وہ پہلی دفعہ میڈیا کے سامنے آئی تھی۔"

(فون کان کو لگائے وہ تیزی سے آگے کو چل رہا تھا۔دو لوگ سوٹ بوٹ میں ملبوس اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ کیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔فون پر بات کرتے ارسم چونک کر ٹھہرا۔

وہاں دفتر میں کافی سکرینز تھیں جن پر نیوز چینل اور دیگر شو بنا آواز کے چلتے رہتے تھے۔اس سکرین پر ایک پاکستانی نیوز چینل چل رہا تھا جسے دیکھ کر وہ رکا تھا۔

"کیا ہوا سر؟" کیٹی اسے دیکھتی بولی۔

فون والا ہاتھ ارسم نے نیچے کر دیا۔وہ سکرین پر اسے دیکھ رہا تھا۔وہ گارڈز کے بیچ ائیر پورٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔پھر وہ رکی اور دھیرے سے کیمروں کی جانب مڑی۔اس کا چہرہ دیکھتے ارسم کی آنکھیں نم ہو گئیں۔کتنا مس کرتا تھا وہ اسے۔کیا وہ بھی کرتی ہو گی؟

اس کی نظر زخرف کی گردن پر پھسلی تو اس پینڈینٹ کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔ اس نے اس کا دیا تحفہ؟؟؟زخرف نے اس کا تحفہ پہن رکھا تھا۔ارسم نے پھر سے اس کے چہرے کو دیکھا۔اس کے چہرے کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو۔

"یہ پاکستان کے ایک بہت بڑے سوشل ایکٹیویسٹ کی بیٹی ہے۔بچپن سے غائب تھی۔اب اچانک ہی میڈیا کے سامنے آئی ہے۔کسی معجزے کی طرح۔"

اس کی اتنی دلچسپی دیکھ کر کیٹی نے اسے بتایا۔

"میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں۔"وہ منہ میں بڑبڑایا۔"میں چاہتا ہوں تم بہت آگے جاو۔بہت ترقی کرو۔اپنے سارے خواب پورے کرو۔"

"آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے ہیں سر؟")

"پتہ نہیں وہ پانچ سال میں نے کیسے اس کے بغیر گزار لیے تھے محمد۔اب تو ایک ایک دن بھاری لگ رہا ہے۔شاید اب مجھے اس کی پہلے سے زیادہ عادت ہو گئی ہے۔ شاید اب مجھے اس سے پہلے سے زیادہ محبت ہو گئی ہے۔"

اس کی انگلی دھیرے سے اپنے نام پر رقص کر رہی تھی۔جسے زخرف نے اپنے ہاتھوں سے لکھا تھا۔اسے نہیں پتہ تھا کہ بچھڑنے والوں کے تحائف اتنی تکلیف دیتے ہیں۔ان تحائف کو سینے سے لگائے رکھنے کا بھی جی چاہتا ہے اور ان کو دیکھ کر ملنے والی تکلیف بھی نہیں سہی جاتی۔کیا اس کا دیا گیا پینڈینٹ بھی زخرف کو ایسے ہی تکلیف دیتا تھا؟

.....

اس کی آنکھ کھلی تو اسے اپنا جسم تکلیف میں جھلستا محسوس ہوا۔ دھیرے سے آنکھوں کے پردے ہٹے تو اوپر آسمان تھا۔ نیلا، صاف شفاف آسمان۔ دن کی تیز روشنی نے اسے اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا۔ کچھ لمحے بیتے اور اس نے پھر سے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

اس کے اوپر کھلا آسمان تھا۔ اوہ خدایا وہ زندہ تھی؟ اس نے دو تین دفعہ پلکیں جھپکائیں۔ بے حد لذیذ خوشبو اس کی ناک میں داخل ہوئی۔ زخرف اس خوشبو کو اپنے اندر اتارتی مسکرائی۔

"کیا میں مر گئی ہوں؟ یہ جنت ہے کیا؟" وہ مسکراتے ہوئے دھیرے سے بڑبڑائی۔

اسی لمحے کوئی شے اس کے گال سے ٹکرا کر نیچے گری۔

"تمہارے جیسی شیطان لڑکیاں جنت میں نہیں جاتیں۔" آصل کا اونچا سا قہقہہ سارے میں گونجا۔

زخرف نے جھٹکے سے گردن دائیں جانب موڑی۔آصل ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔وہ گوشت کھاتے ہوئے ہنس رہا تھا۔زخمی پیر والی ٹانگ سامنے بچھار کھی تھی۔

زخرف بیٹھے بیٹھے ہی دوسری جانب گھومی۔وہ آزاد نہیں تھی۔وہ سب وہیں تھے۔اس سے دور ایک درخت کے نیچے بیٹھے وہ سب کھانا کھا رہے تھے۔جلتی ہوئی آگ پر سیخیں لگی تھیں جس پر وہ نا جانے کس کا گوشت پکا رہے تھے۔آصل سب سے الگ بیٹھا تھا۔

زخرف کا دل ایک دم سے ڈوبنے لگا۔اس کا دل چاہا کہ اونچی اونچی روئے لیکن وہ چپ چاپ اٹھ کر بیٹھ گئی۔اس کے جسم پر کافی جگہ رگڑیں لگیں تھیں۔اس کا پورا جسم آزاد تھا سوائے ایک پیر کے۔اس پیر میں زنجیر تھی جو قریب ہی درخت کے ساتھ بندھی تھی۔

راحیل نے زخرف کی جانب دیکھا اور پھر ایک پلیٹ پکڑے اس کی جانب آیا۔

"شکر کرو کہ کھائی گہری نہیں تھی اور اس میں نرم مٹی تھی اسی لیے تم بچ گئی۔ ورنہ حرکت تمہاری اوپر جانے والی ہی تھی۔" قریب بیٹھتے اس نے کھانے کی پلیٹ زخرف کے پاس رکھی۔

"دوبارہ بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔" ارد گرد دیکھتے وہ اس کے قریب جھکا۔ "اور مجھے تو دوبارہ ورغلانے کی کوشش ہرگز مت کرنا، ورنہ تمہیں جنگلی جانوروں کے آگے ڈال دوں گا۔" درشتگی سے کہتا وہ اٹھ کر چلا گیا۔

زخرف نے کھانے کی پلیٹ کو دیکھا۔ وہی پھیکی دال اور ٹھنڈی روٹی۔ اس نے آصل کو دیکھا جو تیزی سے گوشت کھاتا جا رہا تھا۔ نظریں زخرف پر ہی تھیں۔ اس نے پھر سے ایک ہڈی کو زبان سے صاف کرتے ہوئے زخرف کی طرف پھینکا اور اسے شیطانی دانت دکھائے۔

زخرف ایک طرف ہوئی تو ہڈی اس کے قریب گر گئی۔ اس نے ہڈی کو دیکھا اور پھر آصل کو۔

اگلے ہی لمحے اس نے اپنے سامنے رکھی کھانے کی پلیٹ پوری طاقت سے اس کی جانب پھینکی۔

پلیٹ آصل کے بازو سے ٹکرائی اور اس کا پورا بازو دال سے بھر گیا۔

آصل نے اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھا اور اٹھنے کی ناکام کوشش کی۔ اس کا پیر زخمی تھا لہذا وہ خود سے اٹھ نا سکا۔ زخرف اس کی بے بسی دیکھ کر ہنسی۔

"ایک دفعہ تم میرے ہاتھ آ گئی نا تو دیکھنا تمہارا کیا حشر کرتا ہوں میں۔" ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

"پہلے اپنا پیر تو ٹھیک ہونے دو بدصورت ہاتھی۔" زخرف ہونٹوں کو گول کرتی اور آنکھیں گھماتی بولی۔

پھر وہ پیٹ پکڑ کر ہنستی گئی۔

آصل منہ میں بڑبڑاتا رہ گیا۔

"ہم جس راستے سے آئے ہیں اس راستے سے واپس نہیں جا سکتے۔" راحیل فون کان سے ہٹا کر جیب میں ڈالتا بولا۔

زخرف جو درخت کے گرد چکر لگا رہی تھی اس کی بات پر ٹھہری۔ وہ سب آدمیوں سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"وہ راستہ خطرناک ہے۔ کچھ دیر پہلے ہی فوج کی گاڑیاں وہاں سے گزری ہیں۔"

زخرف نے سر اٹھا کر درخت کی اونچائی کو دیکھا اور پھر اپنے زخمی پیر کو۔ اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹکتی نیچے بیٹھی اور تیزی سے پتھر اکٹھے کر کے اپنے ٹراوزر کی جیبوں میں ڈالنے لگی۔ دونوں جیبوں میں پتھر بھر کر وہ دونوں ہاتھوں کو درخت پر جمائے اوپر چڑھنے لگی۔ پیر شدید تکلیف میں تھا لیکن اس نے پرواہ نا کی۔ اس کی زنجیر لمبی تھی لہذا وہ آسانی سے درخت پر چڑھ سکتی تھی۔

"ہمیں کسی اور راستے سے واپس جانا ہے اور جلدی نکلنا ہے۔ یہاں خطرہ ہے۔"

کہتے ہوئے راحیل کی نظر زخرف پر پڑی لیکن اس نے نظر انداز کر دیا۔

زخرف ہانپتے ہوئے پہلی شاخ تک پہنچی اور بمشکل اس پر چڑھ کر بیٹھی۔ نیچے بیٹھا آصل بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

شاخ پر بیٹھے زخرف نے چاروں طرف نظر گھمائی۔ دور دور تک صرف درخت دکھتے تھے۔ اس نے نیچے دیکھا۔ صرف آصل اسے دیکھ رہا تھا۔

زخرف نے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں کے گرد رکھے اور اونچی آواز میں چلانے لگی۔

"بچاو۔۔بچاو۔۔۔میں یہاں ہوں۔۔۔زخرف مرجان یہاں ہے۔"

نیچے موجود سب نے گردنیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ بغیر انہیں دیکھے چلاتی جا رہی تھی۔

راحیل دانت بھینچے اس طرف آیا۔اس نے زخرف کا لٹکتا پیر پکڑا اور اسے ہلکا سا نیچے کھینچا۔زخرف نے فوراً درخت کو پکڑ کر خود کو گرنے سے بچایا۔

"چیخو دوبارہ۔" وہ بے حد اونچی آواز میں بولا۔

"اچھا سوری۔سوری،اب نہیں بولتی۔"

راحیل اسے آنکھیں دکھاتا چلا گیا۔

"چلو جلدی کرو۔واپس چلنے کی تیاری کرو۔"

سب اٹھ کر جلدی جلدی سامان سمیٹنے لگے۔

www.novelsclubb.com

زخرف نے آصل کو دیکھا اور پھر پوری زبان نکال کر اسے منہ چڑایا۔پھر اس کے دماغ میں کچھ کودا۔اس نے جیب سے ایک پتھر نکالا اور سیدھا نشانہ آصل کے پیر پر مارا۔

"اے۔" وہ ایک دم چیخا۔

"ہمت ہے تو مجھے پکڑ کے دکھاو ہا تھی۔" وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسے پتھر مارتی گئی۔

"اس لڑکی کو میرے قریب لاو۔اس کی گردن توڑنی ہے مجھے۔" وہ پاگل ہوتا چلایا۔

زخرف ہنستی گئی۔

اب وہ تینوں ایک ٹرک میں تھے۔وہ گاڑی ٹرک سے کافی چھوٹی تھی لیکن ٹرک جیسی ہی پیچھے سے کھلی تھی۔اس کے آگے ایک گاڑی تھی جس میں باقی آدمی سوار تھے۔یہاں ٹرک میں زخرف اور راحیل تھے۔آصل بھی اپنا بھاری جسم بچھائے وہیں لیٹا تھا۔

زخرف کا ایک پیر زنجیر میں جکڑا تھا اور زنجیر کا دوسرا سرا راحیل کے ہاتھوں میں تھا۔اس نے آصل کے قریب پڑے اس تھیلے کو دیکھا۔اس تھیلے سے ہر چند منٹ بعد آصل بھنا ہوا گوشت نکال کر کھاتا تھا۔زخرف نے نچلے ہونٹ پر زبان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھیرتے ان دونوں کو دیکھا۔وہ دونوں اس کی جانب متوجہ نہیں تھے۔وہ دونوں ہاتھ پنجوں کی صورت نیچے رکھتی تھوڑا سا آگے ہوئی اور پھر ایک دم سے وہ تھیلا جھپٹا۔آصل تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔اس نے اپنا ہاتھ زخرف کی جانب بڑھایا۔وہ تھیلا پکڑے تیزی سے پیچھے ہٹنے لگی لیکن اس کے بال آصل کے ہاتھ میں آگئے تھے۔اس کے باوجود وہ پورے زور سے پیچھے ہوئی۔کافی بال آصل کے ہاتھ میں رہ گئے۔زخرف وہ تھیلا لیے ٹرک کے کونے میں ہوئی اور اسے نیچے رکھ کر خود اس کے اوپر سجدے کی صورت لیٹ گئی تاکہ کوئی اس سے چھین نا سکے۔

آصل رینگتا آگے بڑھنے لگا لیکن راحیل نے اپنا پیر اس کے آگے حائل کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑ دو۔"

آصل نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔

"تم اس لڑکی پر زیادہ ہی رحم نہیں کھاتے؟"

"وہ کافی دیر سے بھوکی ہے۔اپنا کھانا بھی ضائع کر دیا اس نے۔اگر بھوکی رہی تو مر جائے گی۔ابھی اس کی ضرورت ہے ہمیں۔"راحیل نرمی سے بول رہا تھا۔

آصل منہ میں بڑبڑاتا پیچھے ہو گیا۔

زخرف نے سر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا۔وہ دونوں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔راحیل نرمی سے اور آصل نفرت سے۔وہ تھیلے کو سینے سے لگائے سیدھی ہوئی۔تیزی سے اسے کھولا اور اس میں سے ایک گوشت کا ٹکڑا نکالا۔وہ دیکھنے میں عجیب سا گوشت دکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کس کا گوشت ہے۔"وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔

"گدھے کا۔"آصل نحوست سے بولا۔

"تیتر کا گوشت ہے۔"راحیل نے بولا اور باہر دیکھنے لگا۔

"تمہارا بولنا ضروری تھا۔"آصل اس کے جواب پر تپ گیا۔

زخرف تیزی سے وہ گوشت کھانے لگی۔

.....

جہانگیر نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو یوسف باہر آئے۔ان کے سامنے ان کا سفید محل اداس کھڑا تھا۔جہانگیر پھر سے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی گیراج کی جانب لے گیا۔

یوسف اس پتھریلی راہداری پر کھڑے اداسی سے اپنے محل کو دیکھنے لگے۔دیکھتے ہی دیکھتے اس اداس محل کی فضا بدلنے لگی۔اب وہ مزید جوان دکھنے لگا تھا۔

سیڑھیوں کے اوپر دو وجود ابھرنے لگے۔ایما گھر سے باہر چلتی آرہی تھی۔اس نے ننھی زخرف کو اٹھا رکھا تھا۔یوسف کو دور کھڑے دیکھ کر زخرف ماں کی گود میں ہی اچھلنے لگی۔اس نے ضد کی تو ایما نے ہنستے ہوئے اسے نیچے اتار دیا۔وہ کرولنگ کرتی سیڑھیوں تک آئی اور کرولنگ کرتے ہی ایک ایک زینہ عبور کرنے لگی۔ایما اس

کے ساتھ ساتھ اتر رہی تھی کہ وہ گر نا جائے۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ہانپتی ہوئی اس جانب کرول کرنے لگی۔

بوڑھے یوسف نے اپنی بائیں جانب دیکھا جہاں جوان یوسف بانہیں پھیلائے کھڑے تھے۔ وہ چہکتی یوسف تک آئی تو یوسف نے اسے اٹھایا اور پھر آسمان کی جانب اچھالا۔ پورا محل اس کی چہکتی ہنسی سے کھل رہا تھا۔ یوسف اس کی توتلی آواز میں باتیں سنتے ایما کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئے۔

بوڑھے یوسف ان کو اس وقت تک دیکھتے رہے حتی کہ وہ غائب ہو گئے۔ انہوں نے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھا دیے۔

www.novelsclubb.com

سیڑھیاں عبور کر کے وہ گھر میں داخل ہوئے تو لگتا تھا ہر طرف اداسی اپنا گھر کیے بیٹھی ہے۔ گھر کی ہر شے کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے وہ خاموش آنسو بہا رہی ہو۔ جیسے وہ کسی کی ہنسی کو بہت مس کر رہی ہو۔

پھر ایک دم ساری اداسی پس پشت چلی گئی۔ایک جاندار ہنسی کی آواز نے سارا منظر بدل دیا۔

"بابا۔۔۔بابا۔۔"زخرف خوشی سے چیختی گھر میں داخل ہوئی۔

اس کی ہیلز کی آواز پورے محل میں گونج رہی تھی۔

"بابا۔"لاونج میں کھڑی وہ زور سے چلائی۔

"کونسی قیامت آگئی ہے زخرف؟"یوسف اپنے کمرے سے نکل کر اس کی جانب آئے۔

زخرف کے ہاتھوں میں پیزا کے دو بڑے باکس تھے۔

"گیس کریں آج کیا ہوا؟"

"میں کیسے گیس کر سکتا ہوں؟"یوسف نے ناگواریت سے اس نے ہاتھوں میں ان باکس کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"آج ایک دبئی کے شیخ نے میری پینٹنگ خریدی ہے، وہ بھی ایک بہت بھاری قیمت میں۔اور اسی خوشی میں اب ہم پیزا پارٹی کریں گے۔" باکس اوپر کر کے ان کو دکھائے۔

"تمہیں مبارک ہو لیکن میں یہ گندبلا نہیں کھاتا تمہیں پتا ہے۔" وہ ڈائینگ روم کی جانب بڑھ گئے۔

"آپ کو کھانا پڑے گا یوسف صاحب۔" وہ ان کے پیچھے چلنے لگی۔

"میں نے کہا نا میں نہیں کھاوں گا۔"

"یوسف صاحب، میرا ابھی یہ آخری فیصلہ ہے کہ آج آپ پیزا ہی کھائیں گے۔"

یوسف رک کر اس کی جانب مڑے اور غصے سے اسے دیکھا۔

"میرا مطلب ہے۔" وہ فورا سنبھلی۔"پیزا کھالیں نا۔۔میرے پیارے بابا۔"

"چلیں بھی۔" وہ ان کو زبردستی کھینچتی ڈائینگ روم کی طرف لے گئی۔

یوسف ان دونوں کے پیچھے چلتے ڈائینگ روم تک آئے لیکن اندر بوا کے سوا کوئی نا تھا۔میز کو صاف کرتی بوا یوسف کو دیکھ کر ٹھہری۔

"یوسف۔۔کھانا لگاوں تمہارے لیے؟"

یوسف نے نفی میں سر ہلایا۔

"بھوک نہیں ہے بوا۔"وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

کمرے میں آکر وہ کھڑکی کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گئے۔ان کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔انہوں نے سر اٹھایا تو سامنے بستر پر وہی لیٹے تھے۔شاید عمر تین چار سال کم تھی۔وہ نیم دراز لیٹے ایک کتاب پڑھ رہے تھے جب دروازہ بجا۔تھوڑا سا دروازہ کھلا اور زخرف نے سر اندر کیا۔

"میں اندر آسکتی ہوں یوسف صاحب؟"

یوسف نے جواب نہیں دیا۔زخرف فوراً اندر آئی،دروازہ بند کیااور ان کے بستر پر چڑھ گئی۔

"یاد آگیا تمہیں کے اس گھر میں تمہارا باپ بھی رہتا ہے۔"ان کے لہجے میں ناراضگی تھی۔

"جی۔اور یہ بھی یاد آگیا کہ اچھی بیٹیاں اپنے والد کے ساتھ بیٹھ کر ڈھیر ساری باتیں بھی کرتی ہیں۔"

"زیادہ جلدی یاد نہیں آگیا؟"

زخرف آگے ہوئی اور ان کے کمبل میں گھس گئی۔وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے دن کا حال سنانے لگے۔

"کارڈز کھیلیں یا پھر لڈو؟"کچھ دیر بعد جب باتیں ختم ہو گئیں تو وہ بور ہوتی بولی۔

"نہیں۔میں تمہارے ساتھ نہیں کھیلوں گا۔کیونکہ اگر میں جیت جاوں تو تم ہمیشہ آخر میں رونا ڈال دیتی ہو۔"

زخرف نے آدھے کھلے منہ سے انہیں دیکھا۔

"تو آپ سے کون کہتا ہے کہ آپ جیتیں۔اپنی بیٹی کے لیے آپ ہار بھی نہیں سکتے؟"

یوسف صوفے پر بیٹھے اداسی سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ان کا کمرے میں دم گھٹنے لگا تھا۔وہ اٹھے اور کمرے سے نکل گئے۔

دروازہ کھلا اور وہ پول لاونج میں آئے۔وہاں آتے ہی وہ پھر سے دکھی۔پول کے قریب اسکا پینٹنگ کا بہت سارا سامان بکھرا پڑا تھا۔کینوس پر ایک ادھوری پینٹنگ لگی تھی۔وہ قریب ہی زمین پر لیٹی تھی۔چہرہ آسمان کی طرف تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

دروازہ کھلا تو یوسف نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ان کا اپنا وجود دروازے کے اس پار سے نمودار ہوا اور زخرف کی جانب بڑھ گیا۔

"زخرف۔"وہ تیزی سے زخرف کی جانب گئے۔

"جی۔"وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔

"زمین پر کیوں لیٹی ہو؟"وہ اس کے قریب بیٹھتے بولے اور ایک نظر اس کی پینٹنگ پر ڈالی۔

"میرا دماغ نہیں چل رہا تھا۔"وہ ان کی جانب چہرہ کیے بیٹھ گئی۔

اس کے چہرے اور شرٹ پر پینٹ کے دھبے تھے۔یوسف نے ایک انگلی سے اس کے گال کا پینٹ صاف کیا۔

"نیچے لیٹنے سے دماغ چل جائے گا؟"

زخرف نے کندھے اچکا دیے۔

"اچھا آج صبح تمہاری پھپھو کا فون آیا تھا۔"

پھپھو کا نام سنتے ہی زخرف نے آنکھیں گھمائیں۔

"زخرف۔" یوسف نے غصے سے بولا تو اس نے تاثرات درست کیے۔ "وہ دعوت کر رہی ہیں میری اور کبیر بھائی کی۔"

"تو پھر جائیں آپ دونوں انجوائے کریں۔ سب بہن بھائی بیٹھ کر اپنے بچوں کی برائیاں کیجیے گا۔"

"وہ ہم دونوں کو اکیلا کیوں بلائیں گی۔ پوری فیملی کی دعوت ہے۔" ایک انگلی اٹھائی۔ "اور تم بھی چلو گی۔"

"اور آپ کو اس بات کا اتنا یقین کیوں ہے؟" وہ ان کی انگلی نرمی سے نیچے کرتی بولی۔

"زخرف۔ اگر تم نہیں جاؤ گی تو آپا کو برا لگے گا۔"

www.novelsclubb.com

"بابا آپ کو نہیں پتا وہ کیسی باتیں کرتی ہیں؟ ہمیشہ میرا اور آپ کا دل برا کر دیتی ہیں۔"

"ہم کیا کر سکتے ہیں ہاں۔ وہ ایسی ہی ہیں۔ اب ہم رشتہ تو ختم نہیں کر سکتے نا؟"

"جو بھی ہے میں نہیں جاوں گی۔ آپ کہہ دیجیئے گا کہ میں بزی تھی۔"

یوسف افسوس سے اسے دیکھے گئے۔

"تم یہ سب نا صرف میرے رشتے داروں کے ساتھ کرتی ہو۔ اگر تمہاری ماں کے رشتے داروں کی بات ہو تو بھاگی جاتی ہو۔" وہ باقائدہ خفا ہو کر بولے تھے۔

"تو! وہ ہیں بھی تو اچھے نا۔ اور آپ کو برا لگے یا نہیں۔" وہ ان کی جانب جھکی۔

"آپ کے خاندان میں صرف ایک کام کا انسان پیدا ہوا ہے اور وہ آپ ہیں۔ اسی لیے تو میری ماں کو بھی پسند آ گئے تھے۔ لیکن ہارٹن خاندان کے سب لوگ سچے، کھرے اور دل کے صاف ہیں۔" ساتھ ایک آنکھ دبائی۔

یوسف نے صرف اسے گھورا۔

پیچھے دروازہ کھلا اور سہلی چلتی ان کے قریب آئی۔

"سر فصیحہ صاحبہ آئی ہیں۔"

زخرف نے حیرت سے یوسف کو دیکھا۔

" صحیح کہتے ہیں لوگ۔ شیطانی لوگوں کا ذکر کرو تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں۔"

اس سے پہلے کہ یوسف اس کی جانب بڑھتے وہ فوراً ہنستی پیچھے ہوئی اور تیزی سے اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

www.novelsclubb.com

" بابا پلیز ان کو مت بتایئے گا کہ میں گھر ہوں۔ میں سٹوڈیو جا رہی ہوں مجھے آج یہ پینٹنگ ختم کرنی ہے۔"

"زخرف پھپھو سے مل تو لو۔"

"پلیز بابا۔۔۔میرا ٹائم ویسٹ ہو گا اور موڈ الگ خراب ہو جائے گا۔" وہ سارا سامان سمیٹے دروازے کی جانب بھاگی۔

لیکن آگے سے پھپھو کو آتا دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"اسلام و علیکم۔" بادل نخواستہ ہو کر سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام۔یہ اتنی تیزی میں کہاں بھاگ رہی ہو اور یہ حلیہ کیا بنا رکھا ہے۔" انہوں نے اسے سر سے پیر تک دیکھ کر تبصرہ کیا۔

زخرف نے سر جھکا کر خود کو دیکھا۔اس نے ٹراوزر پر کھلی سی ٹی شرٹ پہنی تھی۔ کپڑوں پر جگہ جگہ پینٹ کے دھبے تھے۔

"وہ کیا ہے نا پھپھو کہ جب کوئی پینٹ کرتا ہے تو پینٹ ادھر ادھر لگ جاتا ہے۔لیکن آپ کو نہیں پتہ تو اٹس اوکے۔ایسی باتیں کم ہی لوگوں کو پتہ ہوتی ہیں۔جو سمجھدار ہوں۔" آخری بات منہ میں ہی کی۔

"آپا۔"یوسف اٹھ کر ان کی جانب آئے۔"کیسی ہیں آپ؟"وہ آگے ہو کر ان کے گلے لگے۔

"میں چلتی ہوں۔دفتر سے فون آیا تھا۔آپ میرا انتظار مت کیجیئے گا،مجھے دیر ہو جائے گی۔"وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

وہ سارا منظر کہیں ہوا میں ہوا ہو گیا تھا۔یوسف اکیلے اس پول کے قریب کھڑے تھے۔پول کے پانی میں ان کا مرجھایا ہوا وجود دکھ رہا تھا۔وہ پہلے سے کافی بوڑھے لگنے لگے تھے۔

وہاں سے نکل کر وہ ٹی وی لاونج میں آئے اور نڈھال سے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"بابا۔۔۔۔بابا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔"اس آواز پر وہ مسکرائے۔کاش کہ وہ واپس آ جائے اور سارا دن بس ان کو پکارتی ہی رہے۔

انہوں نے سامنے کے صوفے کو دیکھا تو یوسف وہاں بیٹھے اپنے فون پر جھکے تھے۔

"بابا۔۔۔"وہ اس طرف آئی تو اس کے ہاتھ میں دو جوڑے تھے۔"کیا کر رہے ہیں؟"

"ای میل پڑھ رہا ہوں۔کیا کہنا ہے تم نے؟"وہ مصروف سے بولے۔

"اچھا ادھر دیکھیں زرا۔ان دونوں میں سے آج رات ڈنر کے لیے کونسا والا ڈریس پہنوں؟یہ کلائینٹس میرے اہم ہیں اس لیے میں کچھ اچھا پہننا چاہتی ہوں۔"

یوسف نے سر اٹھا کر اس ہاتھ میں موجود کپڑوں کو دیکھا۔

"زخرف میں کیا بتاوں۔مجھے کیا پتا ان عورتوں کی چیزوں بارے میں۔تمہیں جو اچھا لگتا ہے پہن لو۔"وہ پھر سے فون پر جھک گئے۔

زخرف کچھ دیر وہاں کھڑی رہی پھر چلی گئی۔اس کا دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز آئی تو یوسف نے پھر سے سر اٹھایا۔دروازہ بند کرنے کے انداز سے وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ ناراض ہو گئی ہے۔فون جیب میں ڈالتے وہ کمرے کی جانب چلے گئے۔

بڑے صوفے سے یوسف اٹھے اور وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔

وہ کمرے میں آئی تو دونوں جوڑے بستر پر ایک طرف پڑے تھے۔خود وہ لیٹی ہوئی تھی۔یوسف اس کی طرف آئے تو اس کا رخ موڑ لیا۔

"ناراض ہو گئی ہو؟" وہ اس کے قریب بیٹھ گئے۔

"بوا سے کہیں کہ میرا بھی رات کا کھانا بنا دیں۔ڈنر پر نہیں جا رہی میں۔"

"مجھ سے ناراض ہو کر اپنا پلین تو خراب نہیں کرو۔تم تو اس ڈنر کے لیے بہت اکسائٹڈ تھی۔"

www.novelsclubb.com

"اب دل نہیں کر رہا۔"

اسے دیکھتے یوسف کا دل برا ہوا۔انہوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"تم مشورہ بھی تو ایک اناڑی انسان سے مانگ رہی ہو نا۔مجھے نہیں یہ عورتوں کے فیشن کا کچھ پتا۔"

زخرف نے چہرہ ان کی جانب موڑا۔آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔

"تو پھر میں کس سے پوچھوں؟ماں تو ہے نہیں جس سے جا کر پوچھوں۔"

اسے روتا دیکھ کر یوسف کا دل ڈوبنے لگا۔انہوں نے اس کے آنسو ہاتھ سے صاف کیے اور جھک رک اس کے سر پر بوسہ دیا۔

"ٹھیک ہے۔دکھاو کپڑے میں بتاتا ہوں۔"

"رہنے دیں۔"

"سوری نا۔"

کچھ دیر وہ انہیں دیکھتی رہی۔پھر گال صاف کرتی اٹھی اور دونوں ڈریس پکڑ کر ان کے سامنے کیے۔

"کونسا پہنوں؟"

یوسف نے بغور دونوں کو دیکھا۔ایک ایکوا بلیو تھا اور ایک آف وائٹ کلر کا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ بلیو پہن لو۔"

"بلیو؟"اس نے بلیو ڈریس کو اوپر کر کے دیکھا۔

"ہاں۔بلیو بلکل پرفیکٹ رہے گا۔"

زخرف نے ڈریس کو دیکھا اور پھر یوسف کو۔

"لیکن مجھے تو آف وائٹ زیادہ اچھا لگ رہا تھا۔"

یوسف کے ماتھے پر شکنیں پڑیں۔

"اگر تم نے خود ڈیسائڈ کر لیا تھا تو یہ سارا ڈرامہ کیوں کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"آپ کی چوائس ہی خراب ہے۔"اس نے دونوں ڈریس بستر پر پھینک دیے اور اپنی وارڈروب کے سامنے آئی۔

اس نے ایک نیوی بلیو کلر کا ڈریس نکالا اور شیشے کے سامنے آکر اپنے ساتھ لگایا۔خود کو شیشے میں دیکھتے وہ مسکرائی۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔فارمل ڈنر کے لیے یہ کلر بیسٹ ہے۔"بغیر ان کو دیکھے وہ ڈریس چینج کرنے واش روم چلی گئی۔

یوسف سر جھٹکتے باہر چلے گئے۔وہ کمرہ اداس سا پڑا تھا۔یوسف جو دروازے میں کھڑے سب دیکھ رہے تھے اندر آئے۔بیڈ پر بچھی شیٹ پر ایک شکن نا تھی۔بیڈ کی بائیں جانب جانب ٹوکری میں ہانا اداس سی بیٹی تھی۔وہ اس کی الماری تک آئے اور اسے کھولا۔اپنا ہاتھ ہینگرز میں لٹکے کپڑوں پر پھیرا۔پھر نظر اسی الماری میں نیچے پڑے ایک چھوٹے سے کالے رنگ کے باکس پر پڑی۔انہوں نے اسے پکڑ کر کھولا۔اس میں زخرف کے نام کے initial کا پینڈینٹ تھا۔انہوں نے دو انگلیوں سے پکڑ کر باہر نکالا۔اس کے ہیرے پھر سے جڑ چکے تھے۔شاید سہلی اسے ریپیئر کروا چکی تھی۔

دو انگلیوں میں اس پینڈینٹ کو پکڑے یوسف نے اپنے چہرے کے قریب کیا۔وہ جانتے تھے یہ زخرف کا فیورٹ تھا۔زخرف کے مطابق یہ اسے کسی پرانے خاص

www.novelsclubb.com

دوست نے دیا تھا۔انہیں یاد تھا جب ایک دفعہ وہ گیسٹ روم کا باتھ روم استعمال کرتے اسے وہاں رکھ کر بھول گئی تھی اور پھر اگلے تین دن اس نے کسی کو سکون نہیں لینے دیا۔ تین دن اس نے کسی کو سکون سے کھانا نہیں کھانے دیا۔ تین دن بعد سہلی کو وہ گیسٹ روم کے باتھ روم سے مل گیا۔پتا نہیں اتنا خاص کیوں تھا یہ اس کے لیے۔انہوں نے پینڈینٹ واپس رکھ دیا۔

اس کے کمرے سے نکل کر وہ ٹیرس پر آ گئے۔دروازے کے قریب کھڑے ہو کر وہ وہاں پڑے جھولے کو دیکھنے لگے۔ان کے دیکھتے ہی جھولا دھیرے سے جھولنے لگا۔وہ دونوں اس پر بیٹھے تھے۔آگے میز پر ایک چھوٹا سا کیک پڑا تھا جس پر موم بتی جل رہی تھی۔یوسف نے موم بتی پھونک سے بجھائی اور کیک کو کاٹا۔

"ہیپی برتھڈے ٹو یو۔ہیپی برتھڈے بابا۔ہیپی برتھڈے ٹو یو۔" وہ ان کے ساتھ بیٹھی مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

یوسف نے کیک کا ایک چھوٹا ٹکڑا اٹھایا اور اس کے منہ میں ڈالا۔جو باقی بچا وہ اس کی ناک پر لگا دیا۔

زخرف نے اپنی ناک صاف کرتے جھولے کے قریب رکھا ایک باکس اٹھایا اور ان کی جانب بڑھایا۔یوسف نے باکس کو کھولا تو اس میں شوز تھے۔انہوں نے مسکراتے ہوئے شوز باہر نکالے۔

"آپ کو پسند آئے؟" وہ محبت سے ان کو دیکھتے بولی۔

"ہمم۔اچھے ہیں۔"

"چلیں پہن کر دکھائیں۔"

یوسف نے شوز نیچے رکھے اور پہننے لگے۔شوز کے ساتھ ہی پرائس ٹیگ لٹک رہا تھا۔یوسف نے ٹیگ کو سیدھا کیا۔زخرف نے فوراً آگے ہو کر اس پر ہاتھ رکھ دیا۔

"لائیں میں اتار دیتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"رکو۔دیکھنے تو دو کیا قیمت ہے ان کی۔"

"تحفے کی قیمت نہیں دیکھتے بابا۔یہ گدھا،نالائق فرید،پرائس ٹیگ بھی نہیں اتار سکا۔"

یوسف نے جوتا پیر سے اتارا اور زخرف کا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔شوز کی قیمت دیکھتے ہی انہوں نے حیرت سے زخرف کو دیکھا۔

"یہ۔۔۔اتنے مہنگے جوتے لیے ہیں تم نے؟"

زخرف نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا۔

"کیا ہے آپ کو؟قیمت کیوں دیکھ رہے ہیں۔"وہ ایک دم چڑ گئی۔

"زخرف میں اتنے پیسوں میں بیس جوتے لے لیتا ہوں۔"وہ حیرت سے کبھی اس جوتے کو دیکھ رہے تھے اور کبھی زخرف کو۔

"بابا۔میں نے اتنے پیار سے لیے ہیں۔"

"بہت فضول خرچ ہو تم۔ پیروں میں پہننے کے لیے اتنے مہنگے جوتے کون لیتا ہے؟"

زخرف نے غصے سے چہرہ سامنے موڑ لیا۔

"ماں باپ کو تو نا مہنگا تحفہ لے کر ہی نہیں دینا چاہیے۔ راس ہی نہیں آتا ان کو۔" منہ میں بڑبڑائی۔

یوسف ابھی بھی حیرت سے ان جوتوں کو دیکھ رہے تھے۔

ٹیرس کا دروازہ کھلا اور فرید اندر آیا۔

"بی بی آپ کا کام ہو گیا ہے۔ یہ بلز کی ڈیٹیلز ہیں۔" فرید نے ایک کاغذ زخرف کی جانب بڑھایا لیکن یوسف نے پہلے ہی پکڑ لیا۔

"یہ سب کیا ہے۔ کس کا بل ہے یہ؟" وہ اس کاغذ پر حیرت سے بہت بڑی رقم پڑھتے ہوئے بولے۔

"سربی بی نے چیرٹی کروائی تھی۔آپ کی سالگرہ کی خوشی میں اس علاقے میں سب غریب لوگوں کے گھروں میں چھ مہینے کا راشن ڈلوایا ہے اور علاقے کی پندرہ لڑکیاں جن کی شادیاں ہونے والی ہیں ان کا جہیز بنوایا ہے۔"

یوسف نے زخرف کی جانب دیکھا۔وہ چہرہ موڑے بیٹھی تھی۔فرید چلا گیا۔

اس کی پشت دیکھتے یوسف کی آنکھوں میں نمی آگئی۔

"میری بیٹی تو اتنی لالچی ہے۔پھر اتنا خرچا؟"

زخرف نے چہرہ ان کی جانب موڑا۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"زخرف اپنے بابا پر اپنی پوری سلطنت لٹا سکتی ہے۔"

یوسف نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔وہ روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی۔

"میں نے اتنے پیار سے وہ جوتے خریدے ہیں اور آپ ایسے کر رہے ہیں۔"روتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا سوری۔" یوسف نے اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔

زخرف پیچھے ہٹی اور اپنے گال صاف کیے۔

"ابھی تو مجھے اور بھی بہت کچھ کرنا ہے۔ آج میں آپ کے لیے کھانا بناؤں گی وہ بھی آپ کا پسندیدہ کھانا اور پھر ہمیں بہت ساری باتیں بھی کرنی ہیں۔"

یوسف نے محبت سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا۔

"جیسا تم کہو۔"

وہ دروازے کے ساتھ لگے ان کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے وجود دھیرے دھیرے دھندلاتے جا رہے تھے۔ اور پھر وہ غائب ہو گئے۔ یوسف چلتے ریکنگ کے قریب آئے۔ نیچے ارسم کی گاڑی آ کر کھڑی تھی۔ انہوں نے لان کی جانب نظر دوڑائی۔ وہ وہیں ہانا کے قریب گھاس پر بیٹھا تھا۔ یہ اس کا تقریباً روز کا معمول بن گیا تھا۔ ہانا اس سے بالکل ایسے ہی اٹیچ ہو گئی تھی جیسے زخرف سے تھی۔

یوسف کو احساس ہوا کے ان کے قریب کوئی کھڑا ہے۔وہ جہانگیر تھا جو خاموشی سے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں سر؟"

یوسف نے اس کی جانب دیکھا۔

"جس انسان کی بیٹی اس سے دوسری دفعہ چھن گئی ہو،وہ ٹھیک کیسے ہو سکتا ہے جہانگیر؟"

جہانگیر نے سر جھکا لیا۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔جس انسان کی بیٹی اس سے کھو جائے وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔" یہ سب کہتے اس کے چہرے پر تکلیف تھی۔پھر اس نے سر جھٹکا۔"جا کر سو جائیں۔جانتا ہوں نیند نہیں آئے گی آپ کو۔لیکن کوشش کیجیئے۔"

یوسف نے جواب نہیں دیا۔وہ خاموشی سے وہاں سے چلے گئے۔

جہانگیر چلتا ہوا جھولے تک آیا۔اس نے دروازے کی جانب دیکھا۔ جھولے پر بیٹھا اور سر پیچھے گرائے دھیرے سے جھولنے لگا۔

.....

تھیلا اس نے سینے سے چپکا رکھا تھا۔وہ نیند سے جھول رہی تھی جب ٹرک نے جھٹکا دیا اور اس کا سر آگے ہو کر زور سے پیچھے لگا۔زخرف نے آنکھیں کھولیں۔ سر کو سہلاتے اس نے ادھر ادھر دیکھا۔وہ ابھی بھی راستے میں تھے۔راحیل کے کہنے کے مطابق وہ ایک الگ راستے سے واپس جا رہے تھے۔اور یہ راستہ بہت لمبا تھا۔ زخرف نے ان دونوں کی جانب دیکھا۔وہ بھی سو چکے تھے۔آصل لیٹ گیا تھا جبکہ راحیل بیٹھا بیٹھا ہی سو گیا تھا۔زخرف نے اس کے ہاتھ کو دیکھا جس میں زنجیر تھی۔ کچھ دیر وہ اسے دیکھتی رہی پھر اس نے سر اٹھا کر ٹرک کی دیواروں کو دیکھا۔کچھ سوچتے اس نے تھیلا ایک طرف رکھا اور کھڑی ہوئی۔ان دونوں کو احتیاط سے

دیکھتی وہ گھومی اور ٹرک کی دیوار میں پیر پھنساتی اوپر چڑھنے لگی۔ چڑھ کر اس نے دوسری جانب دیکھا تو وہ جنگل کے بیچ ہی بنے راستے پر سے گزر رہے تھے۔ جو گاڑی ان کے آگے تھی وہ کافی آگے نکل چکی تھی حتی کہ دکھتی نا تھی۔ وہ نیچے تیزی سے گزرتی زمین کو دیکھنے لگی۔ اگر وہ وہاں سے کود جائے تو اس کی کتنی ہڈیاں ٹوٹیں گی؟

وہ اونچائی اتنی بھی نہیں تھی کہ کودنے سے اس کی موت ہو جائے لیکن ایک چلتے ٹرک سے کودنا خطرناک تھا۔ اس نے چہرہ موڑ کر ان دونوں کو دیکھا۔ ہو سکتا ہے وہ صحیح سے کودنے میں کامیاب ہو جائے؟ جب وہ کودے گی تو زنجیر راحیل کے ہاتھ سے پھسل جائے گی۔ اس کے ہاتھ کو دیکھ کر لگتا تھا کہ گرفت بہت ڈھیلی سی ہے۔ اگر وہ گہری نیند میں ہوا تو اسے علم بھی نہیں ہو گا اور ٹرک آگے بڑھ جائے گا۔

وہ کچھ دیر اضطراب کی سی کیفیت میں فیصلہ کرتی رہی۔ پھر سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔

"اتنی بھی بری نہیں ہوں میں۔ بچالیں مجھے پلیز۔"

www.novelsclubb.com

اس نے دو تین گہری سانسیں لیں اور تھوڑا مزید اوپر ہوئی۔دل کسی ہتھوڑے کی طرح سینے پر لگنے لگا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔کچھ نہیں ہو گا۔"خود کو تسلیاں دیتے اس نے ایک پیر اوپر کیا۔

اسی لمحے میں ٹرک کو ایک جھٹکا لگا۔زخرف کا پیر پھسلا اور وہ دھڑم سے باہر کی جانب گری۔

راحیل جو کے کچی پکی نیند میں تھا،زنجیر اس کے ہاتھ سے پھسلنے لگی تو اس نے اسے مظبوطی سے پکڑ لیا۔زنجیر تیزی سے باہر کی جانب کو کھنچی تھی۔راحیل بھی اسی کے ساتھ کھنچتا گیا اور ٹرک کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

یہ سمجھ آتے ہی کہ کیا ہوا ہے وہ پورے زور سے زنجیر کو اندر کو کھینچنے لگا۔

زخرف ٹرک کی دیوار کے ساتھ باہر کو الٹی لٹکی تھی۔

"بچاو۔بچاو۔"الٹے لٹکے ہوئے اس کا چہرہ ٹرک کے بہت بڑے ٹائر کے قریب تھا۔وہ آگے پیچھے جھول رہی تھی اور کسی بھی لمحے اس کا منہ اس ٹائر سے ٹکرا سکتا تھا جو کہ اس کے چہرے کا پورا نقشہ تبدیل کر سکتا تھا۔

"آصل۔"راحیل پوری طاقت سے زنیجیر کھینچتا چیخا۔

آصل ہڑبڑا کر اٹھا اور اگلے ہی لمحے رینگتا راحیل کے قریب ہوا اور زنیجیر پکڑ کر کھینچنے لگا۔

"راحیل۔۔۔"وہ روتے ہوئے چیخ رہی تھی۔ٹرک کا ٹائر موت بنے اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔"میرا منہ بچالو راحیل۔"

"منہ بند رکھو اپنا۔ تمہیں کہا کس نے تھا باہر کودو"راحیل اور آصل پوری طاقت لگا رہے تھے لیکن وہ زنجیر اوپر کو کھینچ نہیں پا رہے تھے۔

"ٹرک روکو۔"راحیل چلایا لیکن آگے آواز جانا ناممکن تھا۔

"اگر زیادہ زور لگایا تو زنجیر ٹوٹ جائے گی۔" راحیل نے آصل سے کہا۔ "تم مظبوطی سے زنجیر کو پکڑو، میں اوپر چڑھتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔"

راحیل نے زنجیر چھوڑی تو زنجیر مزید تھوڑا آگے پھسل گئی۔

"بابا۔" وہ باہر سے مزید اونچا چلائی۔

آصل نے زنجیر پکڑے دانت ہونٹوں میں بھینچ رکھے تھے۔ راحیل تیزی سے اوپر چڑھا۔ دوسری جانب لٹک کر اس نے زخرف کا ایک پیر پکڑا۔ راحیل کے اسے کھینچنے پر زخرف کا چہرہ مزید ٹائر کے قریب جانے لگا۔

وہ زور سے ہاتھ ہوا میں مارتے ہوئے چلانے لگی۔

"میرا منہ۔۔۔۔ میرا منہ۔۔۔ یا اللہ بچا لیں مجھے۔"

"منہ بند رکھو۔ اپنے دونوں ہاتھ ٹرک کی دیوار پر رکھو اور چہرہ ٹائر سے دور کرو۔"

زخرف نے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھے اور خود کو پیچھے کو دھکیلنے لگی۔راحیل نے دوسرا بازو بھی نیچے کیا اور اس کا دوسرا پیر بھی پکڑا۔دونوں پیر پکڑے وہ اسے اوپر کو کھینچنے لگا۔زخرف کا چہرہ ٹائر سے اوپر جانے لگا۔راحیل نے بمشکل اسے اوپر تک کیا۔زخرف نے دیوار کو ہاتھ ڈالا اور خود کو بھی اوپر کیا۔آصل جس کے ہاتھ میں زنجیر تھی اس نے زنجیر کو جھٹکا دیا تو زخرف سیدھا اندر گری۔راحیل کا بھی پیر پھسلا اور وہ آصل کے اوپر گرا۔

اندر گرتے ہی زخرف نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو چھوا۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف راحیل کا بازو زور سے آصل کے پیر پر لگا تھا اور وہ تکلیف سے بلبلا اٹھا تھا۔زخرف نے روہانسی ہو کر ان دونوں کو دیکھا جو بمشکل سیدھے ہو رہے تھے۔

"میرا منہ بچ گیا۔ شکریہ بدصورت ہاتھی۔ میرا منہ بچ گیا۔" وہ بار بار اپنے چہرے کو ہاتھ لگا رہی تھی۔

پھر وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر رونے لگی۔

وہ دونوں سیدھے ہوئے اور اسے دیکھنے لگے جسے اوپر کھینچتے کھینچتے ان کی ساری ہڈیاں اپنی جگہ سے ہل گئی تھیں۔ آصل غصے سے آگے بڑھنے لگا لیکن راحیل نے اسے پکڑ لیا۔

"چھوڑو مجھے اس کا میں قتل کر دوں گا۔ اس کی وجہ سے دوسری دفعہ میرا پیر ٹوٹنے لگا تھا۔"

www.novelsclubb.com

وہ زخرف کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن راحیل نے اسے پوری طاقت سے روک رکھا تھا۔ زخرف اپنے منہ پر ہاتھ رکھے، منہ بچنے کی خوشی میں روتی جا رہی تھی۔

.....

ارسم ایک بیکری کے باہر اپنی گاڑی کے ساتھ کھڑا تھا۔اس کی گاڑی کے قریب ہی ایچ کی بائیک کھڑی تھی۔ایچ بیکری سے باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں بڑا سا لفافہ تھا۔ ارسم نے عجیب طریقے سے اس لفافے کو دیکھا۔

"جج مت کرو مجھے۔یہ فیول ہے میرا۔اس کے بغیر دماغ نہیں چلتا۔"

ارسم نے کندھے اچکا دیے۔

"تم نے کچھ دکھانا تھا مجھے؟"

"ہاں۔"ایچ لفافے کو اپنی بائیک پر رکھتے بولا۔"لیکن یہاں نہیں۔"وہ اپنی بائیک پر بیٹھ گیا تو ارسم گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد وہ ایک کافی شاپ کے قریب فٹ پاتھ، جہاں چند کرسیاں میز لگی تھیں وہیں بیٹھے تھے۔دونوں کے آگے کافی کے کپ تھے۔ایچ نے لفافے سے کیک کا پیس نکال کر اپنے سامنے رکھا۔پھر اپنا فون پکڑ کر کچھ کھولا۔

"یہ دیکھو۔"اس نے ایک تصویر کھول کر ارسم کو دکھائی۔

تصویر دیکھتے ہی ارسم سیدھا ہوا۔وہ ایک گاڑی تھی جو کہ کسی تھانے کے بیک ڈور سے نکل رہی تھی۔

"جس وقت زخرف کو پولیس نے گرفتار کیا تھا اس کے کچھ ہی دیر بعد یہ گاڑی بیک ڈور سے نکلی تھی۔اس وقت کے آگے پیچھے کوئی گاڑی، کوئی انسان نہیں نکلا۔اس کا مطلب ہے زخرف کو اسی گاڑی میں لے جایا گیا ہے۔"

ارسم نے فون نیچے کیا اور ایچ کو دیکھا۔

"یہ گاڑی کس کی ہے؟"

"ایک پولیس آفیسر کی ذاتی گاڑی ہے۔سوائپ کرو۔"

ارسم نے سوائپ کیا تو سامنے ایک آدمی کی تصویر تھی۔

"یہی ہے وہ آفیسر جس کی یہ تصویر ہے۔یہ لاہور ہی رہتا ہے اور مجھے لگتا ہے سعد آغا سے بہت خاص تعلق ہے اس کا جو اسے اس کام کے لیے بلایا گیا۔"

ارسم تصویر کو زوم کر کے دیکھ رہا تھا۔

"ہم اس بارے میں پولیس کو نہیں بتائیں گے۔"

ارسم نے فون میز پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے ٹھیک کہا۔ہم خود اس سے ملنے جائیں گے۔تم جانتے ہو وہ کہاں رہتا ہے؟"

ایچ دھیرے سے مسکرایا۔

"جانتا ہوں۔اور تمہیں یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ میرے جیسے لوگ سیدھے راستے سے کسی کے گھر نہیں جاتے۔ہم دن کی روشنی میں اس سے ملنے نہیں جائیں گے۔"

بات ختم کر کے ایچ نے کیک کی ایک بڑی سی بائٹ لی۔

ارسم نے چہرہ آسمان کی جانب اٹھایا اور پتلی لکیر کی صورت بنے چاند کو دیکھنے لگا۔

"تم نے کہا تھا کہ اس نے روتے ہوئے تمہیں فون کیا تھا؟"چاند کو ہی دیکھتے پوچھا۔

ایچ نے کندھے اچکائے۔

"وہ اداس تھی۔اس کا دل برا ہو رہا تھا۔گھر کی یاد آ رہی تھی اسے۔شاید اس کے دل کو پہلے ہی علم ہو گیا تھا کہ وہ گھر سے دور جانے والی ہے۔"

"اس وقت کیا کر رہی ہو گی وہ؟کیا وہ تکلیف میں ہو گی؟"ارسم کی آواز میں کرب تھا۔

www.novelsclubb.com

ایچ کھاتے ہوئے ٹھہر گیا۔

"میں بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ کسی بھی حال میں ہو۔۔۔۔"ارسم چہرہ موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔"جیسے بھی حال میں ہو،اسے پکڑنے والے ضرور پچھتا رہے ہوں گے۔"

"کیوں؟"ارسم سیدھا ہوتا بولا۔

"تم زخرف کو جانتے نہیں ہو کیا؟جن لوگوں نے اسے پکڑ رکھا ہے اب تک ان کو اپنے آباواجداد تو کیا آدم تک اپنی پوری پیڑھی یاد آگئی ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

ارسم دھیرے سے مسکرا دیا۔

ارسم کو دیکھتے ہوئے ایچ نے کیک کی بڑی سی بائٹ لی۔

"تم۔۔۔تم خوش قسمت ہو۔"دھیرے سے بولا۔

"اور تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟"ارسم اس کی بات پر حیران ہوا تھا۔

"زخرف تم سے محبت کرتی ہے نا۔"

ارسم کے چہرے پر ابھی بھی حیرت تھی۔

"اس نے آج تک مجھ سے ایسا کبھی نہیں کہا۔"

"کیا نہیں کہا؟" ایچ نے کیک کی ایک اور بائٹ لی۔

"یہی کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔"

اس کی بات پر ایچ نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"تو کیا جب تم اس کے منہ سے سنو گے اس وقت یقین آئے گا تمہیں؟"

www.novelsclubb.com

"وہ کہتی ہے کہ میں اس کے لیے بہت خاص ہوں۔"

"اور تمہیں لگتا ہے کہ وہ ہر پندرہ بیس لوگوں کو یہ بات بولتی ہے؟" ایچ نے کافی کا گھونٹ بھرا اور کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائی۔

"جانتے ہو ایک سمجھدار عورت جب کسی مرد کی محبت میں گرفتار ہو جائے تو وہ کیا کرتی ہے؟"

ارسم خاموش رہا۔

"محبت اس عورت کا سب سے بڑا غرور ہوتا ہے۔وہ عورت کبھی اپنا غرور خاک میں نہیں ملنے دیتی۔مطلب یہ کہ وہ کبھی زبان سے تسلیم نہیں کرتی کہ وہ محبت میں گرفتار ہو چکی ہے۔وہ اپنے عمل سے ضرور محبت کا اظہار کر دیتی ہے لیکن زبان سے؟ہر گز نہیں۔"

"اور ان عورتوں کا کیا جو محبت کا اظہار کر دیتی ہیں؟"

اتیچ طنزیہ ہنسا۔پھر وہ ارسم کی جانب جھکا۔

"جو عورت اپنے محبوب کے سامنے جھک جاتی ہے وہ ہار جاتی ہے۔ایک سمجھدار عورت ایسا ہر گز نہیں کرتی اور میری نظر میں زخرف بہت سمجھدار ہے۔"

"تم کیا عورتوں پر کوئی کتاب پڑھ رہے ہو؟" ارسم نے کافی کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

"میں نے اپنی ماں کو دیکھ کر یہ بات سیکھی ہے۔" ایچ سنجیدہ تھا۔ "جو عورت مرد کے سامنے جھک جاتی ہے مرد اسے مزید جھکاتا ہے۔ اتنا جھکا دیتا ہے کہ وہ زمین میں دھنس جاتی ہے۔ اور پھر مرد ٹھیک اسی جگہ ایک دوسری عورت کو لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔" اب کے وہ یہ سب کہتے ارسم سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔

"میرے نزدیک ایک عورت کو اگر محبت ہو بھی جائے تو اسے اپنا آپ کبھی مرد کے سامنے نہیں جھکانا چاہیے۔ اگر جھکا دے گی تو مرد اسے کچل کر آگے بڑھ جائے گا۔ اگر نہیں جھکائے گی تو ساری عمر اس مرد پر حکمرانی کرے گی۔ کاش میری ماں بھی اتنی سمجھدار ہوتی۔" آخری بات اس نے منہ میں ہی بولی تھی۔ انگلیوں سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔

ارسم خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

.....

وہ ہسپتال کے بستر پر بیٹھا سامنے رکھے صفحوں پر لکھ رہا تھا۔اس کی کہانی گرافیکل تھی۔ساتھ وہ پکچرز بھی بناتا تھا۔اس وقت جس صفحے کو وہ لکھ رہا تھا اس پر پینسل سے ایک بڑی سی تصویر بنی تھی۔اس تصویر میں ایک فے سلاخوں کے پیچھے قید تھی۔اس کے پر اس قید میں بمشکل پھنسے تھے۔ایک بہت بڑا دیو جس کی شکل انسانی تھی وہ سلاخوں کے باہر کھڑا تھا۔فے کے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ دیو ہنس رہا تھا۔

محمد کا فون بجا تو اس نے کاغذوں سے سر اٹھایا۔ناک میں لگی نالیوں کے باوجود اس کا سانس اتھل پتھل ہو رہا تھا۔

ارسم کی کال تھی۔محمد نے فورا کال اٹھائی۔

"زخرف کا کچھ پتا چلا ارسم بھائی؟" بے تابی سے پوچھا۔

"نہیں محمد۔ لیکن ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں۔"

"اتنے سب لوگ مل کر ایک لڑکی کو کیوں نہیں بچا پا رہے ارسم بھائی۔ شاید کہانیاں واقعی جھوٹی ہوتی ہیں۔ کاش۔۔۔ کاش جو جادو کہانیوں میں ہوتا ہے وہ اصل دنیا میں بھی ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو زخرف اس قید سے باہر آ جاتی۔"

ارسم نے ایک گہری سانس لی۔

"تم اس بارے میں اتنا مت سوچو محمد۔ تمہاری طبیعت مزید بگڑے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ پھر ہم ایک کام کرتے ہیں۔ زخرف کے اچھے دنوں کو یاد کرتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اوکے۔"

محمد ایک دم اکسائٹڈ ہو گیا۔ زخرف کی کہانی اس کی زندگی کا سب سے دلچسپ پہلو تھا۔

ارسم چند لمحے خاموش رہا پھر مدھم سی آواز میں بولنے لگا۔

"میرے اسے بچانے کے بعد وہ بہت عرصہ مجھ پر شک کرتی رہی تھی۔ لیکن پھر دھیرے دھیرے وہ مجھ پر اعتبار کرنے لگی۔ میں بہت کوشش کرتا تھا کہ اس سے دور رہوں لیکن شاید خود پر سے کنٹرول کھونے لگا تھا۔ مجھے نہیں پتا تھا لیکن میں اس کی محبت میں گرفتار ہو رہا تھا۔ تم جانتے ہو مجھے اس بات کا اندازہ کب ہوا کہ مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے؟"

(وہ ریلنگ کے ساتھ نیچے کو جھکا فون پر بات کر رہا تھا جب زخرف اپنے ٹیرس پر آئی۔ وہ ریلنگ تک آئی اور سر نیچے کو لٹکا دیا۔ ارسم نے کال بند کی اور اس کو دیکھا۔

"ویسے میں نے نوٹس کیا ہے، یا تو تم کسی کو پریشان کرنے کے مشن پر ہوتی ہو یا پھر تمہارے چہرے پر بارہ بجے ہوتے ہیں۔ بس یہی دو موڈ ہوتے ہیں تمہارے۔" وہ دلچسپی سے اسے دیکھتے بولا۔

"اگر میں یہاں سے کود گئی تو تم کیا کرو گے؟" اس نے سر نہیں اٹھایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ارسم نے بھی سر جھکا کر گہرائی کو دیکھا۔

"تمہارے جنازے میں شرکت کروں گا۔" اطمینان سے جواب دیا۔

زخرف نے اسی لمحے سر اٹھایا اور اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔اس کے چہرے پر واقعی بارہ بجے تھے۔ناجانے کس سے لڑ کر آئی تھی۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے،اتنا دماغ خراب ہے میرا کہ تمہارے پیچھے یہاں سے بھی کود جاوں گا؟" اس کے مسلسل دیکھنے پر وہ بولا۔

"دماغ خراب تھا تو وہاں بچانے آئے تھے نا۔" غصے سے جواب دیا۔

"یار کیا لڑکی ہو تم۔قسم سے تمہیں دوبارہ کبھی مصیبت میں دیکھ کر بچانے نہیں آوں گا۔"

زخرف اسے ایسے ہی دیکھتی رہی۔

"اگر میری جگہ آنٹی بلقیس ہوتیں تو ان کو بھی بچانے جاتے؟"

ارسم کو اس کی عقل پر رحم آیا۔

"زخرف، تمہیں پتہ ہے جب تم ایسی باتیں کرتی ہو تو میرا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔ مجھے حیرت ہے لوگ تمہیں کیسے برداشت کرتے ہیں۔" سر جھٹک کر وہ سامنے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔" زخرف نے اداس ہو کر پھر سے چہرہ نیچے کو جھکا لیا۔ "مجھے برداشت کرنا آسان نہیں ہے۔ شاید میں ہی اکیلی بری لڑکی بہت سارے اچھے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہوں۔"

ارسم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے کے آگے بال آ گئے تھے لہذا وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ اس کے لہجے کی اداسی بھانپ سکتا تھا۔

"تم ٹھیک تو ہو زخرف؟ میں نے مذاق کیا ہے۔" وہ پریشانی سے تھوڑا اس کی جانب کو ہوا۔

"نہیں تم بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ مزید نیچے جھکی۔

"کیا کر رہی ہو۔ پیچھے ہٹو یہاں سے۔"

"کیوں پیچھے ہٹوں؟ تم میرے جنازے میں شرکت کرنااور۔۔۔۔"

ارسم نے اسکے بازو کو پکڑ کر اسے پیچھے کو دھکا دیا۔ وہ کئی قدم اس سے پیچھے چلی گئی۔

"تمہارے لیے یہ سب مذاق ہے کیا؟" وہ غصے سے بولا۔ وہ منڈیر کے ساتھ کھڑا تھا جو ان دونوں کے بیچ حائل تھی۔ زخرف اس کے دھکے سے کئی قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔ وہ تیزی سے اس کی جانب آئی اور زور سے اسے پیچھے کو دھکا دیا۔ اب کے ارسم کئی قدم پیچھے ہٹا۔

"مذاق تو تم نے میری زندگی کو بنا دیا ہے۔" وہ حلق کے بل چلائی تھی۔ "کیوں تمہیں میری اتنی پرواہ ہوتی ہے، کیوں تم مجھے بچانے آئے، کیوں تم مجھے اس دن

www.novelsclubb.com

ہسپتال لے کر گئے، کیوں تم میری زندگی میں آئے ہو، کیوں تم سے بات کرتے میں سب بھول جاتی ہوں۔ آخر چاہتے کیا ہو تم؟"

وہ رونے لگی تھی۔ آنسو ابل ابل کر باہر آ رہے تھے۔ ارسم خاموشی سے کھڑا رہا۔

"میری زندگی میں ساری مشکلوں کی وجہ تم ہو۔ آج میری میرے بابا سے لڑائی ہوئی اس کے بھی قصوروار تم ہو۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم میری بلڈنگ میں رہو۔ آخر تم چلے کیوں نہیں جاتے یہاں سے۔" اس پر اچھی طرح چیخ چلا کر وہ زور سے دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی۔

ارسم اپنے اپارٹمنٹ میں آیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ اپنی زندگی کی ہر شے کا قصوروار اسے کیوں ٹھہرا کر گئی تھی؟ اس نے پیچھے صوفے پر ٹیک لگائی اور سیلنگ کو دیکھنے لگا۔

اس کے مطابق اس کی آج یوسف سے لڑائی ہوئی تھی۔ شاید وہ وہی غصہ ارسم پر اتار کر گئی تھی۔ وہ اپنے اندر کا غصہ ایک اجنبی پر کیوں اتار رہی تھی۔ جو بھی تھا، وہ ا

سکے لیے اجنبی ہی تھا نا۔ یا شاید وہ اس پر بھروسہ کرنے لگی ہو؟ جو وہ غصے میں کئی دل کی باتیں اس سے کہہ گئی۔ شاید اس کے پاس کوئی نا ہو جس سے وہ دل کی باتیں کہہ سکتی ہو۔

ارسم کو اس کی یہ حرکت بری بھی لگ رہی تھی اور بری نہیں بھی لگ رہی تھی۔ وہ خود پر حیران تھا۔ اس پر غصہ ایسا تھا کہ وہ اسے معاف کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک ایسی انسان دکھ رہی تھی جس کے شاید تکلیف دینے پر وہ اسے معاف کر سکتا تھا۔ کیا احساس ہونے پر وہ شرمندہ ہو گی؟ وہ اس سے معافی مانگے گی؟

اگلا دن بھی گزر گیا اور اب یہ اگلی رات تھی۔ وہ جو گرز پہنے فٹ پاتھ پر چل رہا تھا جب زخرف نے اسے پیچھے سے آواز لگائی۔ ارسم نے ٹھہر کر اسے دیکھا اور پھر سے آگے کو چل پڑا۔

"میں جانتی ہوں تمہیں کل والی بات کا غصہ ہے لیکن پلیز رک کر میری بات سن لو۔" وہ اس کے پیچھے دوڑتی بول رہی تھی۔

ارسم رکا نہیں بلکہ اپنی رفتار قدرے کم کر دی تاکہ وہ اس سے مل سکے۔

جلد ہی وہ اس سے مل گئی اور ہانپتی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"کل جو کچھ ہوا بہت برا ہوا۔ میرا کل کا دن بہت برا گزرا تھا۔ مجھے تم سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

ارسم رک کر اس کی جانب مڑا۔ غصے سے ماتھے پر دو شکنیں بھی ابھریں۔

"اس سارے جملے میں سوری کہاں تھا؟"

زخرف کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔

"اب اتنا بھی برا بھلا نہیں بول دیا میں نے کہ سوری بولوں۔" بغیر شرمندگی کے کہا۔

ارسم اس کے ایٹیٹیوڈ پر حیران رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے جیسی لڑکی کسی کا مرڈر کر دے اور کہے کہ اتنا بھی برا کام نہیں کیا میں نے۔" کڑھ کر کہتا وہ پھر سے آگے کو چل پڑا۔ زخرف اس کے ساتھ چل پڑی۔

"اتنی بھی بری نہیں ہوں میں۔" معصومانہ انداز میں بتایا۔

"ہاں تمہارے ارد گرد کے لوگ جو برے ہیں۔"

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہیں مجھ پر اتنا غصہ ہے۔"

"میں غصہ کیوں کروں گا۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔" بے نیازی سے کہہ گیا۔ لیکن یہ جھوٹ تھا۔ اسے فرق پڑتا تھا۔

زخرف خاموش رہی۔ وہ دونوں خاموشی سے چلتے رہے۔

"تمہیں واپس نہیں جانا کیا؟" جب وہ اس کے ساتھ ہی چلتی رہی تو وہ بولا۔

"ہاں؟" وہ جو کہیں کھوئی ہوئی چل رہی تھی اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ "نہیں۔ سوچ رہی ہوں میں بھی واک کر لوں۔ تم روز واک کرتے ہو کیا؟"

www.novelsclubb.com

ارسم نے جواب دیے بنا اس کے پیروں کو دیکھا۔

"تمہاری چپل کی حالت بہت خستہ ہے۔ بہتر ہے واپس چلی جاو۔"

"یہ؟" زخرف نے مسکراتے اپنے پیروں کو دیکھا۔ "تم ان کی فکر نہیں کرو۔ یہ چپلیں بہت مظبوط ہیں۔ بالکل میری طرح۔" ایک ادا سے کہا۔

ارسم اس کا اپنے آپ کو چپلوں سے ملانے پر ہنسا۔

"کہاں سے خریدیں تم نے یہ اپنے جیسی مضبوط چپلیں؟" دلچسپی سے پوچھا۔

شاید اس کا دل درست سوچ رہا تھا۔ وہ واقعی ایسی تھی کہ وہ اسے معاف کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ میں نہیں بتاوں گی۔ میری سیکرٹ پلیس ہے۔"

کچھ دیر چلنے کے بعد وہ رکی۔ارسم بھی اسے رکتے دیکھ کر رک گیا۔وہ بے یقینی سے اپنے پیروں کو دیکھ رہی تھی۔ارسم نے بھی اس کے پیروں کو دیکھا۔اس کے پیروں کو دیکھتے ہی اس نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"نو۔"زخرف نیچے جھکی اور اپنی چپل اتار کر ہاتھ میں پکڑی۔

اس کے جیسی مضبوط چپل کا ایک پیر ٹوٹ گیا تھا۔وہ روہانسی سی ہو کر فٹ پاتھ کے کنارے بیٹھ گئی۔

"یہ میری فیورٹ چپلیں تھیں۔یقیناتم نے نظر لگائی ہے۔"

"پلیز اس فٹ پاتھ پر غصہ اتار لو لیکن مجھ پر مت اتارنا۔"وہ سنبھل کر بولا۔

زخرف نے برے منہ سے دور بلڈنگ کو دیکھا، پھر اپنی ٹوٹی چپل کو اور پھر ارسم کے پیروں میں جوگرز کو۔اس کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے ارسم دو قدم پیچھے ہٹا۔

"مجھے ہیرو بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

"تو میں کونسا تمہارے جوتے مانگ رہی ہوں۔ چلی جاوں گی میں۔" وہ اٹھی اور فٹ پاتھ پر چلتی بلڈنگ کی جانب ننگے پیر جانے لگی۔

ارسم وہیں کھڑا تھا، نظریں اس کے پیروں پر تھیں۔ پھر اس نے فوراً جھک کر اپنے جوگرز اتارے۔ جوگرز ہاتھ میں پکڑے وہ اس کے پیچھے دوڑا۔

اسے آواز دی تو زخرف رک گئی۔ مڑ کر اسے دیکھا۔ ارسم جوگرز لیے اس کے قریب آیا اور جھک کر اس کے قدموں میں رکھے۔

"اب کیوں دے رہے ہو؟" ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"تاکہ تم پھر سے مجھ سے لڑنے نا آجاو اور یہ نا کہو کہ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ بیچ سڑک میں ایک لڑکی کا جوتا ٹوٹے اور تم اسے جوتا آفر نا کرو۔"

زخرف اس کی آخری بات پر مسکرا دی۔ پھر وہ جھک کر جوگرز پہننے لگی۔

وہ دونوں ساتھ چلتے بلڈنگ کی جانب جا رہے تھے۔وہ اس کے ساتھ ننگے پاوں پر سکون چل رہا تھا۔

کیا کوئی مرد ایسے ہی کسی عورت کو اپنے جوتے آفر کر سکتا ہے؟کیا وہ کسی بھی عورت کے لیے سڑک پر ننگے پیر چل سکتا ہے؟شاید ہر عورت کے لیے نہیں۔

ارسم نے چہرہ موڑ کر زخرف کی جانب دیکھا۔

کیا اسے اس سے محبت ہو گئی تھی؟

اس کا دل سینے سے ٹکراتا بار بار اس بات کی تصدیق کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دھیرے سے مسکرایا۔

ارسم ہلال کو واقعی زخرف مرجان سے محبت ہو گئی تھی۔

وہ محبت جو وجوہات سے پاک تھی۔

وہ محبت جو صرف اور صرف اس کے دل کا ایک سچا جذبہ تھی۔)

یہ الفاظ ارسم کے نہیں تھے۔یہ الفاظ محمد کے تھے۔جو وہ تیزی سے ایک کاغذ پر گھسیٹ رہا تھا۔

.....

ارسم نے سامنے اس گھر کو دیکھتے ہوئے چہرے پر ماسک پہنا۔اس نے کندھوں پر ایک بیگ پیک پہن رکھا تھا۔وہ اور ایچ اس وقت ایک گھر کے سامنے کھڑے تھے۔

"تو تم تیار ہو؟"ایچ نے اپنے چہرے کا ماسک درست کیا۔

"ہاں۔چلو۔"

ارسم تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"رکو۔"ایچ نے حیرت سے اسے روکا۔

"ہاں۔بولو۔"ارسم نے رک کر اسے دیکھا۔

"تمہیں زیادہ جلدی نہیں ہے کیا؟آگے خطرہ ہو سکتا ہے۔"

"تو؟پھر کیا یہیں کھڑے رہیں؟"

ایچ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا محبت انسان کو اتنا بے خوف کر دیتی ہے؟"دھیرے سے بڑبڑایا۔

"کیا کہا تم نے؟"

"آج سے پہلے کسی اور کے گھر ایسے رات کے وقت گھسے ہو؟"

www.novelsclubb.com

ارسم نے کندھے اچکائے۔

"زخرف کی وجہ سے میں نے کیسے کیسے گندے لوگوں کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالے ہیں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"اور غلط کام بھی کیے ہیں۔"ایچ نے اسے یاد دلایا۔

"صرف اس کے لیے۔" وہ بلکل مطمئین دکھتا تھا۔

"تمہاری زندگی تو بلکل کلین تھی۔ایک کامیاب بزمین جو ہر جگہ اپنی مرسڈیز میں گھومتا تھا۔پھر اس سب میں کیوں خود کو انوالو کر رہے ہو۔"

ارسم پوری طرح اس کی جانب گھوما۔

"زخرف بھی تو یہی سب ڈیزرو کرتی ہے نا۔ایک کلین زندگی جسے وہ پر سکون اور نارمل طریقے سے گزار سکے۔مجھے اپنی زندگی عزیز ہے بلکل عزیز ہے لیکن اس کی خود سے زیادہ عزیز ہے۔میں اس وقت تک نارمل زندگی میں واپس نہیں جاوں گا جب تک وہ نارمل زندگی میں واپس نہیں آجاتی۔"

www.novelsclubb.com

اچ نے سر جھٹکا۔

"جو مرد اپنے کام سے زیادہ عورت پر فوکس کرتے ہیں وہ برباد ہو جاتے ہیں۔سنا تو ہو گا تم نے۔" اسے چڑاتے آگے بڑھ گیا۔

"کسی عورت کے پیچھے برباد ہونا اس کی حفاظت کے بہانے اسے دھوکہ دینے سے تو بہتر ہی ہے نا۔"

اپیچ رک گیا۔ بات سیدھی تیر کی طرح دل پر لگی تھی۔ وہ تیزی سے اس کی جانب مڑا۔

"اگر تم نے یہ بات دوبارہ کی نا تو۔۔۔"

"تو؟" ارسم نے ابرو اٹھائی۔

"تو اللہ کرے وہ واپس آنے کے بعد سب سے پہلے تمہارا گلا دبائے۔"

"تمہارا گلا پہلے دبائے گی کیونکہ اس کے آتے ہی میں اسے بتا دوں گا کہ تم کتنے بڑے دھوکے باز ہو۔"

"ہونہہ۔ تمہیں لگتا ہے تم اس سے ڈرتے ہو تو سب اس سے ڈرتے ہیں؟"

کہہ کر وہ رکا نہیں بلکہ آگے بڑھ گیا۔

"میں ڈرتا نہیں ہوں اس سے۔" ارسم نے پیچھے سے اسے بتایا۔

"ہاں ہاں سب مرد اپنی عزت رکھنے کے لیے ایسے ہی کہتے ہیں۔"

ان دونوں نے اکٹھے لان کی اس نرم گھاس پر چھلانگ لگائی۔ارسم فورا کھڑا ہو گیا لیکن ایچ نہیں ہوا۔

"کیا ہوا؟" ارسم نے جھک کر سرگوشی میں پوچھا۔

"مجھے لگتا ہے میرا پیر مڑ گیا ہے۔" ایچ اپنا شوز اتارتے ہوئے بولا۔

"ابھی باہر کیا کہہ رہے تھے تم۔" ارسم سر جھٹک کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"زیادہ بولو نہیں۔حادثے سب کے ساتھ ہو سکتے ہیں۔"

دور ایک گارڈ کو چکر لگاتے وہ دونوں دیکھ سکتے تھے۔

"تم نے اچھے سے اس گارڈ کو رشوت تو دی تھی نا؟ کہیں الٹا ہمارے گلے ہی نا سارا پلین پڑ جائے۔"

"فکر نہیں کرو۔ گارڈ نے ہماری شکلیں نہیں دیکھیں۔" ارسم نے سر اٹھا کر وہاں لگے ایک کیمرے کو دیکھا۔

"تم نے کیمرا ز کا تو ٹھیک سے بندوبست کیا ہے نا؟"

"میری قابلیت پر شک کرتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہیے۔ اس وقت آئی ایس آئی میں میرے دوست بیٹھے ہیں اور وہ بھی میری قابلیت کو مانتے ہیں۔" کہتا ہوا وہ ایک طرف چل پڑا۔

"اوہ ہیلو۔" ارسم نے آواز لگائی تو وہ مڑا۔

"اس طرف جانا ہے۔" ارسم نے لان کے پیچھے کی طرف کو اشارہ کیا۔

"وہ۔۔۔ اندھیرا کافی ہے نا اس لیے شاید پتا نہیں چلا۔" وہ اپنی شرمندگی چھپاتا اس کے پیچھے چل پڑا۔

"مجھے تو لگتا ہے جب سے میں نے کہا ہے کہ میں زخرف کو تمہاری سچائی بتادوں گا، تم بہت ڈر گئے ہو۔"

"تم جانتے ہو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ زہر کون لگتا ہے؟"

"زخرف؟" ارسم نے دلچسپی سے پوچھا۔

"نہیں تم۔ ایک دفعہ وہ مل جائے تو اس کے بعد تمہاری شکل بھی نہیں دیکھوں گا۔" اسے زور سے کندھا مارتے آگے نکل گیا۔

"تم ہماری زندگیوں میں رہو گے تو پھر ہی نا۔ تمہاری حقیقت جان کر زخرف تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی زندگی سے نکال دے گی۔ اور جہاں تک بات نفرت کی ہے تو مجھے تم سے زیادہ نفرت ہے کیونکہ تم نے اس عورت کو دھوکہ دیا ہے جسے میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔"

اینچ رک گیا تھا۔ ارسم اس سے آگے نکل گیا۔

"اور مجھے تم سے اس لیے نفرت ہے کہ وہ بھی تمہیں چاہتی ہے۔" وہ تکلیف سے منہ میں بڑبڑایا۔

پھر اس نے سر جھٹکا۔

"خیر مجھے کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے۔ میری طرف سے دونوں بھاڑ میں جائیں۔"

وہ آگے آیا جہاں ارسم اوپر اس بالکونی کو دیکھ رہا تھا۔

"یہی اس کے کمرے کی بالکونی ہے نا؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں۔"

"ہم اس پلر کے سہارے اوپر چڑھ سکتے ہیں۔" ارسم نے سفید پلر پر ہاتھ پھیرا۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ دونوں پلر کا سہارا لیے اوپر چڑھ گئے۔

اچ نے ایک بالوں والی پن اپنی جیب سے نکالی اور احتیاط سے کمرے کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہم کوئی پرانی فلم میں نہیں ہیں جو یہ دروازہ اس پن سے کھل جائے گا۔ مجھے لگا تھا تم کچھ بہتر لائے ہو گے۔"

کلک کی آواز آئی اور لاک کھل گیا۔

اچ نے اسے آنکھیں دکھائیں اور دھیرے سے دروازہ کھولا۔

اندر کمرہ اندھیر پڑا تھا۔ وہ دونوں احتیاط سے دروازہ بند کر کے اندر آ گئے۔ بستر پر وہ آدمی لیٹا تھا۔ ارسم نے فورا اپنا بیگ پیک اتار کر کھولا۔ اس سے چند رسیاں اور ایک ٹیپ نکالی۔ وہ دونوں احتیاط سے بستر پر چڑھے۔ ارسم نے ٹیپ کا ایک چھوٹا حصہ کاٹا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے ارسم نے وہ ٹیپ اس آدمی کے منہ پر لگا دی۔

اچ نے تیزی سے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔وہ آدمی فورا نیند سے جاگ گیا۔اس نے سر اوپر کیا اور ان دونوں کو خود پر جھکے دیکھ کر اس کی آنکھیں باہر آ گئیں۔وہ سیکیورٹی کو پکار رہا تھا لیکن اس کی آواز ٹیپ کی وجہ سے اندر ہی دب گئی تھی۔

ان دونوں نے اس کے ہاتھوں کے بعد اس کے پیر بھی باندھ دیے۔

کچھ دیر بعد اس کمرے کی بتی جلی تھی۔کمرے کا دروازہ بھی انہوں نے اندر سے لاک کر دیا تھا۔وہ آدمی بستر پر بندھا پڑا تھا۔ارسم اس کے قریب کھڑا تھا اور اچ مزے ایک گھومنے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں پہلے اسکی ٹانگیں کاٹیں یا پھر اس کے بازو۔۔۔تم کیا کہتے ہو؟" تھوڑی کھجاتے اس نے ارسم کو دیکھا۔

"ہاتھ کاٹنے بہتر رہیں گے۔" ارسم پستول کو اس کے بندھے ہاتھوں پر پھیرتے بولا۔

"ہاں۔انہی ہاتھوں سے اس نے زخرف کو دھکے دے کر گاڑی میں بٹھایا ہو گا نا؟"

وہ آدمی خوف سے سر دائیں بائیں ہلا رہا تھا۔

"اگر تم شور مچائے بغیر ہمارے سوالوں کے جواب دے دو تو ہم تمہارے جسم کے ٹکڑے نہیں کریں گے اور تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔"ارسم نے مدھم سی سرگوشی کی۔

اس آدمی نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

ایچ اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

"اور اگر تم نے زرا سی بھی اونچی آواز نکالی تو یہی تین چار گولیاں تمہارے اندر اتار دیں گے۔"کہتے ہوئے اس نے اس آدمی کے منہ سے ٹیپ اتار دی۔

وہ آدمی گہرے سانس لینے لگا۔

"بتاو کہاں بھیجا ہے زخرف کو تم لوگوں نے۔"

www.novelsclubb.com

"میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ اسے بلوچستان لے کر گئے ہیں۔ کس جگہ پر یہ مجھے نہیں پتہ۔"

ایچ اور ارسم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ایچ نے ٹیپ واپس اس کے منہ پر لگا دی۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری تھوڑی بہت ہڈیاں توڑے بغیر ہم چلے جائیں گے تو یہ بھول ہے تمہاری۔" ایچ نے کہتے ہوئے معنی خیز نظروں سے ارسم کو دیکھا۔

وہ دونوں ایک ساتھ اس گھر کی دیوار سے باہر کودے۔

ایچ آسمان کی طرف دیکھتا مسکرایا۔

"اس کی ناک زخمی کی ہے میں نے۔اب اگلے دو مہینے تک کسی کو ناک دکھانے کے قابل نہیں رہے گا وہ۔"

پھر اس نے گردن موڑ کر ارسم کو دیکھا۔وہ بلکل خاموش تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم تو اسے جان سے ہی مارنے والے تھے۔اگر میں نا روکتا تو تم اس وقت تک ایک قاتل ہوتے۔"

"کیا اس نے واقعی اسے دھکے دے کر گاڑی میں بٹھایا ہو گا؟" وہ جیسے ایچ کے اسی ایک جملے پر اٹک گیا تھا۔

ایچ نے کندھے اچکا دیے۔

"بہت اکیلی ہو گی نا وہ۔کیسے ان لوگوں کا مقابلہ کر رہی ہو گی؟"

ایچ افسوس سے اسے دیکھے گیا۔

"ایسے باتیں کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ہمیں ایک سوراغ مل گیا ہے۔چلو اب۔"

وہ آگے کو چل پڑا تو ارسم بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

.....

اس نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ پیروں میں سفید ہیلز تھیں۔ کپڑے اور جوتوں پر کئی جگہ خون کے دھبے تھے۔اس کے ہاتھ میں سفید رنگ کا پرس بھی تھا۔وہ پرس نا جانے کیوں اسے پتھر کی طرح بھاری لگ رہا تھا۔وہ اپنے جسم کے مختلف حصوں میں زخموں کی تکلیف محسوس کر سکتی تھی۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ گھر میں داخل ہوئی تو وہ اس کا گھر نہیں تھا۔یا شاید اسی کا تھا لیکن کافی مختلف محسوس ہوتا تھا۔وہ چلتی اندر آئی تو بلکل سامنے ہی ایک بڑا سا اوپن کچن تھا۔کچن کے وسط میں ایما کھڑی تھی۔اس نے لال رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔عمر میں وہ زخرف کے لگ بھگ دکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری زخرف۔" وہ کچن سے نکل کر تیزی سے زخرف کی جانب آئی۔"کتنی دیر لگادی تم نے۔"

"مما۔" زخرف نے ایک ہاتھ ایما کے گال پر رکھا۔"آپ کا دن کیسا گزرا؟"

"دن؟" ایما اس کے سوال پر حیران ہوئی تھی۔ "مجھے تو لگا یہ تیس پینتیس سال تھے جو ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔ جیسے میں صدیوں سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"میں بھی۔۔۔ مما۔۔۔"

ایما نے پہلے اس کے گالوں کو چھوا، پھر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔

"دیکھو تو تمہیں اس سفر نے کتنا تھکا دیا ہے۔" وہ اس کے لباس پر لگے خون کے دھبوں کو دیکھ رہی تھی۔

پھر وہ دونوں گلے لگ گئیں۔ کئی لمحے وہ ایک دوسرے سے جدا نا ہوئیں۔ وہ رو نہیں رہی تھیں۔ وہ بس ایک دوسرے کو اپنے قریب محسوس کر رہی تھیں۔ ایک دوسرے کی خوشبو کو اپنے اندر اتار رہی تھیں۔

ایما نے مسکراتے ہوئے اسے خود سے الگ کیا۔

"میں نے کچھ سپیشل بنایا ہے۔جاو تم چینج کر آو۔"

"اوکے۔"زخرف اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

آدھے راستے میں وہ رکی۔اس کے ذہن میں یوسف کی کہی ایک پرانی بات گھومی۔ ان کے مطابق ایما کچن کے کام نہیں کرتی تھی۔وہ پھر بھی سر جھٹک کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

چینج کر کے وہ کمرے سے نکلی تو کچن میں ایما کی جگہ یوسف تھے۔وہ دودھ کے گلاس میں شہد مکس کر رہے تھے۔

"بابا۔۔۔مما کہاں گئیں؟"وہ ان کے قریب آتی بولی۔

"تمہاری مما کو اس دنیا سے گئے کئی سال گزر چکے ہیں زخرف۔"

زخرف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیسے کوئی حیرانی نا ہوئی ہو۔ان کے ہاتھوں کو دیکھتی وہ قریب ہی پڑے سٹول پر بیٹھ گئی۔دودھ کا گلاس پکڑے یوسف اس کی طرف گھومے۔زخرف نے ان کا چہرہ دیکھا۔وہ بہت بوڑھے دکھ رہے تھے۔

"بابا۔"وہ ان کا چہرہ بغور دیکھتی بولی۔

"یہ لو۔یہ دودھ پیو۔"انہوں نے دودھ کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔

"آپ۔۔۔آپ اتنے بوڑھے کیوں ہو گئے ہیں؟"

"شاید اس لیے کہ میں نے سونا چھوڑ دیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن کیوں؟"

"تم نہیں ہوتی نا۔تم تو جانتی ہو نا میرے دن کا آخری کام تمہارے کمرے میں آکر تمہیں دودھ کا گلاس دینا ہوتا ہے۔جب وہ نہیں کرتا تو لگتا ہی نہیں ہے کہ رات آگئی ہے۔اس لیے سوتا نہیں ہوں۔"

دودھ کا گلاس ان کے ہاتھ میں کانپ رہا تھا۔ پھر وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹا اور گر گیا۔

زخرف فورا کھڑی ہوئی۔

"میں۔۔۔ میں اسے صاف کرتی ہوں۔" وہ پورے کچن میں گھومی لیکن اسے کچھ نا ملا۔ وہ واپس اس جانب آئی تو یوسف وہاں نہیں تھے۔

"بابا۔" وہ ان کو آواز دیتی باہر آگئی۔

"بابا۔۔۔ مما۔۔۔" وہ اونچی اونچی ان کو پکار رہی تھی لیکن وہاں کوئی نہیں تھا جو اس کی آواز سنتا۔ وہ گھر خالی تھا۔

اسے خالی گھر سے وحشت ہونے لگی تو دوڑتی باہر آگئی۔ باہر آتے ہی اسے ایذا سامنے سے آتی دکھی۔

"ایذا۔" وہ اس کی جانب دوڑی۔

www.novelsclubb.com

"زی۔" وہ بھی تیزی سے اس کی جانب آئی۔

"ایذا سب لوگ چلے گئے ہیں۔ تم تو نہیں جاو گی نا؟" اس نے اپنے زخموں سے بھرے ہاتھوں سے ایذا کے ہاتھ تھامے۔

ایذا اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے دھیرے سے سر اٹھایا۔

"میرا بیٹا رو رہا ہے۔ وہ مجھے پکار رہا ہے۔" اس نے بھی اپنے ہاتھ چھڑوا لیے۔

"ایذا۔"

ایذا مڑی اور دوڑتی اس سے دور ہوتی گئی۔

www.novelsclubb.com

زخرف نے افسوس سے اسے جاتے دیکھا۔ پھر وہ نڈھال سی ایک طرف سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔ سر گھٹنوں میں دیے وہ بنا آواز کے رونے لگی۔

"رو کیوں رہی ہو؟" ایک خوشگوار سی آواز نے اس کے کانوں کو چھوا۔

"کیونکہ سب نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں۔"

"کسی نے تمہیں نہیں چھوڑا زخرف۔"

وہ جانتی تھی وہ ارسم ہے۔وہ جانتی تھی۔لیکن اس نے سر نہیں اٹھایا۔

"ادھر میری طرف دیکھو۔میں تمہارے پاس ہوں۔"

"نہیں۔"اس نے آنکھیں بند کیے نفی میں سر ہلایا۔"اگر میں نے دیکھا تو تم بھی باقی سب کی طرح غائب ہو جاو گے۔میں نہیں چاہتی کہ تم بھی مجھ سے دور چلے جاو۔میں چاہتی ہوں تم میرے قریب رہو۔"

"میں ہمیشہ تمہارے قریب رہوں گا۔"الفاظ نے اس کے کانوں میں سرگوشی کر رہے تھے۔"میں بھی تمہیں بچانے آوں گا زخرف۔جیسے تم آئی تھی۔"

زخرف نے سر اٹھایا۔آنسو گال پر بہہ رہے تھے۔آنکھیں بند ہی رہیں۔

"تم آو گے؟"

اسے اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کی بوندیں گرتی محسوس ہوئیں۔ پھر ڈھیر سارا پانی اس کے اوپر گرا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

"نشا کر کے سوتی ہو؟ کب سے جگا رہا ہوں تمہیں۔"

زخرف نے بمشکل آنکھوں کھول کر دیکھا۔ وہ اسی سیل میں لوٹ آئی تھی۔ راحیل پانی کا گلاس پکڑے سلاخوں کے قریب بیٹھا تھا۔ اسی گلاس سے اس نے پانی اس کے اوپر پھینکا تھا۔ وہ گیلے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کھانا کھاو۔ پھر ایک بہت اہم کام کرنا ہے ہمیں۔" وہ کھانے کی پلیٹ اس کی جانب دھکیل کر چلا گیا۔

زخرف بازووں کو ٹانگوں کے گرد لپیٹے اپنے خواب کے بارے میں سوچنے لگی۔کتنا عجیب خواب تھا۔

.....

وہ لاونج کے دروازے کے قریب تھا جب اسے اندر دو لوگوں کے بات کرنے کی آواز سنائی دی۔ارسم نے دروازہ کھولا اور سامنے کا منظر دیکھا۔

"ہیلی؟" حیران ہوتا وہ اندر آیا۔

سامنے بڑے صوفے پر ظفر کے ساتھ ہیلی بیٹھی تھی۔ گھنگریالے بال اور نیلی آنکھوں والی ہیلی۔وہ مسکراتے ہوئے ارسم کو دیکھ کر کھڑی ہوئی۔

"مجھے اپنے گھر دیکھ کر تم حیران ہو یا خوش؟" ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"دراصل ہیلی کسی کام کے سلسلے میں پاکستان آئی ہے۔ تمہیں اس لیے نہیں بتایا کیونکہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی۔" ظفر فورا بولے۔

"آئی تو میں اپنی ریسرچ کے لیے ہوں لیکن میرا چھپا ہوا مقصد تمہارا ملک گھومنے کا ہے۔ تم گھماو گے نا مجھے؟"

ارسم صرف ہلکا سا مسکرایا۔

"تم بیٹھو نا۔ میں چینج کر لوں۔" وہ تیزی سے لاونج سے نکل گیا۔

اس کے اتنے خشک ویلکم سے ہیلی کا چہرہ اتر گیا۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ وہ میرے آنے سے خوش نہیں ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے ہیلی۔ میں نے تمہیں بتایا نا کہ میرے دوست کی بیٹی کے ساتھ جو واقع ہوا۔ ارسم بس اسی سب میں انوالو ہے۔ اسی لیے تھوڑا پریشان بھی ہے۔"

www.novelsclubb.com

ہیلی سوچ میں ڈوبی واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔

ان تینوں نے اکٹھے ڈنر کیا۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر ظفر سونے چلے گئے۔ اس وقت وہ دونوں لاونج میں بیٹھے کارڈز کھیل رہے تھے۔

"کیسی ریسرچ ہے تمہاری؟" وہ اپنے کارڈز کا جائزہ لیتا بولا۔

"میری ریسرچ ایشینز کے بارے میں ہے۔ کلچرل ایتھروپولوجی۔"

"یعنی تم دوسرے ایشیا کے ممالک میں بھی جاو گی؟"

"ہاں۔ پاکستان کے بعد انڈیا جاوں گی۔"

www.novelsclubb.com

ہیلی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم تو اب میسجز کے جواب بھی نہیں دیتے۔" وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

ارسم نے بھی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بس کافی بزی ہوں آجکل۔"

"اس لڑکی کو ڈھونڈنے میں؟"

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"انکل نے بتایا۔ پولیس اسے تلاش کر تو رہی ہے۔ پھر تم کیوں خود کو تھکا رہے ہو؟"

ارسم چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر کارڈز میز پر پھینک دیے۔

"تم نے کافی لمبا سفر کیا ہے۔ ڈیڈ نے تمہارا کمرہ ریڈی کروا دیا ہے، چلو تمہیں دکھا دیتا ہوں۔" اپنا جوتا پہنتا وہ اٹھ گیا۔

ہیلی نے حیرت سے اسے دیکھا، پھر وہ بھی کارڈز پھینک کر کھڑی ہو گئی۔

"اگر کچھ چاہیے ہو تو بتا دینا۔" اسے کمرہ دکھا کر ارسم مڑنے لگا جب ہیلی نے اسے پکارا۔

وہ اس کی جانب گھوما۔

"تم۔۔۔تم بدلے ہوئے لگ رہے ہو۔"

"واقعی؟"ارسم حیرت سے کہتا کمرے کا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

.....

فاروقی پلاسٹک کے سٹرا سے کافی پی رہا تھا جب ہارون نے ایک فائل اس کے سامنے پھینکی۔

"یہ دیکھو۔میری بیوی نے مجھ سے خلع لے لی ہے۔اس وقت ایک کرائے کے گھر میں رہ رہا ہوں جس کا کرایہ ایک لاکھ سے اوپر ہے۔زندگی برباد ہو کر رہ گئی ہے میری۔اور اب تم بھی مجھے نوکری سے نکالنے کی بات کر رہے ہو؟"کرسی کھینچ کر وہ فاروقی کے سامنے بیٹھا۔

فاروقی نے اپنا کافی کا کپ ایک طرف رکھا اور دونوں ہاتھ باہم پھنسائے۔

"ہارون، دوستی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اگر آپ کا دوست برباد ہو رہا ہے تو آپ بھی ہو جاو۔ تم بھی جانتے ہو تمہارے شو کی کیا ریٹنگز بچی ہیں۔ اس ملک میں اب کوئی بھی تمہیں سکرین پر نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہاں تک کہ سوشل میڈیا پر تمہارے شو کے کوئی ویوز نہیں ہیں۔ صرف دس پندرہ کمینٹس ہوتے ہیں وہ بھی صرف گالیاں۔ میں ایسے میں کیسے تمہیں اپنے چینل پر رکھ سکتا ہوں۔ مجھے ایک نیا چہرہ چاہیے جو مجھے ریٹنگز دلائے۔"

ہارون نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بہت خوب۔ وہ دن بھول گئے تم جب تمہارے چینل پر سب سے زیادہ ریٹگز میرے شو کی ہوتی تھیں؟"

"وہ وقت گزر چکا ہے۔" فاروقی نے نرمی سے بتایا۔

"ایک اچھا دوست اپنے دوست کے برے وقت میں اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔" ہارون دانت پیستا بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے لگتا ہے تم پاگل ہو گئے ہو۔ تم میڈیا چھوڑ کر کوئی اور کام کیوں نہیں کرتے۔"

ہارون اٹھا اور تیزی سے دوسری جانب آیا۔ اس نے فاروقی کو اس کے کوٹ سے کھینچ کر کھڑا کیا۔

"تم مجھے میرے شو سے نہیں نکال سکتے۔"

"میں تمہیں شو سے نہیں بلکہ اپنے چینل سے نکال رہا ہوں۔ کوئی بھی تمہارا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ جو لوگ پہلے تھوڑی بہت تمہارے لیے ہمدردی رکھتے تھے آج وہ بھی زخرف مرجان کے اغوا ہونے کے بعد تم سے نفرت کر رہے ہیں۔ زخرف سے نفرت کرتے کرتے تم نے اپنا سب کچھ تباہ کر لیا۔ اب بھگتو۔" فاروقی نے زور سے اس کے ہاتھ پیچھے جھٹکے اور وہاں سے نکل گیا۔

ہارون اپنے بال نوچتا واپس کرسی پر بیٹھا جب کسی نے کافی کا کپ اس کے سامنے کیا۔

"تم بہت پریشان دکھ رہے ہو۔لو یہ کافی پی لو۔"

ہارون نے سر اٹھایا۔وہ کوئی نوجوان تھا۔ہارون نے کافی کا کپ پکڑنا چاہا لیکن اس نوجوان نے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور کپ کو اپنے لبوں سے لگا لیا۔

"لگتا ہے خلا کے بعد اتنے کنگال ہو گئے ہو کہ ایک کافی بھی نہیں خرید سکتے۔"ایچ چچ چچ کے انداز میں بولا۔

"کون ہو تم؟"ہارون نخوست سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا ضمیر۔"ایچ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔"اب میں تمہیں میں بتاتا ہوں کہ تم نے آگے کیا کرنا ہے۔"

ہارون حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ایچ نے کافی کا لمبا گھونٹ بھرا اور کپ ایک طرف رکھا۔

"سب سے پہلے تو تم نے ایک لاکھ کرائے والا گھر چھوڑنا ہے۔ جس انسان کی بیوی نے کورٹ میں اسے ذلیل کر کے اس سے خلا لے لی ہو اور اس کے باس نے اسے ذلیل کر کے نوکری سے نکال دیا ہو، وہ ایک لاکھ کرائے والے گھر میں رہ کر بیوقوفی ہی کر رہا ہے نا۔ تو سب سے پہلے گھر تبدیل کر لو۔ کوئی پندرہ بیس ہزار والا گھر لے لو۔"

"کیا بکواس کیے جا رہے ہو اور ہو کون تم؟"

"اور ہاں اس سے پہلے کے تمہارے اکاونٹس سے پیسہ پھسل کر سارا غائب ہو جائے اپنی سی وی بناؤ اور شاباش باہر نکلو اور نوکری کی بھیک مانگو۔"

"بکواس بند کرو۔" ہارون نے ایک ہاتھ اس کی جانب بڑھایا جسے ایچ نے پکڑ لیا۔ پھر وہ اس کی جانب جھکا۔

"اور سب سے اہم بات۔ دوبارہ کسی عورت کی تذلیل مت کرنا۔ شاید آگے کی زندگی اچھی گزر جائے تمہاری۔" زور سے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیل دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہارون عبید سے فارغ ہو کر وہ باہر آ گیا اور اپنی بائیک پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک گاڑی کیفے کے باہر رکی۔ سونا تیزی سے گاڑی سے نکل کر اپنے لمبے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی اس کی طرف آئی۔

ایچ بائیک سے اتر گیا اور اپنے فون کی سکرین اس کے سامنے کی۔

"پورا آدھا گھنٹا لیٹ ہو تم۔" دانت پیستا بولا۔

"اور تم نے اچھے انسان کی طرح میرا انتظار کیا؟ گڈ۔ بدل رہے ہو تم۔" وہ بے نیازی سے کہتی شیشے کا دروازہ دھکیل کر اندر چلی گئی۔

"تم؟" وہ اس کے خود کو تم کہنے پر حیران تھا۔ "ریجیکٹ ہونے کے بعد لوگ اپنی شکل نہیں دوبارہ دکھاتے اور یہ ایسے ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہے جیسے میں نے نہیں اس نے مجھے ریجیکٹ کیا ہو۔" وہ اونچی آواز میں بڑبڑاتا اس کے پیچھے چل پڑا۔

سونا جو آگے چل رہی تھی وہ رکی اور دھیرے سے اس کی جانب مڑی۔

"تم نے مجھے ریجیکٹ کیا؟ مجھے نہیں لگتا کہ میں نے تم سے کبھی کہا ہو کہ میں تمہاری محبت میں پاگل ہوں۔" پورے اعتماد سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

اچ نے ایک ابرو اٹھائی اور مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"بے عزتی ہونے کے بعد لوگ ایسے ہی کور کرتے ہیں۔"

سونا نے ہونٹ بھینچ کر بمشکل اپنا غصہ پیا۔ اس نے آج تک اتنا منہ پھٹ انسان نہیں دیکھا تھا۔ اپنی باس کے علاوہ۔

"یہاں بہت گرمی ہے۔ باہر چلتے ہیں۔" وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"جب بے عزتی زیادہ محسوس ہو جائے تو سردی میں بھی گرمی لگنے لگتی ہے۔" وہ محظوظ ہوتا پھر سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

اب وہ دونوں باہر بیٹھے تھے۔ایچ کافی کے سپ لیتے ہوئے سونا کو کوئی پانچویں ٹشو سے اپنی آنکھیں رگڑتے دیکھ رہا تھا۔

"تم نے مجھے اس لیے بلایا ہے کہ میں کافی پیتے ہوئے تمہیں روتا دیکھوں؟تم یقین جانو میں ایسا مرد ہر گز نہیں ہوں جسے لڑکی کو ٹسویں بہاتے دیکھ کر اس سے محبت ہو جائے۔"

"تم نے آخر مجھے سمجھ کیا رکھا ہے ہاں؟ایک فضول لڑکی؟"زور سے ٹشو میز پر پھینکا۔

ایچ نے کافی کا مگ ایک طرف رکھا اور اس کی جانب جھکا۔

"نہیں تو۔"اس کا چہرہ غور سے دیکھتے وہ بڑبڑایا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"سونا باقائدہ کنفیوز ہوئی تھی۔

"یہ سوچ رہا ہوں کہ اس وقت تمہاری آنکھیں کیسی لگ رہی ہیں۔" آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھتا وہ بلکل سنجیدہ تھا۔

سونا کے گال لال ہو کر دہکنے لگے۔

"کیسی؟"

"کنگ فو پانڈہ جیسی۔" وہ سوچتے بولا۔

سونا نے فورا اپنے بیگ سے ایک چھوٹا شیشہ نکال کر اپنی آنکھیں دیکھیں۔ اس کا سارا مسکارا پھیل گیا تھا۔

"یا تو میک اپ کر لیا کرو تم لڑکیاں یا پھر رو لیا کرو۔ لیکن اپنی ایسی خوفناک آنکھوں سے اپنے ارد گرد معصوم دل کے مالک مردوں کو ڈرایا نہیں کرو۔"

سونا بڑبڑاتی اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

"اب تم بولو گی کہ مجھے کیوں بلایا ہے؟"

سونا نے ٹشو اور شیشہ ایک طرف رکھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کس سے بات کروں۔ باس کے ساتھ یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ وہ اس وقت کہاں ہیں۔۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔"

اچ باز و سینے پر باندھے افسوس سے اسے دیکھے گیا۔

"تو مجھے کونسا معلوم ہے۔"

"وہ واپس تو آجائیں گی نا؟"

اچ نے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں۔ مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آرہی۔" وہ دوسری جانب دیکھنے لگا۔

"تم جانتے ہو۔۔۔وہ مجھے بہت پریشان کرتی تھیں۔ اپنی ساری غلطیوں کا ملبہ مجھ پر ڈال دیتی تھیں۔ دنیا کے ہر تیسرے انسان کا غصہ بھی مجھ پر اتار دیتی تھیں۔ ان کا ہر دوسرا جملہ مجھے نوکری سے نکالنے کی دھمکی ہوتا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود مجھے

وہ بری نہیں لگتی تھیں۔ کیونکہ ان کا دل بہت پیارا تھا۔ میری کسی بھی سالگرہ پر مجھے تحفہ دینا نہیں بھولتی تھیں وہ۔ اگر میری کسی پریشانی کا پتہ چلتا تھا تو ہمیشہ میرے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔ میں انہیں کھونا نہیں چاہتی۔ سونا ان کے علاوہ کسی کو اپنا پاس تصور ہی نہیں کر سکتی۔"

اتیج نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔ آنکھیں مزید کالی ہونے لگی تھیں لیکن شاید اسے پرواہ نہیں تھی۔

"تم نے ٹھیک کہا۔ اس کے پاس کوئی جادو تھا۔ اس جادو سے وہ انسانوں کے دلوں کو قید کرنا جانتی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس سے محبت ہو جاتی تھی۔"

"ہے نا؟" سونا نے اپنی ایک آنکھ رگڑی۔ "اور پتا نہیں اتنے پیارے لوگوں کی قسمت اتنی بدصورت کیوں ہوتی ہے۔"

اتیج آسمان کی جانب دیکھنے لگا جہاں وقفے وقفے سے بادل تھے۔ سورج کا نام و نشان نا تھا اور ٹھنڈ میں اضافہ ہو رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہم کچھ نہیں کر سکتے سونا۔ ہم زخرف کی قسمت سے نہیں لڑ سکتے۔"

سونا نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر وہ اپنا بیگ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ آگے کو بڑھ گئی۔ اچ بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"میں نے تم سے جھوٹ بولا۔" آسمان پر ان کے ساتھ سفر کرتے بادلوں کو دیکھ کر بولی۔

"کیا؟" اچ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"یہی کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ پہلے مجھے لگا تھا کہ شاید یہ کوئی چھوٹا سا کرش ہے جو چند دنوں میں ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن مجھے لگتا ہے حقیقت اس سے بر عکس ہے۔"

اچ رک گیا تو وہ بھی رک گئی۔

اچ نے نرمی سے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہیں ایک غلط انسان سے محبت ہو گئی ہے سونا۔"

سونا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن اب ہو گئی ہے۔ کیا کروں؟"

ایچ سنجیدگی سے اسے دیکھے گیا۔

"مجھ سے دور ہو۔ قریب رہ کر اپنے لیے مشکلات پیدا کرو گی۔"

"دور رہ کر سب ٹھیک ہو جائے گا؟"

ایک لڑکی لڑکا ان کے بیچ سے گزرے۔

www.novelsclubb.com

"میری ایک بات مانو گی؟"

"بولو۔"

"دوبارہ کسی ایسے مرد کے سامنے آنسو نا بہانا جو ان آنسوؤں کی قدر نا کر سکتا ہو۔"

سونا مسکرائی۔

"اور تم جان بوجھ کر ناقدری کر رہے ہو۔" اسے سچائی بتائی۔

"شاید آج بارش ہو۔" وہ آسمان کو دیکھتا آگے کو بڑھ گیا۔

سونا وہیں کھڑی اسے دور جاتے دیکھتی رہی۔ وہ راستے میں کھڑی تھی۔ ادھر ادھر سے لوگ گزرتے جا رہے تھے۔ وہ اس وقت تک کھڑی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ اس کے اوجھل ہونے کے بعد بھی وہ یونہی کھڑی رہی۔ یہاں تک کے اس پر بارش کی بوندیں گرنے لگیں۔

.....

www.novelsclubb.com

"آپ سب حیران ہوں گے کہ اس وقت جب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے، تو میں نے یہ لنچ کیوں ارینج کیا ہے۔"

ارسم اس گول میز کے قریب کھڑا تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک جوس کا گلاس تھا، جس سے ابھی تک اس نے ایک گھونٹ تک نا بھرا تھا۔وہ اپنے سامنے اس گول میز کو دیکھ رہا تھا، جس کے گرد سب بیٹھے تھے۔وہ مرجان ہاوس کا لان تھا۔سب ملازم ایک طرف قطار میں کھڑے تھے۔

"یہ لنچ زخرف کی یاد میں ہے۔میں چاہتا ہوں آج ہم سب اسے یاد کریں۔"

یوسف نے سر اٹھا کر ارسم کو دیکھا۔ان کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"یہ سب کیا ہے ارسم۔میری بیٹی مری نہیں ہے جسے ہم سب یوں بیٹھ کر یاد کریں گے۔"ان کا لہجہ سخت تھا۔

www.novelsclubb.com

"چچا جان ٹھیک کہہ رہے ہیں۔اس لنچ کی آخر تک ہی کیا ہے۔ہمیں اس وقت باہر نکل کر زخرف کو تلاش کرنا چاہیے نا کہ یہ کھانا انجوائے کرتے ہوئے اسے یاد کرنا چاہیے۔"حسن کو بھی اس کی بات بے حد ناگوار گزری تھی۔

"خان بابا۔" ارسم صرف یوسف کو دیکھ رہا تھا۔ "یہ لنچ بہت اہم ہے۔اس لنچ کے بعد ایک بہت بڑا بوجھ ہے جو آپ کے کندھوں سے اتر جائے گا۔آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں؟"

یوسف نے جواب نہیں دیا۔انہوں نے چہرہ موڑ لیا۔ان کے ساتھ بیٹھے ظفر افسوس سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔آخر وہ کر کیا رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ آج مرجان ہاوس کے ملازم بھی ایک ہی میز پر بیٹھ کر سب کے ساتھ کھانا کھائیں۔" وہ قطار میں کھڑے سب ملازموں کو دیکھ کر بولا۔

"لیکن بیٹا۔۔۔" بوا فوراً ہڑبڑا گئیں۔

"پلیز۔" ارسم نے ایک کرسی ان کے لیے کھینچی تو وہ جھجھکتی بیٹھ گئیں۔

سہلی بھی بوا کے ساتھ بیٹھ گئی۔باقی ملازم بھی سر جھکائے کرسیوں پر بیٹھتے گئے۔

ارسم نے جہانگیر کو دیکھا جو یوسف کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم بھی بیٹھ جاو جہانگیر۔"ارسم نے کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

"میں سر کے مقابلے میں نہیں بیٹھ سکتا۔"وہ فورا بولا۔

"لیکن آج بیٹھ سکتے ہو۔بیٹھو۔"

"میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔"وہ بضد تھا۔

"بیٹھ جاو جہانگیر۔"یوسف اکتا کر بولے۔

جہانگیر بھی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راحیل اس کی ایک کلائی پر ہتھکڑی لگا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے کہا کہ آج کچھ اہم ہے؟کیا ہم کہیں جا رہے ہیں؟"وہ راحیل کے چہرے کو دیکھتی بولی۔

"ہاں۔تمہاری ملاقات ہے آج۔"راحیل اطمینان سے بولا۔

"ملاقات؟ کس سے ملاقات ہے۔ کون آیا ہے مجھ سے ملنے؟

بابا۔۔۔ارسم۔۔ کون ہے؟"اس کا دل تڑپ اٹھا۔

راحیل نے سر اٹھا کر افسوس سے اسے دیکھا۔ زخرف کا چہرہ بجھ گیا۔

"وہ کیسے آ سکتے ہیں یہاں؟"سر جھٹک کر بولی۔"تو کیا۔۔۔کیا سعد آغا آیا ہے مجھ سے ملنے۔"

"نہیں۔"راحیل ہتھکڑی سے اسے پکڑے سیل سے باہر نکلا۔

"پھر؟"

"کوئی بہت اہم شخصیت ہے۔ جس سے تمہارا ملنا بہت ضروری ہے۔"

"اہم شخصیت؟"وہ زیر لب بڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

وہ راحیل کے ساتھ چلتی اس کمرے کے سامنے آکر رکی جہاں وہ روز آتے تھے۔ آج اس کمرے کا دروازہ بند تھا۔ کون تھا اس کے پار؟ زخرف کا دل نا جانے کیوں بہت برا ہونے لگا تھا۔

وہ راحیل کے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔ سب کچھ سلو موشن میں ہو رہا تھا۔ راحیل نے ناب پر ہاتھ رکھا اور دھیرے سے اسے گھمایا۔ دروازہ کھل گیا تو اس نے اندر کو دھکیلا۔ اب زخرف کو کمرے کا کالا فرش دکھتا تھا۔ بے حد سیاہ۔ اس کی نظریں تھوڑا مزید آگے پھسلیں۔ جس کرسی پر راحیل بیٹھتا تھا وہ کرسی خالی تھی۔ آگے میز بھی خالی تھی۔ زخرف نے آخر کار نظروں کو اٹھایا۔ سامنے وہ کرسی تھی جس پر وہ بیٹھتی تھی۔ وہ کرسی خالی نہیں تھی۔ اس پر کوئی بیٹھا تھا۔ اس پر بیٹھا شخص اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ نا جانے کتنے سالوں سے؟

زخرف نے اپنی آنکھیں چھوٹی کیں۔ کیا وہ درست دیکھ رہی تھی۔

"جہانگیر؟" لفظ کسی بھیانک احساس کی طرح اس کی زبان سے پھسلا۔

www.novelsclubb.com

اس کے سامنے کرسی پر جہانگیر بیٹھا تھا۔وہ جہانگیر جو اس کا اور اس کے باپ کا ملازم تھا۔وہ جہانگیر جو اس کے گھر کا سب سے قابل بھروسہ شخص تھا۔وہ جہانگیر جس کے اشارے کے بنا مرجان ہاوس کی سیکیورٹی موو نہیں کرتی تھی۔آج وہی جہانگیر سامنے کرسی پر بیٹھا زخرف کو کچھ اور ہی دکھا تھا۔کیا وہ وہی جہانگیر تھا؟

راحیل نے ہتھکڑی کو کھینچا تو وہ اندر آئی۔کرسی کھینچنے پر وہ بیٹھ بھی گئی۔راحیل نے اس کے ہاتھوں پیروں میں زنجیریں باندھیں اور چلا گیا۔اب وہاں صرف وہ دونوں تھے۔

جہانگیر کا حلیہ آج بہت مختلف تھا۔وہ سفید بٹن ڈاون شرٹ میں ملبوس تھا جس کے دو بٹن کھلے تھے۔تیکھی نظروں سے زخرف کو دیکھتا وہ زرا آگے کو جھکا۔

"کیا ہوا زخرف مرجان؟تمہارا نوکر حاضر ہوا ہے تمہاری خدمت کے لیے۔اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟"جہانگیر نے محظوظ ہوتے بولا اور پھر مسکرایا۔

اس کی مسکراہٹ زخرف کے دماغ میں چبھ رہی تھی۔وہ اپنی آنکھوں پر یقین نہیں کر رہی تھی۔یہ سب کیا تھا؟

جہانگیر بے حد دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کتنے سال۔۔۔کتنے سال انتظار کرنا پڑا مجھے ؟آہ۔۔۔۔بہت لمبا انتظار تھا۔"اپنی کرسی دھکیل کر وہ اٹھا اور زخرف کی جانب آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آج کی گفتگو کی شروعات اس گھر کے ملازم کریں گے۔ایک گھر کو لے کر ملازموں کے خیالات بہت دلچسپ ہوتے ہیں۔آپ سب نے ایک لمبا عرصہ زخرف کے ساتھ گزارا ہے۔تو پھر بتایئے کے زخرف آپ کی نظروں میں کیا ہے؟"وہ بوا کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔

"آپ شروعات کریں بوا۔"

اور بوا کا ڈوپٹا پہلے ہی آنکھوں پر تھا۔انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ارسم نے ان کا کندھا دبایا۔

"زخرف جتنی بھی منہ پھٹ، بدلحاظ، کاہل۔۔۔۔"

ان کے ساتھ بیٹھی سہلی ان کے قریب جھکی۔

"بوا۔۔۔میڈم کی تعریفیں کرنی ہیں، برائیاں نہیں۔"

"ارے ہٹو۔"بوا نے اپنی آنکھیں پونچھی۔

"جو جی میں آئے بول دیتی تھی،اتنا بھی لحاظ نہیں کرتی تھی کہ میرا باپ سامنے ہے اسی کی شرم کر لوں لیکن نا۔لیکن جیسی بھی ہے،ہے تو اس گھر کی رونق۔جب گھر میں ہوتی تھی تو لگتا تھا کہ اس گھر میں کوئی رہتا ہے۔کبھی اونچی آواز میں باپ کو آوازیں کبھی بوا، کبھی سہلی، کبھی جہانگیر، کبھی فرید۔بس سارا دن کسی نا کسی کی شامت آئے رہتی تھی۔ایک دفعہ تو پتا نہیں یوسف کے کان میں کیا اول فول ڈال

کراس نے ہم سب ملازموں کو گھر سے نکلوا دیا تھا۔ لیکن کیا کریں۔ محبت تو پھر بھی اس سے بہت ہے نا۔ جب اسے اور یوسف کو ایک ساتھ بیٹھ کر ہنس کر باتیں کرتا دیکھتی تھی تو دل میں ایک ٹھنڈ سی پڑ جاتی تھی۔ میں نے یوسف کو کبھی اتنا مسکراتے نہیں دیکھا تھا، اور ہنستے تو دیکھا ہی نہیں تھا، جتنا وہ اسکی باتوں پر ہنستا تھا۔ وہ اس سے کہیں دور بھی بیٹھی اپنا کوئی کام کر رہی ہوتی تھی نا تو ایسے ہی اس کو دیکھ کر مسکراتا رہتا تھا۔ مجھے کہتا تھا کہ بوا اسے دیکھ کر اپنے سارے غم بھول جاتا ہوں میں۔"

یوسف سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔ بوا ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ لیکن اب وہ کسے بتائیں کہ ان کے غموں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب ایسا کوئی راستہ دکھتا ہی نا تھا جس سے وہ اپنے غم بھول سکیں۔

ارسم نے ایک گلاس میں پانی ڈالا اور بوا کے سامنے رکھا۔ پھر اس نے سہلی کی جانب دیکھا۔ سہلی نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر گلا صاف کیا۔

www.novelsclubb.com

"میں میڈم کے لیے کافی بنانا مس کرتی ہوں۔میں ان کے بہت سے کام کرنا مس کرتی ہوں۔ کبھی کبھار وہ غصہ کر جاتی تھیں مجھ پر لیکن ویسے وہ گھر کے ملازموں کو کبھی ملازموں کی طرح ٹریٹ نہیں کرتی تھیں۔وہ ہم سے جھگڑتی بھی تھیں تو بالکل ایسے جیسے سر سے لڑتی تھیں، بالکل اپنے گھر کے فرد کی طرح۔وہ ہر سال باقائدگی سے میری برتھڈے پر تحفہ ضرور خریدتی تھیں۔اپنے اور سر کی شاپنگ کرتے ہوئے وہ میرے اور بوا کے لیے کپڑے خریدنا کبھی نہیں بھولتی تھیں۔ میں۔۔۔میں انہیں بہت مس کرتی ہوں۔"میز کے نیچے ہانا سہلی کے پیروں پر سر رکھے اداسی سے لیٹی تھی۔

www.novelsclubb.com

پھر وہ اٹھی اور چلتی میز سے باہر آئی۔آگے ارسم کھڑا تھا۔وہ اس کے قریب آکر اس کے پیروں پر سر رگڑنے لگی۔ارسم نے جھک کر اسے دیکھا اور مسکرایا۔پھر وہ اس کے پاس بیٹھا اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"جہانگیر۔"ارسم کے بولنے پر جہانگیر فوراً سیدھا ہوا اور گلا صاف کیا۔

"میرا نہیں خیال کے زخرف بی بی کسی بھی تعریف کی محتاج ہیں۔"

"میں نے زخرف کی تعریف کرنے کا کہا بھی نہیں ہے۔"ارسم ہانا کو اٹھاتا کھڑا ہوا۔"زخرف کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کے بارے میں بتاو۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زخرف بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ زخرف کے سامنے میز پر بیٹھ گیا تھا۔ایک ہاتھ بڑھا کر اس نے زخرف کی تھوڑی پکڑی۔

"کتنی معصوم ہو نا تم؟ تمہیں لگتا تھا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن سعد آغا ہے؟" کہہ کر وہ دھیرے سے ہنسا۔پھر نفی میں سر ہلایا۔"چچ چچ۔وہ تو ایک معمولی اور بزدل انسان ہے جو تمہارے ساتھ آبسیس ہو گیا۔تمہارے پیچھے پاگلوں والی حرکتیں کرنے کے علاوہ وہ کوئی بھی کام کرنے کا اہل نہیں ہے۔تم ایک بزدل انسان کو اپنا دشمن سمجھتی تھی زخرف مرجان؟"

زخرف کو سانس نہیں آرہا تھا۔اس کے اور جہانگیر میں فاصلہ بہت کم تھا۔

"میں تمہیں بتاتا ہوں تمہارا اور تمہارے باپ کا اصل دشمن کون ہے۔" وہ زخرف کے کان کے قریب جھکا۔ "تمہارا دشمن جہانگیر ہے۔ جہانگیر اسناد۔ وہ معمولی سا نوکر جس کے پورے نام میں بھی تم نے کبھی دلچسپی نہیں لی۔" کہہ کر وہ پیچھے ہو گیا۔

زخرف کا ٹھنڈا ہوا چہرہ اب گرم ہونے لگا تھا۔

"جہانگیر۔" وہ بمشکل اٹکتی بولی۔ "جہانگیر۔۔۔۔"

"تم اور تمہارا باپ اس دنیا کے سب سے بیوقوف ترین لوگ ہو۔" وہ اپنی انگلی سے اس کی تھوڑی نرمی سے رگڑ رہا تھا۔ "اتنے بیوقوف کے انہوں نے اپنے ہی دشمن کو اپنی آستین میں چھپا کر رکھا تھا۔ وہ بھی اتنے سالوں سے۔"

"نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو پھسلنے لگے تھے۔

جہانگیر نے اس کی تھوڑی چھوڑی اور اس کی گردن پکڑلی۔ دھیرے دھیرے سے وہ اسکی گردن دبانے لگا۔

"تمہارا باپ ہمیشہ سے تمہیں تلاش کرنے کے لیے ہاتھ پیر مارتا رہا۔" وہ اسکے کان کے قریب جھکا بول رہا تھا اور زخرف کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔ "اور اس سب میں اس کے ساتھ کون ہوتا تھا؟ جہانگیر۔" اپنا نام اس نے مسکراتے اونچی آواز میں پکارا۔ "تمہارا باپ سمجھتا تھا کہ جہانگیر میری بیٹی کو اپنا فرض سمجھ کر تلاش کر رہا ہے۔ لیکن جہانگیر کے تو ارادے ہی اور تھے۔ جب بھی یوسف مرجان زخرف کے قریب پہنچنے والا ہوتا تھا، جہانگیر اسے اور دور لے جاتا تھا۔"

www.novelsclubb.com

جہانگیر اس کی گردن چھوڑ کر ہنسنے لگا۔

"راحیل۔۔۔ راحیل۔" وہ اونچی اونچی چلانے لگی۔ کوئی چیز اس کا دل جکڑ رہی تھی۔ اپنے سامنے بیٹھے اس شخص سے اسے خوف آ رہا تھا۔

"چچ چچ۔ کتنا سکون مل رہا ہے تمہیں ایسے دیکھ کر۔"

"جہانگیر۔یہ سب مذاق ہے نا؟تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو نا؟"

جہانگیر نے پوری طاقت سے اس کا جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچا۔

"مذاق تو میرے لیے تمہاری زندگی ہے۔جیسے ایک بچہ اپنے کھلونے سے کھیلتا ہے نا۔۔ایسے ہی میں نے ساری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ کھیلا ہے۔میں تمہیں بتا نہیں سکتا کتنی نفرت کرتا ہوں میں تم سے زخرف مرجان۔میرا بس چلے تو میں چاقو لے کر تمہارا پورا جسم چھیل دوں۔میرا بس چلے تو میں پیٹرول چھڑک کر تمہیں آگ لگا دوں۔اور پھر سکون سے تمہیں تڑپتے،چیختے اور مرتے دیکھوں۔ نفرت کرتا ہوں میں تم سے۔"ایک جھٹکے سے اس کا منہ چھوڑا۔

پھر اس کے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ دوبارہ اوپر کیا۔

"پوچھو گی نہیں کہ اتنی نفرت کیوں کرتا ہوں میں تم سے؟"

www.novelsclubb.com

وہ کچھ نہیں بولی۔وہ بہت بری طرح سانس لے رہی تھی۔اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہانگیر ارسم کو نہیں دیکھ رہا تھا۔اس نے پھر سے گلا صاف کیا۔

"جب۔۔جب وہ مل گئی تھیں اور میں اور سر ان کے اپارٹمنٹ جایا کرتے تھے تو اس وقت وہ میرے لیے نیچے کھانا لے کر آیا کرتی تھیں۔میرے لیے وہ شاکنگ تھا کیوں کہ میں صرف ایک ملازم تھا اور وہ اپنے ہاتھوں سے کھانا بنا کر لاتی تھیں۔اور وہ بہت اچھا کھانا بناتی تھیں۔اس گھر میں آنے کے بعد بھی ان کا رویہ ہمیشہ مجھ سے بہت اچھا رہا۔وہ سب سے جھگڑ لیتی تھیں لیکن مجھ سے کبھی نہیں جھگڑیں۔شاید یہی وجہ تھی کہ وہ مجھے میری بیٹی کی طرح عزیز تھیں۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جہانگیر تو کئی سالوں پہلے مر گیا تھا۔آج جو تمہارے سامنے ہے وہ تو صرف ایک تھکی ہوئی روح ہے جو سالوں سے اپنے قتل کا بدلا لینے کے لیے تمہارے ارد گرد

بھٹک رہی ہے۔ جہانگیر تو اسی دن مر گیا تھا جس دن اس نے ان دونوں کو جلا ہوا پایا تھا۔" وہ زخرف کے کان میں سرگوشیاں کرتے بول رہا تھا۔

(جہانگیر واصف آغا کے سامنے ہاتھ باندھے، نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

"ایک دو سالہ بچی۔۔۔۔ صرف دو سالہ بچی کو تم غائب نہیں کر پا رہے؟" واصف آغا غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

"سوری سر۔ میں جانتا ہوں میں نے بہت سے موقعے گنوا دیے ہیں لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کے کل تک یوسف مرجان کی بیٹی اس کے پاس نہیں ہو گی۔"

"اور کل تک تم کیا کر لو گے؟"

"کل وہ پارک جا رہے ہیں۔ میرے ذرائع نے بتایا کہ کل وہ میاں بیوی عصر کے بعد اپنی بیٹی کو لے کر پارک جائیں گے۔ میں کل ہر صورت میں یہ کام کر دوں گا۔"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے پھر جب یہ کام کر لو تو اس کے بعد اپنی شکل دکھانا۔"

وہ سر جھکائے ہی اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ باہر افتی کھڑا تھا۔

"تمہیں یقین ہے تم کل یہ کام کر لو گے؟" افتی نے اس کے باہر آتے ہی پوچھا۔

"اگر تمہیں باہر بھی کھڑے ہو کر باتیں سننی ہوتی ہیں تو اندر ہی آجایا کرو۔"

جہانگیر کندھے اچکاتا آگے بڑھ گیا۔

"ہر وقت غصے میں کیوں رہتے ہو تم؟ واصف آغا تم پر ہم سب سے زیادہ بھروسہ کرتے ہیں۔ اسی لیے تو یہ کام تمہارے ذمے لگایا ہے۔ اگر تھوڑا سا ڈانٹ بھی دیا تو کیا ہو گیا۔"

www.novelsclubb.com

اس سے پہلے کے جہانگیر کچھ بولتا اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے فون جیب سے نکالا اور مسکرایا۔

"میری بیٹی سکول سے آگئی ہو گی۔وہی روز میری بیوی کے فون سے مجھے کال کرتی ہے۔"

افتی نے اسکے فون کی جانب دیکھا۔اس پر وال پیپر بھی ایک چھوٹی سی بچی کا تھا۔

"کیا نام ہے اس کا؟"

"میرا۔۔۔۔میرا جہانگیر۔"جہانگیر محبت سے اپنی بیٹی کی تصویر دیکھتا بولا۔پھر فون کان کو لگاتا آگے بڑھ گیا۔

یہ دوسرا دن تھا۔وہ ایک پارک میں بہت سارے پودوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھا تھا۔اپنے سے کچھ دور وہ ان تینوں کو دیکھ سکتا تھا۔وہ تینوں گھاس پر بیٹھے تھے۔یوسف اور ایما مسکراتے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔جب کہ دو سالہ زخرف ایک طرف بہت سے کھلونوں کے بیچ بیٹھی کھیل رہی تھی۔ان سے کچھ ہی فاصلے پر بہت سے سیکیورٹی کے اہلکار کھڑے تھے۔

جہانگیر کی نظریں صرف زخرف پر تھیں۔وہ کھلونوں کو چھوڑ کر قریب ہی ایک پودے کے پاس کرالنگ کرتی چلی گئی۔اس پر لال گلاب لگے تھے۔اس نے ایک گلاب کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن پھر ایما کے پکارنے پر وہ رک گئی۔ایما اسے پیار سے سمجھا رہی تھی کہ پھول توڑتے نہیں ہیں۔جہانگیر اکتاہٹ سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

زخرف اس پھول سے دور ہوئی اور سارے میں نظر گھمائی۔جہانگیر نے اپنے پیروں کے قریب رکھی کاٹن کینڈی اٹھائی اور اسے تھوڑا سا باہر کو کر کے رکھ دیا۔یوں کہ اب وہ زخرف کو دکھ سکتی تھی۔اس کی جیب میں موجود فون تھرتھرایا۔اس نے نکال کر دیکھا۔اس کی بیوی کی کال تھی۔اس نے کال کاٹ کر فون واپس جیب میں ڈال دیا۔

www.novelsclubb.com

جب زخرف کی نظر کاٹن کینڈی پر پڑی تو وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھنے لگی۔جہانگیر سانس روکے اسے اس جانب آتا دیکھ رہا تھا۔اس نے یوسف اور ایما کی

جانب دیکھا۔وہ دونوں باتوں میں مگن تھے لیکن زخرف ان کی نظروں کے حصار میں ہی تھی۔کاٹن کینڈی سے تھوڑے ہی فاصلے پر زخرف رک گئی۔

جہانگیر نے تھوڑا سا چہرہ باہر نکالا۔زخرف نے آنکھیں جھپکاتے اسے دیکھا۔ جہانگیر مسکرایا۔زخرف بھی مسکرائی۔جہانگیر نے ہاتھ سے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر تیزی سے اس کی جانب بڑھنے لگی۔

صرف چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔جہانگیر دونوں ہاتھ اس کی جانب اٹھائے بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔کچھ قدم پر ہی وہ یوسف اور ایما سے اوجھل ہو جائے گی۔وہ بے صبری سے اسے بار بار قریب آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔اس کی جیب میں موجود اس کا فون پھر سے تھرتھرانے لگا۔اس نے فون نکالا اور آف کر دیا۔

پھر سے دونوں ہاتھ زخرف کی جانب پھیلا دیے۔

"زخرف۔"یوسف کی آواز پر جہانگیر فوراً ایک طرف ہو گیا۔

"مما بابا سے اتنا دور نہیں جاتے بیٹا۔" یوسف نے قریب آتے زخرف کو اٹھالیا۔

پودوں کے دوسری جانب بیٹھے جہانگیر نے زور سے مکا زمین پر مارا۔

"با۔۔۔ با۔" زخرف نے یوسف کا دھیان زمین پر پڑی کاٹن کینڈی کی جانب کروایا۔

"میں اپنی بیٹی کو خود لے دوں گا۔ایسے زمین سے چیزیں اٹھا کر نہیں کھاتے۔" وہ زخرف کو پکڑے وہاں سے چلے گئے۔

وہ گاڑی میں بیٹھا اور اپنا فون آن کیا۔اس کی بیوی کی بہت سی مسڈ کالز تھیں۔فون آن کرتے ہی افتی کی کال آنے لگی۔اس نے کال اٹھا کر فون کان کو لگایا۔

"تمہیں کوئی خبر ملی؟"

"کیسی خبر؟"

"تمہارے۔۔۔ تمہارے گھر کی۔"

"میرے گھر کی؟" جہانگیر چونکتا بولا۔

"ہاں۔وہ تمہارے گھر آگ۔۔۔۔۔" اس سے زیادہ جہانگیر نے نہیں سنا۔فون اس کے ہاتھ سے پھسل گیا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے گھر تک گاڑی کیسے ڈرائیو کی۔

جب وہ اپنے گھر کے قریب پہنچا تو دور سے ہی کالے دھوئیں اٹھتے دکھے۔اس کا پورا گھر آگ میں جھلس رہا تھا۔ارد گرد بہت سے لوگ جمع تھے۔آگ بجھانے والی گاڑیاں اپنا کام کر رہی تھیں۔جہانگیر گاڑی سے اترا اور چیختا ہوا اندر کو بھاگا۔لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑو مجھے۔میری بیٹی اندر ہے۔۔۔میری بیوی۔۔۔چھوڑو۔" وہ بغیر کچھ سنے چیختا رہا۔

"اندر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔تمہاری بیوی اور بیٹی کو باہر نکال لیا گیا ہے۔"

اس نے مذاہمت چھوڑ دی۔

اس کا دھیان ایک طرف پڑے دو سٹریچرز کی جانب مبذول ہوا۔ وہ دونوں سفید کپڑوں سے ڈھکے تھے۔ وہ چلتا ہوا ان تک آیا۔ کانپتا ہاتھ آگے بڑھایا اور ایک سٹریچر پر سے کپڑا ہٹایا۔

اس کپڑے کے نیچے ایک پچیس سالہ لڑکی کی لاش تھی۔ جسم پوری طرح جھلس گیا تھا۔ حتی کہ لاش کی پہچان کرنا بھی مشکل تھا۔ وہ چیختا ہوا سٹریچر کے قریب بیٹھ گیا۔

"نہیں۔۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔" وہ دھاڑے مار تا رونے لگا۔

کسی نے آگے بڑھ کر دوسرا کپڑا بھی ہٹایا۔ اس کے نیچے ایک پانچ سالہ بچی کا جھلسا ہوا وجود تھا۔ اسے بھی پہچاننا ناممکن تھا۔

لوگ اسے پکڑ رہے تھے، اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ ان سٹریچرز کے قریب لیٹا تھا۔ اس کا پورا وجود تڑپ رہا تھا۔ اس دن جہانگیر اسناد واقعی مر گیا

تھا۔اس کی بیوی اور بیٹی جس آگ میں جلی تھیں اسی آگ میں اس کے جینے کی وجہ بھی راکھ ہو گئی تھی۔

یہ کئی دنوں کے بعد کا منظر تھا۔اس جلے ہوئے گھر کے ڈھانچے کے باہر ایک گاڑی رکی اور افتی باہر آیا۔ملبے کے اندر سے گزرتا وہ آگے بڑھنے لگا۔

آگے ایک پلر تھا جو سلامت رہ گیا تھا۔اس پلر کے ساتھ جہانگیر بیٹھا تھا۔اس کا پورا جسم کالک سے بھرا تھا۔

افتی اس کے قریب آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"تم کب تک یہاں بیٹھے رہو گے؟"

"میں نے تم سے کہا تھا نا کہ دوبارہ مت آنا۔جہانگیر مر گیا ہے۔"

"نہیں جہانگیر۔جب تک تمہاری سانس چل رہی ہے تم زندہ ہو۔تم ایسے سب کچھ چھوڑ کر نہیں بیٹھ سکتے۔"

www.novelsclubb.com

"میں نے کہانا جہانگیر مر گیا ہے۔" وہ ایک دم چلایا۔

"اگر جہانگیر واقعی مر گیا ہے تو اس کا مطلب وہ ایک بزدل انسان تھا۔"

جہانگیر نے چہرہ اٹھایا تو واصف آغا افق کے پیچھے کھڑا تھا۔

"میں آپ کے لیے مزید کام نہیں کروں گا۔ بلکہ اب مجھے کچھ نہیں کرنا۔ کاش میں بھی اس دن گھر ہوتا اور اسی آگ میں جھلس کر مر جاتا۔"

واصف آغا بھاری قدم چلتا اس کے قریب آیا اور ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔

"ایسے بیٹھنے سے تم مرو گے نہیں۔ اور اگر تمہاری زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہے گا تو زندگی موت سے زیادہ مشکل ہو جائے گی۔" وہ نرمی سے جہانگیر کو دیکھتے بول رہا تھا۔

"تو اور کیا کروں میں۔ میں اپنے کام میں مصروف تھا۔ اتنا مصروف تھا کہ اپنی بیوی کی کال نہیں اٹھا سکا۔ میری بیٹی اور بیوی جھلس کر مر گئیں۔ میں ایسے کام پر واپس کیسے لوٹوں؟"

"ایک مقصد کے تحت۔" واصف آغا کی آواز بھاری تھی۔

جہانگیر اسے دیکھے گیا۔

"تمہاری بیٹی جل گئی اور تم اسے بچانے کے لیے نہیں پہنچ سکے۔ کیوں؟ کیا وجہ ہے اس کی؟"

جہانگیر نے جواب نہیں دیا۔

"اس کی وجہ یوسف مرجان کی بیٹی ہے۔ اگر تم نے اپنی بیٹی کھوئی ہے تو صرف اس کی وجہ سے۔ تمہاری بیٹی جل گئی جہانگیر۔۔۔۔ تم یوسف مرجان کو اس کی بیٹی کے ساتھ زندگی گزارتا کیسے دیکھ سکتے ہو؟ تم کسی بھی باپ کو اس کی بیٹی کے ساتھ کیسے

www.novelsclubb.com

خوش دیکھ سکتے ہو؟ یہ دنیا ہم جیسے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ ایسا کرتی ہے۔ یہ منہ پر اچھائی کا لبادہ اوڑھ کر چلنے والے لوگ ہی اصل ظالم ہوتے ہیں۔ یہ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ انہیں خوش رہنے کا کوئی حق نہیں ہونا چاہیے۔" واصف آغا نے ایک ہاتھ آگے بڑھایا اور جہانگیر کا کندھا تھاما۔ "تم یوسف مرجان کو اس کی بیٹی کے ساتھ خوش کیسے دیکھ سکتے ہو؟ اگر تمہیں اتنی تکلیف پہنچی ہے تو دنیا کا ہر وہ انسان خوش کیوں رہے جو اپنی بیٹی سے ایسی ہی محبت کرتا ہے جیسی تم اپنی میرا سے کرتے تھے۔ جب میرا چھن گئی تو زخرف کیوں نہیں چھننی چاہیے؟" واصف آغا نے جھنجھوڑ کر اس کا کندھا چھوڑ دیا اور کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اللہ نے بیٹی نہیں دی۔ اگر دی ہوتی اور وہ مجھ سے چھن جاتی تو میں پوری دنیا کو آگ لگا دیتا۔ اس سب کی شروعات زخرف مرجان سے ہوئی تھی۔ میں تمہاری جگہ ہوتا جہانگیر تو زخرف کو یوسف مرجان سے چھین کر جنگلی کتوں کے آگے ڈال

دیتا۔میں کسی باپ بیٹی کو خوش نا دیکھ پاتا۔" کہتا ہوا وہ مڑا اور ملبے میں احتیاط سے چلتا آگے بڑھ گیا۔

"میں زخرف مرجان کو اس کے باپ سے چھیننے کے لیے سب کچھ کروں گا، یہاں تک کے اپنی ذات بھی بھلا دوں گا۔میرے پاس کچھ نہیں بچا کھونے کو۔" یہ اگلا دن تھا اور وہ واصف آغا کے دفتر میں اس کے سامنے کھڑا بول رہا تھا۔

"بہت خوب۔میں تم سے یہی امید رکھتا تھا۔"

جہانگیر نے سر اٹھا کر واصف آغا کو دیکھا۔

"اس سب کی شروعات اسی سے ہوئی تھی۔میں نے اپنی بیوی کی کال نہیں اٹھائی تو صرف اور صرف اس بچی کی وجہ سے۔بہت جلد وہ دونوں ایسے ہی تڑپیں گے جیسے میں تڑپا ہوں۔"

واصف آغا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"آج وہ پورے دو سال کی ہو جائے گی۔ شام کو ان کے گھر بہت بڑی سیلیبریشن ہے۔ مجھے امید ہے تم آج تو کچھ نا کچھ کر ہی لو گے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اگلا سال ہماری کامیابی کے ساتھ آئے گا۔"

منظر بدلا تو وہ گاڑی میں بیٹھا سامنے اس سفید اور سرمئی محل کو دیکھ رہا تھا۔ آج وہ محل مختلف رنگوں سے دمک رہا تھا۔

"تمہارے پاس کوئی پلان ہے؟" اس کے ساتھ بیٹھا شخص بولا۔

"نہیں۔ سوچنے دو مجھے۔"

وہ اپنی سوچ میں ہی ڈوبا تھا کہ سامنے ہڑبڑی سی مچی۔ گارڈز ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ تیزی سے دروازے کھلے اور کئی گاڑیاں مرجان ہاوس سے باہر نکلیں۔ انہی کے بیچ یوسف مرجان کی گاڑی بھی تھی۔ جہانگیر کے فون پر ایک میسج ابھرا تو اس نے فوراً دیکھا۔

"یوسف مرجان کی بیوی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔وہ ہسپتال جا رہے ہیں۔زخرف ان کے ساتھ ہے۔ان کا پیچھا کرو۔"ان کی گاڑیاں بھی پیچھے ہی چل پڑیں۔

یوسف مرجان کے ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہسپتال کا بندوبست کروا چکا تھا۔

اب اس کی گاڑی ہسپتال کی بیک سائڈ پر تھی۔اس کی ہدایت کے مطابق ڈاکٹر یوسف مرجان کو یہیں سے بھاگنے کا مشورہ دے گا۔کچھ ہی لمحوں میں اس نے یوسف مرجان کو سفید چادر میں دوڑ کر باہر نکلتے دیکھا۔انہوں نے اپنی بیٹی کو بھی سفید چادر میں لپیٹا تھا۔یوسف مرجان کو یوں دیوانہ وار بھاگتے دیکھ کر اس کے اندر ایک سکون اتر رہا تھا۔کچھ آگے جا کر یوسف نے زخرف کو کسی آدمی کی گود میں ڈال دیا۔خود وہ واپس ہسپتال کی جانب بھاگ گئے۔

جہانگیر نے گاڑی فورا اس شخص کی جانب بڑھائی۔وہ شخص ہکا بکا سا اس بچی کو پکڑے کھڑا تھا جب جہانگیر نے گاڑی کو اس کے قریب روکا۔

گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا اور دو آدمیوں نے اس آدمی کو زخرف سمیت اندر کھینچا اور گاڑی زناٹے سے آگے بڑھ گئی۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

وہ ایک بند سی جگہ تھی۔ارد گرد بہت سے آدمی اسلحے کے ساتھ گھوم رہے تھے۔ ایک آدمی نے زخرف کو پکڑا تھا جو گلا پھاڑ کر روتی جا رہی تھی۔

"انعام اللہ۔"اس آدمی نے خوف سے جہانگیر کو دیکھتے بتایا۔

"انعام اللہ۔"جہانگیر نے اس کا نام پکارتے اس کے بالوں سے اسے پکڑا۔"بچے ہیں تمہارے؟"

www.novelsclubb.com

"دو۔۔۔دو بچے ہیں۔"وہ تھوک نگلتے بولا۔

"آج سے تین ہیں۔آج سے یہ بچی بھی تمہاری بیٹی ہے۔"

"جی؟"

"ایک دفعہ سنائی نہیں دیا کیا تمہیں؟ یہ تمہاری بیٹی ہے آج سے۔ تم اسے اپنا نام دو گے اسے پال پوس کر بڑا کرو گے۔ تم آج ہی اسے اپنے گھر لے کر جاو گے سمجھے؟"

انعام اللہ نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑے۔

"میں۔۔۔ میں ایک غریب انسان ہوں۔ میں ایسے کیسے اس بچی کو پال سکتا ہوں۔"

"مجھے نہیں پتا کیسے پالو گے تم۔ اسے اپنے گھر لے کر جاو۔ بے شک جانوروں جیسا سلوک کرو، مارو پیٹو لیکن اسے پالو گے تم ہی۔"

کہہ کر وہ اس آدمی کی جانب مڑا۔ زخرف ابھی بھی حلق پھاڑ کر رو رہی تھی۔

جہانگیر نے اسے اس کے ہاتھوں سے جھپٹا اور نفرت سے انعام اللہ کی جانب پھینکا۔

"آج سے یہ زخرف مرجان نہیں زخرف انعام اللہ ہے۔"

پھر سے منظر بدلا تو وہ واصف آغا کے سامنے تھا۔

"تم نے ایسا کیوں کیا؟اسے مارنے کی بجائے کسی اور کے حوالے کر دیا؟"

"میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ میں اب سب کچھ اپنے مطابق کروں گا۔میں اسے زندہ رکھوں گا۔میں ان دونوں کو زندہ رکھ کر ایک دوسرے کے لیے تڑپاوں گا۔"

واصف آغا دھیرے مسکرایا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔لیکن جب حالات ہمارے ہاتھ سے نکلنے لگیں گے تو ہم اس کو مار دیں گے۔ٹھیک ہے نا؟"

جہانگیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"فلحال مجھے ایک اور کام کرنا ہے۔اور آپ مجھے یہ کام کرنے سے روکیں گے نہیں۔"

"وہ کیا؟"

جہانگیر بولتا گیا اور واصف آغا حیران ہوتا سنتا گیا۔

"تم۔۔۔تم یوسف کی ہمدردی جیت کر اس کے لیے کام کرنا چاہتے ہو؟"

"اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو۔"

"لیکن تم اس انسان کے نوکر بننا چاہتے ہو؟" واصف آغا شاکڈ تھا۔

"جی۔یہی طریقہ ہے اس کے قریب رہ کر اسے اس کی بیٹی سے دور رکھنے کا۔ویسے بھی میں روز اسے اس کی بیٹی کے لیے تڑپتا دیکھنا چاہتا ہوں۔یہی ایک وجہ ہے جس کی خاطر جہانگیر اب زندہ رہے گا۔"

واصف آغا کچھ بول نا سکا۔

وہ اسی سڑک پر لوٹ آیا تھا۔رات ہو گئی تھی اور سردی بھی کافی بڑھ گئی تھی۔

جہانگیر اس وقت بائیک پر تھا۔وہ سڑک کے کنارے پر یوسف مرجان کو بیٹھے دیکھ سکتا تھا۔اس نے بائیک یوسف مرجان کی جانب بڑھا دی۔)

زخرف کی آنکھیں خشک تھیں۔وہ برف کا مجسمہ بنی بیٹھی تھی جو دھیرے دھیرے پگھل رہا تھا۔

"بولو نا کچھ۔خاموش کیوں ہو۔"جہانگیر نے پھر سے اس کا جبڑا دبوچا۔"بولو نا۔کوئی حکم دو جہانگیر کو۔جہانگیر سر میں درد ہے چائے لادو۔یا پھر جہانگیر گاڑیاں نکلواو میڈم کو جلدی جانا ہے۔بولو نا اب۔اب کیوں چپ ہو۔حکم چلاو نا جہانگیر پر۔"اس نے جبڑا چھوڑا اور ایک زوردار تھپڑ زخرف کے منہ پر مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارسم ہانا کو ایک ہاتھ سے سینے سے لگائے جہانگیر کی کرسی تک آیا۔

"اگر میری بیٹی ہوتی تو شاید زخرف بی بی کی طرح ہی ہوتی۔"

ارسم نے ایک ہاتھ نرمی سے اس کے کندھے پر رکھا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے ٹھیک کہا جہانگیر۔بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔تم اپنی بیٹی کے بارے میں کچھ بتاو نا۔کیا نام تھا اس کا؟"

جہانگیر نے سر اٹھا کر ارسم کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں ایک دم شاک ابھرا تھا۔

"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔"

"کیوں؟"ارسم حیران ہوتا بولا۔

"کیونکہ یہ تکلیف دہ ہو گا۔"جہانگیر دانت پیستے بولا۔

ارسم اس کے کندھے کے قریب جھکا۔

www.novelsclubb.com

"اس شخص کو دیکھ رہے ہو تم۔"اس نے انگلی سے یوسف کی جانب اشارہ کیا۔یوسف سمیت سب لوگ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔"یہاں بیٹھے سب لوگ اس شخص کی بیٹی کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔اور وہ ہمت سے سن رہا ہے۔تم میں اتنی بھی ہمت نہیں ہے جہانگیر؟"

"ارسم۔۔۔"یوسف نے بولنا چاہا لیکن ارسم نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"فلحال آپ کچھ نہیں بولیں گے خان بابا۔فلحال صرف میں بولوں گا۔"

سب لوگوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ارسم نے نہایت نرمی سے جہانگیر کی ویسٹ پر بندھی پسٹل پر ہاتھ رکھا تھا اور پھر تیزی سے اسے نکال کر اسکی کنپٹی پر رکھ دیا تھا۔جہانگیر جہاں تھا وہیں جم گیا تھا۔

"بولو۔اپنی بیٹی کے بارے میں بتاو؟"ارسم نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔

"یہ سب کیا پاگل پن ہے ارسم۔"حسن اپنی کرسی سے اٹھ گیا۔

"ارسم پلیز۔بند کرو یہ سب۔"ظفر کا بھی صبر جواب دینے لگا تھا۔

"بولو جہانگیر۔بولو کے کہ زخرف تمہاری بیٹی جیسی ہے۔اس کے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو کہ وہ تمہاری بیٹی جیسی ہے؟"

یوسف بغیر پلکیں جھپکائے ان کو دیکھ رہے تھے۔

"وہ تمہاری بیٹی جیسی نہیں ہے۔اگر وہ تمہاری بیٹی جیسی ہوتی تو تم اس کے ساتھ غیر انسانوں والا سلوک نا کرتے۔" وہ اس کے کانوں میں چیخا تھا۔

جہانگیر نے ہاتھ تیزی سے پیچھے کیا اور اس سے پہلے کہ وہ ارسم کی گردن کو بازو میں دبوچتا ارسم نے اس کی کرسی کو پیر کی ٹھوکر سے پیچھے کو گرا دیا۔جہانگیر کرسی سے تیزی سے اٹھا،اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا ارسم نے اس کی ٹانگ پر گولی چلا دی۔ وہ جہاں تھا وہیں گر گیا۔سب لوگ شاک کی حالت میں اپنی کرسیوں سے اٹھ گئے۔ظفر تیزی سے ارسم کی جانب آئے۔

"خان بابا۔" جہانگیر کی جانب پستول کیے ارسم بولا۔"جن دشمنوں سے آپ ہمیشہ اپنی بیٹی کی حفاظت کرتے رہے،وہ دشمن باہر نہیں تھے۔وہ دشمن آپ کے گھر تھے۔آپ کے دشمن ہی آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔"

سب کھڑے تھے لیکن یوسف بیٹھے تھے۔شاید ان میں اتنی سکت نہیں بچی تھی کہ وہ کھڑے ہو سکیں۔

مرجان ہاوس کے دروازے کھلے اور پولیس کی گاڑیاں اندر داخل ہوئیں۔پولیس کے اہلکار گاڑیوں سے اترتے تیزی سے لان کی جانب بھاگے۔

ارسم نے پستول ایک اہلکار کی جانب اچھال دی۔

"گولی اس پر باقی سب کی حفاظت کے لیے چلائی ہے۔"

پولیس کے اہلکار اسے پکڑے کھڑے تھے جب یوسف مرجان اپنی کرسی سے اٹھے۔ان کی نظریں جہانگیر پر تھیں۔میز کو پار کر کے وہ اس کے سامنے آئے۔ جہانگیر بھی ان کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں نے۔۔۔۔میں نے تم پر سب انسانوں سے زیادہ بھروسہ کیا تھا جہانگیر۔"ان کی آواز ٹوٹی ہوئی تھی۔"میں نے تم پر ساری زندگی بھروسہ کیا۔"

"اور میں نے تم سے ساری زندگی نفرت کی ہے یوسف مرجان۔"کہہ کر وہ ایک جانب تھوکا۔

ارسم آگے بڑھنے لگا لیکن یوسف نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"میں ایک کمزور انسان ہوں۔ میں تم لوگوں کی طرح بدلے لینے پر یقین نہیں رکھتا۔ میں تمہارا معاملہ اللہ پر چھوڑتا ہوں جہانگیر۔" ان کے لہجے میں تحمل تھا۔

ارسم بے یقینی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ شخص آخر کس چیز سے بنا تھا؟

"تم اپنی بیٹی کی دوبارہ کبھی شکل نہیں دیکھ پاؤ گے۔" جہانگیر مزید نفرت میں غرایا۔

"میرا بدلہ میرا اللہ لے گا۔ وہ میری بیٹی کے ہر آنسو کا بدلہ تم سے لے گا جہانگیر۔ اور میری دعا ہے کہ وہ تمہیں اسی دنیا میں سزا دے۔"

اہلکار اسے کھینچتے ہوئے لے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اتنے سالوں تک تمہیں تڑپا کر بھی آج تک میرے سینے میں وہ وہی آگ بھڑک رہی ہے۔ آج تک میرا سینا ٹھنڈا نہیں ہوا۔ صرف واصف آغا کے ناکارہ بیٹے کی وجہ

سے میں نے تمہیں چند سال اپنے باپ کے ساتھ گزارنے دیے۔اگر وہ تمہیں نا بھی پکڑتا تو کچھ وقت میں میں اسے مروا کر تمہارے ساتھ اس سے بھی زیادہ برا سلوک کرتا۔"ایک اور تھپڑ لگایا۔

زخرف کا چہرہ ایک طرف لڑھک گیا تھا۔وہ آدھی کھلی آنکھوں سے کالے فرش کو دیکھ رہی تھی۔

جہانگیر اس کے قریب جھکا۔

"مجھے سعد سے نفرت ہے کیونکہ وہ تمہارے پیچھے پاگل ہے۔لیکن وہ میرے آقا کا بیٹا ہے۔اس لیے مجبور ہوں ورنہ اسی وقت تمہارے ٹکڑے کر دیتا۔بہتر ہے جو وہ کہہ رہا ہے وہ کر لو۔اس کی شرائط مان کر ہمیشہ کے لیے یہاں سے دفعہ ہو جاو۔ورنہ تم جانتی ہو جہانگیر کیا کر سکتا ہے۔"

زخرف جیسے تھی ویسے ہی رہی۔

"بولتی کیوں نہیں ہو؟" جہانگیر نے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ "تمہاری تو زبان نہیں بولتے تھکتی نا؟ کیا کہتا تھا تمہیں یوسف مرجان؟ اینگری برڈ۔ اب اس اینگری برڈ کی زبان کو کیا ہوا؟"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔ حتی کہ آنکھیں بھی خالی تھیں۔

"اگر تم نے سعد آغا کی بات نامانی تو میں یوسف مرجان کو اپنے ہاتھوں سے ماروں گا یاد رکھنا۔" زخرف کے چہرے پر تاثرات نمودار ہونے لگے۔ "بتاو کیسے ماروں اسے؟ اس کے فیورٹ مٹن میں زہر ملادوں یا پھر رات کو سوتے ہوئے منہ پر تکیہ رکھ کر اس کی سانس روک دوں؟ تم تو جانتی ہو ناز خرف مرجان کہ مرجان ہاوس میں جہانگیر کی پہنچ کہاں کہاں تک ہے؟"

زخرف نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں تمہارے لیے ویڈیو بھی بناوں گا۔ تمہیں تمہارے باپ کی چیخیں بھی سناوں گا۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں جہانگیر۔" مجسمہ پوری طرح پگھلا تو آنسو بھی بہنے لگے۔

جہانگیر میز سے اٹھ گیا۔

"جہانگیر۔" زخرف اس کے چہرے کو دیکھتی اسے پکار رہی تھی لیکن اب وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

"جہانگیر۔۔۔ جہانگیر رکو۔ جہانگیر بابا نہیں۔ جہانگیر پلیز۔۔۔۔۔ تمہیں مجھے مارنا ہے تو مار دو۔ تمہیں میرے ساتھ جو کرنا ہے کر لو لیکن بابا کو کچھ مت کہنا۔ جہانگیر ان کو کچھ مت کہنا۔" وہ چیخیں مارتی رو رہی تھی لیکن جہانگیر کمرے سے نکل چکا تھا۔

کمرے سے نکل کر وہ لنگڑاتا اس راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ایک دروازہ کھولا اور اندر آیا۔وہاں ایک میز اور کرسی رکھی تھی۔وہ کرسی پر بیٹھا اور جیب سے فون نکالا۔

"ہیلو۔"

"ہیلو جہانگیر؟ مجھے اطلاع ملی کہ تمہیں پولیس نے گرفتار کر لیا ہے؟ تمہاری حقیقت سامنے آگئی ہے؟"

"ہاں۔" جہانگیر نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔"لیکن میں بھاگ آیا ہوں۔یہ سچ ہے کہ یوسف مرجان کو میری حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔لیکن اس کے باوجود بھی وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"تم اس وقت کہاں ہو؟"

جہانگیر نے اپنی ٹانگ سے پینٹ زرا اوپر کو کی۔اس کی ٹانگ کے گرد پٹی بندھی تھی۔

"زخرف مرجان کے پاس۔"اپنی ٹانگ کو دیکھتے بولا۔

"تم زخرف سے۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں۔میں نے اسے اس کی زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز دے دیا ہے۔تم فکر نہیں کرو۔اب وہ خود میرے پیروں میں جھک کر تمہاری رکھی ہوئی شرائط مانے گی۔"

سعد نے مزید کچھ کہے بنا کال کاٹ دی۔

.....

سورج ان ہزاروں کے مجموعے کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ شہر کے لوگ بہت بڑی تعداد میں سڑکوں پر تھے۔ ان کے نعروں کی آوازوں سے شہر کی دیواریں کانپ رہی تھیں۔ فضا میں ہر جانب پلے کارڈز بلند ہوئے دکھتے تھے۔ نعروں کا ایک سمندر تھا جو زخرف مرجان کے لیے انصاف مانگ رہا تھا۔

"Find Zukhruf Now."

یہ نعرہ ایک عورت نے بلند کر رکھا تھا جس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس کے قریب ہی ایک سٹوڈنٹس کا گروپ تھا۔ وہ سب بلند آواز میں نعرے لگا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی پلے کارڈز تھے جن پر لکھی تحریر کچھ یوں تھی۔

"A Nation's daughter, a nation's cry."

کچھ آگے جا کر ایک بوڑھا کپل تھا۔ ان کی آنکھیں نم تھیں اور انہوں نے ایک ساتھ ایک پلے کارڈ تھام رکھا تھا۔ میڈیا کے کیمرے اس کارڈ پر لکھی تحریر کو کیپچر کرنے لگے۔

“Protect our children, Protect Zukhruf.”

ایک سات آٹھ سالہ بچہ اپنے باپ کے کندھوں پر بیٹھا تھا۔اس کے ننھے ہاتھوں نے بھی پلے کارڈ آسمان کی جانب بلند کر رکھا تھا۔

“Zukhruf’s smile, our goal.”

لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔میڈیا کے ڈرون کیمرے فضا میں بلند ہوئے انصاف مانگتے ان لوگوں کے سمندر کو اپنے اندر قید کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ سب کیمروں کا فوکس ان پلے کارڈز پر تھا جو بچوں، جوانوں اور بوڑھوں نے بلند کر رکھے تھے۔

www.novelsclubb.com

“Bring hope back, bring Zukhruf home.”

“Free Zukhruf, Free our hearts.”

“Government, Where’s Zukhruf?”

"One nation, One voice, Save Zukhruf."

"United for Zukhruf's Freedom"

ڈرون کیمرے لوگوں کے ہجوم کو پار کرتے آگے بڑھتے گئے تو مرجان خاندان دکھنے لگا۔سب سے آگے یوسف مرجان تھے اور وہ اپنی چھوٹی آنکھوں سے سامنے وزیراعظم ہاوس کی عمارت کو امید سے دیکھ رہے تھے۔وہ انسان جس نے ساری زندگی بے لوث ہو کر ملک کی خدمت کی تھی آج وہ انصاف مانگنے نکلا تھا۔آج وہ اپنی بیٹی کی حفاظت کی بھیک ملک کے اداروں سے مانگ رہا تھا۔یوسف کے جسم میں اتنی جان نا تھی وہ کھڑے رہیں۔زخرف جاتے ہوئے ان کے جینے کی سکت بھی لے گئی تھی۔لیکن انہیں اسی کے لیے کھڑے ہونا تھا۔انہیں اپنی بیٹی کے لیے یہ کرنا تھا۔ان کے ساتھ کبیر مرجان کھڑے تھے جنہوں نے یوسف کا ایک بازو پکڑ رکھا تھا۔دوسرا بازو فصیحہ مرجان نے تھام رکھا تھا۔

مرجان خاندان کو پار کر کے پیچھے ایک تنگ سی جگہ تھی جہاں لوگ بہت کم تھے۔ وہ جگہ کیمروں سے پاک تھی۔وہ نڈھال سا نیچے بیٹھا تھا۔اس نے اپنا سر دونوں گھٹنوں میں دے رکھا تھا۔اس کے ہاتھوں میں ایک پلاسٹک کا کیچر تھا جس پر اس کے آنسو گر رہے تھے۔

اس جگہ سے دور جاتے جاو تو ایک کیفے کے باہر بھی ایسے ہی گہما گہمی تھی۔انار گل ایک گاڑی کے اوپر کھڑا تھا۔اس کا پلے کارڈ سب سے زیادہ اونچائی پر تھا۔اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لدی تھیں۔

اتچ کے اس زمینی ہول میں بھی ماحول سوگوار تھا۔وہ تیزی سے کی بورڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔اس کی انگلیاں تکلیف میں تھیں لیکن وہ رکنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس گھر میں وہ دونوں ماں بیٹی ٹی وی کے آگے بیٹھی تھیں۔ سکرین پر باہر ہونے والا احتجاج دکھایا جا رہا تھا۔

"ماما۔یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟زخرف مرجان کو کس نے قید کیا ہے۔۔۔۔وہ تو خود بری تھی نا۔"

حرا جس کی نظریں ٹی وی پر جمی تھیں اس نے چہرہ اپنی بیٹی کی جانب موڑا۔

"کیا؟مجھے نہیں معلوم۔"

زینیا اٹھی اور اس کے قریب آئی۔

"بتائیں نا ماما۔۔۔اگر وہ خود بری تھی تو اسے برے لوگوں نے کیوں پکڑا۔کیا اسے اس کے برے کاموں کی سزا دی جا رہی ہے؟"

"ہاں۔"حرا نے اثبات میں سر ہلایا۔"ہاں اسے اس کے سارے جرموں کی سزا مل رہی ہے۔"

"پھر یہ سب لوگ اسے ڈھونڈنے کا کیوں کہہ رہے ہیں؟اگر وہ بری تھی تو اسے تلاش نہیں کرنا چاہیے نا۔"زینیا معصومیت سے پوچھے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

حرا نے سر اپنے ہاتھوں میں دیا۔

"مجھے نہیں پتا زینیا۔ میرا سر نہیں کھاو۔ جاو یہاں سے۔" اپنے سر کو مسلتے وہ چیخی تھی۔۔۔۔۔

سات سمندر پار موجود پاکستانی ایمبسی کے باہر بھی ماحول کچھ زیادہ مختلف نا تھا۔ زخرف کا پورا خاندان امید بھری نظروں سے ایمبسی کی عمارت کو دیکھ رہا تھا۔ ان کا صرف ایک تقاضہ تھا اور وہ یہ تھا کہ ان کی زخرف کو ڈھونڈا جائے۔ اسے زندہ سلامت واپس لایا جائے۔

قریب ہی کوئی میڈیا کے سامنے واویلا کر رہا تھا۔ علی مراد اسے بہت سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ چپ نہیں ہو رہی تھی۔ وہ میڈیا کے سامنے اونچی اونچی چلا رہی تھی۔ ایذا رو رو کر اپنی دوست کے لیے انصاف مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سب سے بے خبر وہ اس سیل میں لیٹی تھی۔اسے نہیں معلوم تھا کہ باہر کیا چل رہا ہے۔وہ نہیں جانتی تھی کہ کوئی اسے تلاش کرنے کی کوشش کر بھی رہا ہے کہ نہیں۔وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ اس کا باپ مصیبت میں ہے۔اس کا باپ اپنے دشمنوں کے بیچ گھرا ہے اور وہ کبھی بھی کچھ بھی کر سکتے تھے۔زخرف مرجان اب صرف اتنا جانتی تھی کہ وہ یوسف مرجان کو مزید تکلیف نہیں پہنچنے دے گی۔اپنی بیٹی کی وجہ سے بہت تکلیفیں سہہ لیں انہوں نے۔اب ان کو مزید تکلیف سے بچانے کے لیے وہ کچھ بھی کر جائے گی۔

www.novelsclubb.com

•••••••••••••••••••••••••

وہ آہنی سلاخوں کے قریب لیٹی تھی۔کالے فرش پر جمے ہوئے آنسو تھے البتہ اس کی آنکھیں اب خشک تھیں۔جب سے وہ پیدا ہوئی تھی اس کی پیٹھ میں بہت سے

وار ہوئے تھے۔بہت سے خنجر تھے جو بہت سے لوگوں نے بے دردی سے مارے تھے۔لیکن یہ سب سے مختلف تھا۔

جہانگیر؟اس کے باپ کا سب سے قریبی ملازم۔وہ جس پر یوسف آنکھ بند کر کے بھروسہ کرتے تھے۔وہ جوان کے گھر کے فرد جیسا تھا۔وہ بوا سے جھگڑتی تھی،فرید سے جھگڑتی تھی لیکن جہانگیر سے کبھی نہیں جھگڑتی تھی۔وہ ہمیشہ سے اس کی عزت کرتی تھی۔جس بات پر یوسف اسے قائل نہیں کر پاتے تھے جہانگیر کر لیتا تھا۔جہانگیر یوسف کے ساتھ ہوتا تھا تو اسے لگتا تھا اب کوئی پریشانی نہیں۔اب دنیا کا کوئی بھی انسان اس کے باپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

www.novelsclubb.com

جہانگیر نے خنجر مارا تھا تو دل لہولہان ہو گیا تھا۔کیا اتنی زور سے پہلے کسی نے مارا تھا؟ کیا فرزانہ کا تھپڑ کبھی اتنی زور سے لگا تھا؟کیا انعام اللہ کی نفرت کبھی اس حد تک دل کو چبھی تھی؟

وہ سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔

اس کا دل بہت بری طرح زخمی ہوا تھا۔اس نے تو پھر سے لوگوں پر اعتبار کرنا شروع کر دیا تھا۔وہ زخرف جو اللہ کے بنائے ہر انسان کو کاٹ کر پڑ جاتی تھی وہ ان انسانوں پر بھروسہ کرنے لگی تھی۔وہ ان سے محبت کرنے لگی تھی۔لیکن آج جس طرح سے اس کے دل کو مسلا گیا تھا کیا وہ دوبارہ کسی اچھے انسان پر بھروسہ کر پائے گی؟اس بات کی کیا گارنٹی تھی کہ اس کی زندگی میں موجود باقی اچھے لوگ ایسا نہیں کریں گے۔اب کیا وہ اپنی زندگی میں موجود سب لوگوں کو شک کی نگاہوں سے دیکھے گی؟

زخرف نے سر جھٹکا۔وہ یہ سب کیوں سوچ رہی تھی۔اسے تو یوسف کے بارے میں سوچنا ہے۔اسے اپنے باپ کو بچانا ہے۔اس چیز کو سوچنے کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا کہ جہانگیر نے کتنی بے دردی سے اس کی پیٹھ پر چھرا گھونپا۔اب صرف یہ بات معنی رکھتی تھی کہ وہ اپنے باپ کو اس سے کیسے بچائے گی۔

www.novelsclubb.com

باہر کا دروازہ کھلا تو کوئی راہداری میں داخل ہوا۔زخرف نے گردن موڑ کر دیکھا۔

وہ جہانگیر تھا۔وہ چلتا ہوا سلاخوں تک آیا۔

زخرف فوراً اٹھ کر بیٹھی۔وہ سلاخوں سے ٹیک لگائے اسے دیکھنے لگا۔

"جانتی ہو جب یوسف مرجان تمہارے لیے تڑپتا ہے تو کتنا سکون ملتا ہے مجھے؟"

زخرف کچھ نہیں بولی۔خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔

"میری زندگی میں اب بس ایک خوشی بچی ہے۔اور وہ خوشی تم دونوں کی تکلیف سے ملتی ہے۔"

وہ سر اٹھا کر بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم نے فیصلہ کر لیا؟"

زخرف نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا فیصلہ کیا؟" جہانگیر کا لہجہ نرم تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم جو کہو گے میں وہ کروں گی۔ بابا سے ارسم سے سب سے دور چلی جاوں گی۔ جس ملک میں کہو گے وہاں چلی جاوں گی۔ ساری عمر گمنامی کی زندگی گزار لوں گی۔ بس تم اس سب کے بدلے بابا کو کچھ نہیں کہو گے۔ تم ان کی زندگی سے بھی نکل جاو گے۔"

جہانگیر اس کو دیکھتے مسکرایا۔

راحیل۔" اس نے اونچی آواز لگائی۔

راحیل دوڑا اندر آیا۔

"سیل کھولو۔" خود وہ کرسی میز تک آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

راحیل نے سیل کا تالا کھول دیا۔

"ٹھیک ہے جاو تم۔" جہانگیر کے کہنے پر راحیل چلا گیا۔" باہر آو۔" اب کے زخرف کو ہاتھ کے اشارے سے کہا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سلاخوں کے دروازے کو دھکیلتی باہر آ گئی۔

"شاباش یہاں آو۔ چائے بناو میرے لیے۔" وہاں میز پر چائے کا سامان پڑا تھا۔

زخرف خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔

"کیا ہوا۔ نہیں بناو گی؟"

زخرف جواب دیے بنا میز تک آئی اور ٹی بیگ کے پیک سے ایک ٹی بیگ نکالا اور کپ میں ڈالا۔ جہانگیر محظوظ ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔ زخرف نے کیٹل کا سوئچ ایک طرف بورڈ میں لگایا۔ اس میں پانی پہلے ہی تھا۔ سوئچ لگتے ہی پانی گرم ہونے لگا۔ پانی گرم ہوا تو اس نے کپ میں ڈالا۔ دودھ اور چینی کپ میں ڈال کر اس نے جہانگیر کے سامنے رکھ دیا۔

"گڈ گرل۔" جہانگیر نے مسکراتے کپ اٹھایا۔ "اب میرے جوتے اتارو۔"

زخرف اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔اس کی نظریں کہیں زمین میں اٹکی تھیں۔اس کا دل پھٹ رہا تھا۔وہ جہانگیر کے پیروں کے قریب بیٹھی۔کانپتے ہاتھ آگے بڑھائے اور اس کا جوتا اتارنے لگی۔

جہانگیر نے چائے کا ایک سپ لیا اور حیران ہو کر زخرف کو دیکھا۔

"تم سچ میں کمال کی چائے بناتی ہو۔ماننا پڑے گا۔"

اس کے جوتے اتار کر زخرف نے اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا لیے۔

"اب پیر دباو۔"چائے پیتے اونچی آواز میں بولا۔

چائے ختم کر کے جہانگیر نے سر پیچھے کرسی پر ٹکا لیا اور آنکھیں موند لیں۔

زخرف دل پر پتھر رکھے اس کے پیر دبانے لگی۔آنسو آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے۔

دروازہ کھلا اور راحیل اندر آیا۔اس نے حیرت سے زخرف کو دیکھا۔زخرف نے سر نہیں اٹھایا۔چپ کر کے اپنا کام کرتی رہی۔

.....

راحیل اپنی کرسی پر بیٹھا بلیک کافی میں چمچ ہلا رہا تھا۔اس نے سر اٹھا کر باہر کے دروازے کو دیکھا۔پھر وہ اٹھا اور دروازہ کھول کر ایک نظر باہر ڈالی۔دروازہ بند کیا اور اندر سے لاک کر دیا۔پھر وہ چلتا سیل تک آیا۔

"زخرف۔" دھیرے سے اسے آواز دی۔

وہ اسی جانب منہ کیے لیٹی تھی۔ نظریں فرش پر کہیں تھیں۔

"زخرف؟" وہ پھر سے اسے پکارتا سلاخوں کے ساتھ نیچے بیٹھا۔

زخرف نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

راحیل نے کافی کا مگ سلاخوں سے اندر کر دیا۔زخرف نے کپ کو دیکھا اور پھر اسے۔

"تم جانتی ہو میں تم سے اتنی ہمدردی کیوں کرتا ہوں؟" وہ نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

زخرف کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نا تھے۔

"میں صرف تیرہ سال کا تھا جب مجھے جہانگیر ملا تھا۔" اس نے چہرہ دوسری جانب کیا اور سلاخوں سے ٹیک لگالی۔یوں کہ اب پیٹھ زخرف کی جانب تھی۔

"میں بہت چھوٹا تھا جب میرے ماں باپ ایک دھماکے میں مارے گئے تھے۔میرا تعلق بلوچستان کے ایک گاوں سے تھا۔ہاں تم بھی اس وقت بلوچستان میں ہو۔ میری بہن اس وقت صرف چھ سال کی تھی۔میرے ماں باپ کے بعد صرف وہی میری زندگی تھی۔میں تیرہ سال کا اور میری بہن دس سال کی تھی جب ہم نے وہ شادی اٹینڈ کی تھی۔ہمارے رشتے دار کی ایک شادی۔میری بہن اس دن بہت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خوبصورت لگ رہی تھی۔اس کی آنکھوں کا رنگ تمہاری آنکھوں جیسا تھا۔ہلکا بھورا۔اس کے بال بھی تمہارے بالوں کے رنگ کے تھے۔وہاں رنگ برنگے ٹینٹ لگے تھے۔میں کچھ لڑکوں کے ساتھ اپنے جانور دیکھنے گیا تھا اور اسی وقت پیچھے اس ٹینٹ پر ایک ڈرون گرا۔مجھے نہیں معلوم میں کیسے وہاں تک پہنچا۔مجھے آج بھی یاد ہے جب میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کے جسم کے ٹکڑے اکٹھے کیے تھے۔اس کے بازو،اس کے پیر،اس کا سر۔اس کے بھوری آنکھیں کھلی تھیں۔ان میں بہت خواب تھے جنہیں ایک حملے نے تباہ کر دیا۔کچھ ہی عرصے بعد مجھے جہانگیر ملا۔جہانگیر نے مجھے کہا کہ میں اس کے لیے کام کروں۔اس نے مجھے بہت کچھ سکھایا۔وہ ہمیشہ مجھے کہتا تھا کہ اس ملک کے لوگ بہت ظالم ہیں۔وہ خاموشی سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر دوسروں پر ظلم ہوتا دیکھتے ہیں۔اور وہ ٹھیک ہی کہتا تھا۔یہی سچ ہے۔میرے جیسے لوگوں کے پورے خاندان حملوں میں مارے جاتے ہیں۔میرے جیسے لوگ بہت چھوٹی عمر میں اپنی ماں اپنی بہن کے جسم کے

www.novelsclubb.com

ٹکڑے اکٹھے کرتے ہیں اور تم جیسے لوگ؟ تم جیسے لوگ اس سب کو ہیڈ لائینز میں سن کر چینل تبدیل کر دیتے ہو۔ کہ کہیں دل خراب نا ہو جائے۔ ہمارے لیے کوئی نہیں بولتا۔ پھر ہم تم لوگوں سے نفرت کیوں نا کریں؟"

زخرف اٹھی اور سلاخوں کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"میں جہانگیر کے ساتھ چلا گیا تھا۔ میں ایک پتھر دل انسان بن گیا تھا۔ میں نے آج تک یہاں لائے جانے والے کسی بھی انسان پر کبھی رحم نہیں کھایا۔ لیکن تم وہ واحد انسان ہو جسے دیکھ کر مجھے رحم آ جاتا ہے۔ اور اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے۔ تمہاری آنکھیں صرف میری بہن جیسی ہیں۔ اور کوئی کمال نہیں ہے تمہارا۔"

زخرف نے کافی کے مگ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ دونوں ہاتھوں سے کپ کو تھام کر وہ لبوں تک لے گئی۔ پہلا گھنٹ بھرتے ہی اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔ کافی بہت کڑوی تھی۔

پہلا گھونٹ اندر اترتے ہی دماغ میں ایک ٹیس اٹھی۔وہ پیتی گئی۔دماغ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے دل کی طرح دھڑکنے لگا ہو۔دماغ کی بند نسیں کھلنے لگی تھیں۔کافی کے ایڈیکٹس کا یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ان کے دماغ میں ہر وقت ایک برف سی جمی ہوتی ہے جو صرف اس کالے مائع سے ہی پگھلتی ہے۔

کافی ختم کر کے زخرف نے کپ ایک طرف رکھ دیا۔اس کے دماغ میں ہتھوڑے چلنے لگے تھے۔جیسے اس کا دماغ نیند سے جاگ رہا ہو۔

.....

www.novelsclubb.com

وہ مرجان آفس کا لان تھا۔بلیاں گھاس پر کھیل رہی تھیں۔یوسف اداسی سے بیٹھے ان کو دیکھ رہے تھے جب ارسم انہیں اس جانب آتا دکھا۔وہ ان کے قریب آ کر رکا لیکن بیٹھا نہیں۔

"بیٹھو بیٹے۔" وہ انسیت سے اسے دیکھتے بولے۔

"آپ مصروف تو نہیں ہیں؟"

یوسف نے ہنس کر سر جھٹکا۔

"نہیں۔بس اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔پتہ نہیں اور کتنے لوگ ہیں جن سے دھوکہ کھانا ہے۔"

"مجھے امید ہے آپ کی آزمائش جلد ختم ہو جائے گی۔"ارسم کرسی پر بیٹھا اور ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔

"جہانگیر کا کچھ پتا چلا؟"

www.novelsclubb.com

ارسم نے نفی میں سر ہلایا۔

"فلحال مجھے آپ سے کسی کو ملوانا ہے۔آپ جاننا چاہتے ہیں نا کہ مجھے جہانگیر کی اصلیت کیسے معلوم ہوئی؟"ارسم نے چہرہ پیچھے موڑا۔

یوسف بھی اس جانب دیکھنے لگے۔ایک تقریبا جہانگیر کی ہی عمر کا آدمی ان کے منظر نامے میں آیا۔گھاس پر چلتا وہ ان کی جانب آنے لگا۔چہرے پر اداس سی مسکراہٹ تھی۔یوسف کے چہرے پر گہرا شاک تھا۔

"سعید؟" وہ حیران ہوتے کھڑے ہوئے۔

"کیسے ہیں آپ سر؟" وہ ان کے قریب آکر ادب سے بولا۔

"تم تو۔۔۔۔"

"سعید زندہ تھا خان بابا۔اور مجھے جہانگیر کی سچائی اسی نے بتائی ہے۔"

کچھ دیر بعد وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔یوسف حیران کن تاثرات سے اپنے اس پرانے ملازم کو سن رہے تھے جو کئی سالوں پہلے خودکشی کر چکا تھا اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس کی لاش دیکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اس وقت جب وہ سب ہوا تھا، میرا مطلب میری خودکشی وہ سب ایک ڈرامہ تھا سر۔ کچھ مہینے قبل مجھے جہانگیر کی سچائی معلوم ہو گئی تھی۔ میں نے کئی دفعہ اسے کال پر بات کرتے سنا تھا۔ وہ کسی افتی نامی شخص سے بات کرتا تھا۔ اس وقت پولیس کے مطابق افتی سعد آغا کا خاص ملازم ہے اور اسے بھی تلاش کیا جا رہا ہے۔ جب مجھے جہانگیر کی سچائی کا علم ہوا تو جہانگیر کو بھی مجھ پر شک ہو گیا۔ وہ آپ کے اتنا قریب ہوتا تھا سر کہ کسی اور ملازم کا آپ کے قریب آنا اس نے ناممکن کر دیا تھا۔ اس نے مجھے دو دفعہ مارنے کی کوشش کی۔ میں جانتا تھا کہ میں سچ آپ تک پہنچا نہیں پاؤں گا، اگر پہنچا دیا تو آپ جہانگیر پر جتنا بھروسہ کرتے تھے آپ اس کے مقابلے میں کسی اور کا یقین نہیں کریں گے۔ جب تیسری دفعہ جہانگیر نے مجھے مارنے کی کوشش کی تو اس نے میرے رات کے کھانے میں زہر ملایا تھا۔ میں نے ایک دو لوگوں اور ایک ڈاکٹر کو ساتھ ملایا۔ وہ کھانا میں نے پھینک دیا۔ میں نے اس ڈاکٹر کی دی ہوئی دوا کھالی جس کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ صبح جب میں اپنے

www.novelsclubb.com

کواٹر میں بے ہوشی کی حالت میں پایا گیا تو جہانگیر اتنا خوش تھا کہ وہ ٹھیک سے چھان بین بھی نہیں کر پایا۔ وہی ڈاکٹر کو بلایا گیا اور اس نے آپ سب سے میرے کہنے پر یہی کہا کہ میری وفات ہو گئی ہے اور میں نے خودکشی کی ہے۔ میں نے وہ سب جہانگیر سے بچ کر بھاگنے کے لیے کیا تھا۔ اس کے بعد میری فیملی کے دو تین لوگ جنہیں میں حقیقت بتا چکا تھا وہ آ کر میری باڈی لے گئے۔ میں اپنے گاوں چلا گیا اور جہانگیر کو نا تو دوبارہ شک ہوا اور نا ہی اس نے کبھی میرا پیچھا کیا۔ لیکن پھر بھی وہ ایک راز تھا جو مجھے معلوم تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ میں وہ آپ تک پہنچاوں، لیکن جہانگیر ہمیشہ کسی سانپ کی طرح آپ کے قریب ہوتا تھا۔ پھر میں نے اس آفیسر سے رابطہ کیا جو زخرف کے کیس کو دیکھ رہا تھا۔ آفیسر سفیان۔"

یوسف کی آنکھوں میں بے پناہ بے یقینی امڈ آئی۔

"آفیسر سفیان؟" وہ جیسے کسی ٹرانس کی حالت میں بولے۔

www.novelsclubb.com

"جی۔وہ ایک بے قصور انسان تھا۔بلکہ ایک وفادار اور قابل آفیسر بھی تھا۔میں نے اسے جہانگیر کی سچائی بتادی تھی اور جہانگیر کو بھی اس پر شک ہو گیا تھا۔دوسرا یہ کہ آفیسر سفیان اتنا قابل تھا کہ اس نے جہانگیر کے ہوتے ہوئے بھی آپ کی بیٹی کو ڈھونڈ نکالا۔وہ سچ میں ایک ہیرا تھا۔لیکن جہانگیر نے کیا کیا؟ جہانگیر نے اسے بھی مروادیا اور سارا ملبہ اس طرح سے اس پر ڈالا کہ آفیسر سفیان غلط بن گیا۔"

یوسف نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور سر کے بالوں تک لے گئے۔ان کی آنکھیں شدید لال ہونے لگی تھیں۔

"جب آفیسر سفیان بھی مارا گیا تو میرے پاس کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔میں خاموش ہو گیا۔لیکن پھر زخرف بی بی کے دوبارہ اغوا ہونے کے بعد میں خاموش نہیں رہ سکا۔میں نے ارسم صاحب کا سوشل میڈیا پر وہ وائرل بیان سنا اور پھر ان سے رابطہ کیا اور ان کو ساری سچائی بتادی۔جہانگیر کے پکڑے جانے کی بے حد خوشی تھی لیکن اس کے جیل سے بھاگ جانے کا افسوس ہوا۔"

یوسف اٹھ کھڑے ہوئے۔

"مجھے۔۔۔۔مجھے کچھ دیر اکیلے وقت گزارنا ہے۔" وہ تیزی سے اپنے دفتر کی جانب بڑھ گئے۔بلیاں ان کے ساتھ دوڑنے لگیں لیکن آج وہ یوسف کی اٹینشن لینے میں ناکام رہیں۔

.....

وہ ہسپتال کا لمبا سا کاریڈور تھا۔دائیں جانب کمرے تھے اور بائیں جانب دیوار گیر کھڑکیاں۔کچھ کھڑکیاں کھلی تھیں اور کچھ بند تھیں۔محمد نے گھٹنوں سے نیچے تک اون کا موٹا سا کوٹ پہنا تھا۔سر پر اون کی ٹوپی تھی اور ناک میں ہمیشہ کی طرح قنولہ۔

چند کاغذوں کو سینے سے لگائے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ایک کھڑکی کے قریب وہ رکا اور باہر دیکھنے لگا۔کاغذ سینے کے ساتھ چپکے تھے۔کئی لمحے

باہر آسمان سے گرتی برف کو دیکھتے گزر گئے۔ پھر اس نے ان کاغذوں کے پلندے کو سینے سے ہٹایا اور اپنے چہرے کے سامنے کیا۔

سب سے اوپر والے صفحے پر اختتام لکھا تھا۔ زخرف مرجان کی کہانی کا اختتام۔ یہ صفحہ اس نے چند گھنٹوں پہلے ہی لکھا تھا۔ ایتھن کے مشورے پر اس نے خود سے ہی زخرف مرجان کی زندگی کا اختتام کر دیا تھا۔ اور اب وہ ان سوچوں میں گم تھا کہ کیا واقعی زخرف مرجان کی زندگی کا اختتام ایسا ہو گا۔۔۔ یا کسی اور طرح۔ وہ قید سے نجات پائے گی کہ نہیں؟ وہ نہیں جانتا تھا کہ زخرف مرجان کی زندگی اب کس رخ مڑے گی۔ اس کی زندگی کے آنے والے سال کیسے ہوں گے۔ وہ زندہ رہے گی یا مر جائے گی۔ لیکن اس نے اپنی کہانی میں زخرف مرجان کا اختتام لکھ دیا تھا۔ اس کی قسمت لکھ دی تھی۔

محمد نے ایک لمبی سانس کھینچی اور قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھے ہی اسے علم نا ہوا کہ وہ کب سو گیا۔ کاغذ اس کے سینے سے لگے تھے اور وہ خوابوں کی دنیا میں

www.novelsclubb.com

گھوم رہا تھا۔اس دن اس نے سوتے ہوئے بہت سے خواب دیکھے۔پہلے وہ اپنے والدین سے ملا اور پھر اپنے بھائی سے۔اگلے خواب میں وہ ارسم کے ساتھ تھا۔وہ دونوں اکٹھے کسی درخت کے نیچے کھڑے برف باری دیکھ رہے تھے۔آخری خواب میں اس نے زخرف مرجان کو دیکھا۔اس کا وہ خواب پورا نا ہو سکا اور بیچ میں ہی ٹوٹ گیا۔وہ ابھی بھی نیند میں ہی تھا۔وہ ایسی نیند معلوم ہوتی تھی جیسے وہ اس سے اٹھ ہی نہیں سکے گا۔

ایتھن اسے تلاش کرتا اس کاریڈور میں آیا اور اسے کرسی پر بیٹھے دیکھ کر تیزی سے اس کے قریب آیا۔

www.novelsclubb.com

محمد کا چہرہ ایک طرف کو ڈھلکا ہوا تھا۔ایتھن نے اسے کندھے سے ہلایا۔

"محمد۔یہاں کیوں سوئے ہو تم۔"اس کا کندھا جھنجوڑا لیکن محمد کے بے سود جسم میں کوئی حرکت نا ہوئی۔سینے سے لگے ہاتھ بھی نیچے کو گر گئے۔ہاتھوں کے ساتھ ہی سب کاغذ بھی نیچے گرتے زمین پر پھیل گئے۔

ایتھن نے پریشان ہو کر اس کا قنولہ اتارا۔اس کے ناک کے سامنے انگلی کی لیکن ہلکی سی بھی سانس نہیں تھی۔اس نے فوراً اس کی کلائی تھامی۔ نبض بند ہو چکی تھی۔

ایتھن کی آنکھ سے ایک موٹا سا آنسو نکل کر بہہ گیا۔اس نے محمد کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا، سر پر بوسہ دیا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

.....

ٹھک سے وہ دروازہ کھلا اور جہانگیر اندر داخل ہوا۔وہ تیزی سے زخرف کے سیل تک آیا۔وہ سلاخوں کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ سر جھکا ہوا تھا۔

"تیار ہے یہ؟" زخرف کو دیکھتے ہوئے راحیل سے پوچھا۔

"ہاں۔" راحیل فوراً اپنی کرسی سے کھڑا ہوا۔

"ہمم۔سب سے پہلے اس کے چہرے کی سرجری کرنی ہے۔آج رات تک ڈاکٹرز پہنچ جائیں گے۔"

زخرف کے جھکے چہرے میں حرکت ہوئی۔اس نے سر اٹھایا اور اوپر دیکھا۔جہانگیر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں نے اپنا فیصلہ تبدیل کر لیا ہے جہانگیر۔"اس نے دبی سرگوشی کی۔کچھ تھا جو زخرف کی نظروں میں تبدیل ہو گیا تھا۔کچھ تھا جو کل تک وہاں نہیں تھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟"وہ اکتا کر بولا۔

"وہی جو تم نے سنا۔میں وہ نہیں کروں گی جو تم لوگ مجھ سے چاہتے ہو۔"اس کا لہجہ پختہ تھا۔

جہانگیر اس کے قریب سلاخوں کے ساتھ بیٹھا۔

"جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"ہاں۔" زخرف اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔اس کا دماغ ابھی تک دل کی طرح دھڑک رہا تھا۔بہت کچھ تھا جو صاف صاف دکھنے لگا تھا۔

جہانگیر نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا گلہ پکڑنا چاہا لیکن زخرف نے گردن پیچھے ہٹا لی۔

"تم نے ایک بہت بڑی غلطی کر دی جہانگیر۔جس دن تم یہاں آئے تھے،اس دن تم اپنا لباس تبدیل کرنا بھول گئے تھے۔"

جہانگیر آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم نے پولیس کی پینٹ پہن رکھی تھی۔بوٹ بھی وہی تھے۔یہاں تک کے تمہاری پینٹ کی جیب سے ایک کارڈ بھی لہرا رہا تھا۔اور تم اتنے دنوں سے یہاں ہو۔جانتے ہو اس سب کا کیا مطلب ہے جہانگیر؟" وہ ہاتھوں کو پنجوں کی طرح زمین پر رکھے اس کے قریب ہوئی۔

"اس کا مطلب ہے باہر تمہاری حقیقت کھل چکی ہے۔ بابا کو تمہاری اصلیت معلوم ہو گئی ہے۔اور پولیس تمہیں گرفتار کر چکی ہے۔ تم پولیس کی ہی وردی پہن کر جیل سے بھاگ کر یہاں آئے ہو۔"

جہانگیر ٹھہر کر اسے دیکھ رہا تھا۔ پیچھے کھڑا راحیل بھی حیران تھا۔

"اس سیل میں رہ کر تمہارا دماغ خراب ہونے لگا ہے۔" دانت پیستے بولا۔

زخرف ایک دم ہنسی پھر دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی۔

"تم جانتے ہو، میں پینٹ کیسے کرتی ہوں؟" وہ سامنے دیوار کو دیکھنے لگی۔ "میں ہمیشہ کہانیوں سے متاثر ہو کر پینٹ کرتی ہوں۔پرانی کہانیوں سے۔جب میں کہانی پڑھتی ہوں تو میں ذہن میں ایک خاکہ بناتی ہوں۔ پھر اسے دماغ کے ایک حصے میں سٹور کر لیتی ہوں۔اس حصے میں بے شمار خاکے سٹور ہوتے ہیں۔ لیکن جب میں کینوس کے سامنے کھڑی ہوتی ہوں تو وہ حصہ کھلتا ہی نہیں ہے۔" اس نے گردن جہانگیر کی جانب موڑی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ "جب تک میں اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حلق میں کافی نا انڈیل لوں وہ حصہ نہیں کھلتا۔ کتنی بڑی کمزوری ہے نا یہ میری جہانگیر؟" نظریں اٹھا کر راحیل کو دیکھا۔ چہرے پر مسکراہٹ ہنوز تھی۔ راحیل نے تھوک نگلا۔

"آج رات تمہاری سرجری ہے سنا تم نے۔ مجھے تمہاری بکواس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ کچھ ہی دنوں میں ہم تمہیں اس ملک سے ہمیشہ کے لیے بھیج دیں گے۔"

"تمہیں جو کرنا ہے شوق سے کرو۔ میرا چہرہ تبدیل کرنا ہے؟ کر دو۔ مجھے کسی اور ملک بھیجنا ہے وہ بھی بھیج دو۔ لیکن میری بات یاد رکھنا جہانگیر، میرے پاس یہ زبان موجود ہے۔ میں جہاں جاوں گی، چیخ چیخ کر دنیا کو بتاوں گی کہ میرے ساتھ کیا ہوا۔ اگر زبان کاٹ دو گے تو اشاروں سے بتاوں گی۔"

جہانگیر نے زور سے ہونٹ بھینچے ایک سلاخ کو پکڑا۔

"کیا ہوا؟ غصہ آ رہا ہے۔ میری چلتی ہوئی زبان بری لگ رہی ہے نا؟ لیکن میں تو بولوں گی۔ تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے میری نظر میں اور نا ہی میں تم سے ڈرتی ہوں۔ تم میرے ملازم تھے اور آج بھی میرے سامنے تمہاری وہی حیثیت ہے۔"

جہانگیر کھڑا ہو گیا۔

"دروازہ کھولو۔" نظریں ہنوز زخرف پر تھیں۔

"تم اس کے علاوہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتے۔" وہ افسوس سے بولی۔

"دروازہ کھولو۔" وہ ایک دم غرایا۔ راحیل نے فوراً آگے بڑھ کر تالا کھول دیا۔

جہانگیر دروازے کو دھکیلتا اندر آیا اور اس کے پاس بیٹھ کر اس کے جبڑے کو ایک ہاتھ میں جکڑا۔

"ایک دفعہ مزید یہی بات کہو اور دیکھو تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ پاگل ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ زخرف بھی بے خوفی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ مزید اس کے قریب جھکی۔

"میں تم سے نہیں ڈرتی۔ تمہاری حیثیت صرف ایک ملازم کی سی ہے۔"

جہانگیر نے اس کا بازو پکڑ کر مروڑا اور پیچھے اس کی کمر پر لگا دیا۔ زخرف کی ایک چیخ بلند ہوئی۔ دوسرے ہاتھ سے جہانگیر نے اس کے بال دبوچے۔

راحیل افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پھر سے کہو۔"

www.novelsclubb.com

زخرف کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"تم صرف ایک نوکر ہو جہانگیر۔ ایک بدنسلی کتا جسے میرے باپ نے پالا تھا۔" وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔

جہانگیر نے اس کے بال چھوڑ دیے۔اس کو بازو سے پکڑے وہ کھڑا ہوا اور اسے گھسیٹتے سیل سے باہر نکلا۔

"جہانگیر۔رک جاو۔"راحیل لڑکھڑاتی آواز میں بولا۔

جہانگیر زخرف کو گھسیٹتا راہداری میں آگے بڑھتا گیا۔راحیل بھی اس کے پیچھے دوڑا۔

ایک دروازے کے باہر وہ رکا اور دروازے کو کھولا۔یہ کمرہ بلکل خالی تھا۔ایک پُلی سی تھی جو چھت سے نیچے کو لٹک رہی تھی۔جہانگیر اسے گھسیٹتا اندر آیا اور زور سے زمین پر پھینکا۔

www.novelsclubb.com

"جہانگیر۔چھوڑ دو اسے۔"راحیل منت سماجت کرتا اس کے قریب آیا۔

"اسے باندھو۔"

"جہانگیر۔۔۔۔"

"میں نے کہا اسے باندھو۔" وہ زور سے گرجا۔

راحیل نے افسوس سے زخرف کو دیکھا اور اس کے قریب آیا۔ اسے کھڑا کر کے وہ اس پُلی کے قریب لایا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ مجھ پر تشدد کر کے تم جیت جاو گے تو تم بیوقوف ہو۔ تم مجھے جسمانی طور پر ہرا سکتے ہو جہانگیر لیکن دماغی طور پر نہیں۔ تم زخرف کو کبھی نہیں توڑ سکتے۔"

راحیل نے اس کے ہاتھ اوپر کیے انہیں پُلی میں باندھ دیا۔

جہانگیر آگے بڑھا اور راحیل کو گریبان سے پکڑے کمرے سے دھکیل کر باہر نکال دیا اور دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔

وہ کمرے میں ایک طرف آیا جہاں بہت سی بیلٹس اور رسیاں لٹک رہی تھیں۔ اس نے ایک بیلٹ کھینچ کر نکالی اور زخرف کی جانب آیا۔

"اس سب کی شروعات تمہارے پیدا ہونے سے ہوئی تھی۔ تم وہ منحوس بچی تھی جس کے پیدا ہونے سے نا جانے کتنی زندگیاں برباد ہونے لگی۔ تمہارے ہی پیچھے میں نے اپنی بیٹی بھی کھو دی۔ تو شروعات تمہاری پیدائش سے کرتے ہیں۔"

زخرف ہونٹ بھینچے بنا پلکیں جھپکائے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"یہ پہلا وار، تمہارے پیدا ہونے پر۔"

باہر راحیل دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے آنکھیں زور سے میچ رکھی تھیں۔ وہ جس دیوار کے ساتھ لگا تھا اس دیوار کو زخرف کی چیخوں سے لرزتا محسوس کر سکتا تھا۔ کئی لمحے گزرے لیکن جہانگیر کے وار ختم نا ہوئے۔ وہ گنتا جا رہا تھا اور مارتا جا رہا تھا یہاں تک کے زخرف کی چیخیں بند ہو گئیں۔ چالیس پر جا کر جہانگیر کے وار رک گئے۔

بھاری پیروں کی آواز ابھری، پھر دروازہ کھلا۔ جہانگیر لڑکھڑاتا وہاں سے گزر کر چلا گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

راحیل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا دروازے تک آیا۔

سامنے وہ لاش کی طرح لٹکی ہوئی تھی۔اس کے جسم کا جو حصہ بھی دکھتا تھا اس پر بیلٹ کے نشان ثبت تھے۔ایک دو جگہ سے کپڑے بھی پھٹ گئے تھے۔ حتی کہ چہرے پر بھی گہری لاسیں تھیں۔

وہ اس کے قریب آیا تو زخرف کی آنکھیں بند تھیں۔اس کا جسم اس پُلی کے ساتھ جھول رہا تھا۔

راحیل نے ہاتھ اوپر کر کے اس پُلی کو کھولا تو زخرف کا جسم دھڑم سے زمین پر جا گرا۔

www.novelsclubb.com

.....

راحیل نے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا اور دو تین قطرے اس کے منہ میں ڈالے۔اس کے پورے جسم پر مرہم لگی تھی۔وہ اسی زمین پر پڑی تھی۔دونوں ہاتھوں پر ٹیپ لگی تھی۔ٹیپ کے نیچے سوئیاں تھیں جو اس کی ویز میں لگی تھیں۔ڈرپ کی بوتلیں سلاخوں کے ساتھ لٹکائی گئی تھیں۔

باہر جہانگیر کرسی پر بیٹھا تھا۔دونوں پیر سامنے میز پر رکھے تھے۔سامنے دو ڈاکٹر کھڑے تھے۔

"اگر یہ کچھ کھائیں پیئیں گی نہیں تو زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گی۔"

جہانگیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔نکلو تم دونوں۔"دونوں ڈاکٹرز وہاں سے چلے گئے۔

"کھلاوا اسے کچھ۔"وہ راحیل کو دیکھتے بولا جو زخرف کے پاس بیٹھا تھا۔

"وہ ہوش نہیں کر رہی۔"راحیل زخرف کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

جہانگیر نے کندھے اچکائے۔

"میری طرف سے مر جائے۔"

راحیل نے سر اٹھا کر جہانگیر کو دیکھا۔

"اگر سعد آغا کو معلوم ہوا کہ تم نے اسکے ساتھ یہ سب کیا ہے تو جانتے ہو ناوہ کیا کرے گا۔"

جہانگیر نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں اس بچے سے ڈرتا ہوں؟"اپنی تھوڑی کھجاتا بولا۔

www.novelsclubb.com

"ہے تو وہ تمہارا مالک ناجہانگیر۔"

"آج تک اس نے کیا کیا ہے؟ صرف اپنے باپ کے پیسے پر عیاشی؟ ناکارہ انسان ہے وہ جو ایک عورت پر مر مٹنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکا۔ اگر آج واصف آغا زندہ ہوتا تو اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دیتا۔"

راحیل خاموش رہا۔

جہانگیر اٹھا اور سیل کے اندر آیا۔

"جاو کھانا لے کر آو۔"

اس کے کہنے پر راحیل اٹھ کر باہر چلا گیا۔

جہانگیر زخرف کے قریب نیچے بیٹھا اور اس کا گال تھپتھپایا۔

"ڈرامے نہیں کرو۔اٹھو۔"اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔"اٹھو۔"

جہانگیر نے زور سے اس کے کندھے کو جھنجوڑا۔

www.novelsclubb.com

زخرف کے لبوں سے ایک دبی ہوئی چیخ نکلی۔

راحیل اندر داخل ہوا اور کھانے کی پلیٹ جہانگیر کی جانب بڑھائی۔جہانگیر نے ایک نوالہ توڑا اور اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔

اس کا منہ بے حس و حرکت رہا۔

"چباوا سے۔" وہ اس کے کان کے قریب غرایا۔

وہ دھیرے دھیرے چبانے لگی۔

جہانگیر نے نظریں اٹھا کر راحیل کو دیکھا۔

"ایسے کھلاتے ہیں۔"

راحیل خاموش رہا۔

"اٹھ کر بیٹھو۔" جہانگیر دوسرا نوالہ بناتا بولا۔

زخرف کی آنکھیں بند رہیں۔اس نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔چہرے پر تکلیف تھی۔

"ڈرامے باز۔" وہ یونہی زبردستی اسے نوالے کھلاتا گیا۔

.....

www.novelsclubb.com

حرا کبھی نظریں اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے یوسف مرجان کو دیکھتی تو کبھی نظریں زمین میں گاڑھ لیتی۔

"تمہارے شوہر کو غلط کہنے اور ماننے کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں۔ وہ بلکل بے قصور تھا۔ بلکل معصوم۔"

وہ حرا کے گھر پر تھے۔ ان کے ساتھ صوفے پر ان کا ملازم سعید بیٹھا تھا۔

"جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کے شوہر زخرف کے دشمنوں سے نہیں ملے تھے بلکہ ان لوگوں نے آفیسر سفیان سے بدلہ لینے کے لیے اسے مروایا تھا۔"

"جانتی ہوں میں۔" حرا یوسف کو دیکھتی بولی۔ "پہلے دن سے جانتی تھی کہ میرے شوہر نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔ وہ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ تو آپ سب لوگ کہتے تھے کہ وہ زخرف کے دشمنوں سے ملا ہے۔"

"لیکن اس سب میں یوسف مرجان اور ان کی بیٹی کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

سعید مزید بول رہا تھا لیکن یوسف نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"میں تمہارے شوہر کے ازالے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔آج آفیسر سفیان کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔وہ شخص جس نے میری بیٹی کو تلاش کیا تھا میں اس کی فیملی کو ایسے نہیں چھوڑ سکتا۔"

"میرا شوہر واپس لا سکتے ہیں؟" حرا درشتگی سے بولی۔

یوسف نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"واپس تو میں اپنی بیٹی کو بھی نہیں لا سکتا۔تمہارے شوہر کا بچھڑ جانا تمہاری آزمائش ہے حرا اور میری بیٹی کا بچھڑ جانا میری آزمائش ہے۔ہم زیادہ مختلف نہیں ہیں۔"

"یہی تو بات ہے۔آج آپ کی بیٹی نہیں ہے تو آپ کو میرے دکھ کا احساس ہوا۔اور ویسے بھی آپ اور میں ایک جیسے ہر گز نہیں ہیں۔آپ کی بیٹی کو بچانے کے لیے پورا ملک کوشش کر رہا ہے اور ممکن ہے وہ واپس آ بھی جائے۔اور میرا شوہر؟

میرے شوہر کو جب دن کی روشنی میں گولیاں ماری گئی تھیں اس وقت کون کھڑا ہوا تھا اس کے لیے؟ اب تو آپ نے بھی مان لیا ہے کہ وہ بے گناہ تھا۔ پھر بتائیں یوسف مرجان میرے شوہر کے لیے کوئی کیوں نہیں کھڑا ہوا؟ اس لیے کہ وہ تیسرے درجے کا شہری تھا۔ اور آپ لوگ ٹھہرے ملک کے معزز لوگ۔"

"میں تمہارا شکوہ اچھے سے سمجھتا ہوں حرا۔ پہلے مجھے حقیقت معلوم نہیں تھی۔ لیکن اب حقیقت معلوم ہونے پر آفیسر سفیان میرے لیے ایک ہیرو سے کم نہیں ہے۔ ایک ایسا آفیسر جس نے وفاداری سے اپنی ڈیوٹی پوری کرتے ہوئے شہادت کی موت پائی۔ تم فکر نہیں کرو۔ تمہارے شوہر کو وہ عزت ضرور ملے گی جو وہ ڈیزرو کرتا تھا۔ میں تمہارے شوہر کو واپس نہیں لا سکتا لیکن میں اسے اس کا حق ضرور دلواوں گا۔"

حرا نے چہرہ موڑا اور دوسری جانب دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

.....

ریسٹورینٹ کی ہلکی روشنیوں نے ماحول کو مزید دلکش بنا رکھا تھا۔لوگوں کی باتوں کی ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ اور پلیٹوں کے ساتھ ٹکراتے کانٹے چمچ کے علاوہ وہاں کوئی دوسری آواز نا تھی۔

ہیلی نے کانٹے میں پھنسائے سالمن کو منہ میں رکھا اور بغور ارسم کو دیکھا جو کھانا بھول کر اپنے فون میں مگن تھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ پاکستان آوں گی تو تم بہت خوش ہو گے۔مجھے اپنا پورا ملک گھماو گے۔اپنے بچپن کی دوست کو اپنے ملک میں دیکھ کر آخر کون خوش نہیں ہوتا ہو گا۔"

ارسم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور فون بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"ایسا نہیں ہے ہیلی۔مجھے خوشی ہے کہ تم یہاں آئی ہو۔مجھے سچ میں برا فیل ہو رہا ہے کیونکہ میں تمہیں وقت نہیں دے پا رہا۔"

"کیا وہ لڑکی اتنی اہم ہے تمہارے لیے کہ تم اپنا بزنس بھی بھول گئے ہو؟انکل نے بتایا مجھے کہ تم دفتر بھی نہیں جا رہے۔"

ارسم نے پانی کا گلاس پکڑ کر لبوں سے لگایا۔

"دیکھو میں مانتی ہوں کہ وہ تمہاری اچھی دوست ہو گی لیکن پولیس اپنا کام کر تو رہی ہے۔اور اسے پولیس نے ہی ڈھونڈنا ہے تم نے نہیں۔"

ارسم نے گود سے نیپکن پکڑا اور اپنے ہونٹ صاف کیے۔نیپکن کو گول مول کر کے اس نے ٹیبل پر پھینک دیا۔ہیلی افسوس سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ لڑکی اگر آج مصیبت میں ہے تو اس کا ذمے دار میں ہوں ہیلی۔ایسا ممکن نہیں ہے کہ وہ مصیبت میں ہے اور میں آرام سے بیٹھ جاوں۔"

"اچھا ٹھیک ہے لنچ کیوں چھوڑ رہے ہو۔ ہم کسی اور ٹاپک پر بات کر لیتے ہیں۔"

ارسم کے فون پر کال آنے لگی تو اس نے فورا فون پکڑا۔

"ایتھن۔اس وقت۔" حیران ہوتے اس نے فورا کال اٹھائی۔

"ہیلو۔ایتھن سب خیریت تو ہے؟" وہ فورا کھڑا ہوا۔

اس کے چہرے پر ایک دم پریشانی امڈ آئی تھی۔ ہیلی بھی فورا کھڑی ہو گئی۔

"تم بتاو نا۔ ہوا کیا ہے محمد کو؟"

اس نے ٹھہر کر دوسری جانب سنا۔ ہیلی فورا اس کی جانب آئی۔

www.novelsclubb.com

ارسم نے فورا ٹیبل کو پکڑا۔ سر خود باخود نفی میں ہل رہا تھا۔ جس ہاتھ سے اس نے فون کان کو لگا رکھا تھا وہ ہاتھ کانپ رہا تھا۔

"محمد۔" اور وہ کرسی پر گر گیا۔

"ارسم۔ کیا ہوا ہے؟ کچھ بتاو مجھے کیا ہوا ہے؟" ہیلی پریشانی سے پوچھے جا رہی تھی۔

ارسم کو نہیں پتا تھا اسے کیسے بتائے۔اسے نہیں پتا تھا وہ کیا کرے۔اسے نہیں پتا تھا اس کا ہر قریبی بچھڑتا کیوں جا رہا تھا۔

.....

اس زمینی ہول میں صرف کی بورڈ کی آواز تھی۔دو انگلیاں تیزی سے اس پر چل رہی تھیں۔ایچ کا چہرہ سکرین کی روشنی سے روشن تھا۔اس کے ماتھے پر لکیریں تھیں۔جیسے وہ بہت فوکس کر رہا ہو۔اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ارسم اپنے فون پر جھکا تھا۔اس کے فون پر محمد کی تصویر تھی جس پر وہ اداسی سے انگلی پھیر رہا تھا۔وہ کینیڈا نہیں جا سکا تھا۔محمد کو آج صبح ہی دفنا دیا گیا تھا۔اس نے یہاں مسجد میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کروائی تھی۔

"یس۔"ایچ ایک دم اونچی آواز میں چلایا۔

ارسم فورا کرسی سے اٹھا اور سکرین کی جانب جھکا۔

"کیا ہوا؟"

"مجھے علم ہو گیا ہے کہ وہ بلوچستان کے کس علاقے میں ہیں۔ میں بہت دنوں سے جہانگیر کے فون کو ٹریس کر رہا تھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ جہانگیر کے بھاگنے کا ہمیں ہی فائدہ ہو گا۔"

"کہاں؟" ارسم بے تابی سے سکرین کو دیکھتا بولا جس پر بے تکے کوڈز کے علاوہ کچھ نا تھا۔

"قلات کی وادی۔"

اس کی آنکھیں مسلسل سکرین پر سفر کر رہی تھیں۔ انگلیاں مزید تیزی سے کام کرنے لگی تھیں۔

"مافیا کے لوگ زیادہ تر ملٹری زون یا جنگلوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ وہ بھی ضرور قلات کے جنگلات میں چھپے ہوں گے۔" وہ سکرین سے نظریں ہٹائے بغیر بولا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ کس جگہ ہوں گے؟"

اچ نے جواب نا دیا۔

"کیا کر رہے ہو تم؟" ارسم کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"میں وہاں کے سیل ٹاورز کو ہیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ کچھ دن پہلے اگر کوئی غیر معمولی حرکت ہوئی ہے تو پتہ چل سکے۔"

ارسم بے تابی سے سکرین پر جھکا رہا۔

سکرین پر بہت سی لائینز ابھر رہی تھیں جو کوڈز تھے۔

www.novelsclubb.com

"یس۔" اچ نے کی بورڈ چھوڑ کر ایک مکا میز پر مارا۔ کرسی سے اٹھ کر وہ پھر سے بیٹھا۔

"کچھ ملا؟"

"ایک انکرپٹڈ سگنل۔ڈی کوڈ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"ایچ کا سانس پھولا ہوا تھا۔

سکرین پر کچھ نئے کوڈز ابھرے۔

ایچ اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ دیے۔

"کیا ہوا؟"ارسم کبھی سکرین کو دیکھ رہا تھا تو کبھی ایچ کو۔

ایچ نے چہرہ ارسم کی جانب موڑا۔سر نفی میں ہلایا۔وہ کہنا کیا چاہتا تھا؟

"بولو نا۔کیا پتا چلا تمہیں۔"

"زخرف۔۔۔۔زخرف کا پتا چل گیا ہے۔"اس کی آنکھوں میں ڈھیروں نمی آ گئی تھی۔اور خوشی سے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

ارسم جہاں تھا وہیں کرسی پر گر گیا۔چہرہ دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔

www.novelsclubb.com

ان دونوں کی آنکھوں میں نمی تھی۔ان دونوں کو نہیں معلوم تھا کہ انہیں خوش کیسے ہونا ہے۔ان دونوں کے جذبات بے زبان تھے۔

ایچ میز کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا۔ سر دونوں گھٹنوں میں دے دیا۔وہ چیخنا چاہتا تھا۔وہ اپنی خوشی کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔لیکن وہ خاموش رہا۔

ارسم کرسی پر سر پیچھے کو گرائے بیٹھا تھا۔وہ پوری دنیا کو چیخ کر بتانا چاہتا تھا۔لیکن وہ بھی خاموش رہا۔

"پولیس۔"ایچ سر اٹھا کر بولا۔

"ہاں۔چلو۔"

www.novelsclubb.com

.....

حرا کچن میں کھانا تیار کر رہی تھی۔زینیا لاونج میں اپنے نانا کے ساتھ ہوم ورک کر رہی تھی۔پیچھے ٹی وی بغیر آواز کے چل رہا تھا۔

"پاپا۔"زینیا سکرین کو دیکھتے چلائی اور اٹھ کر فورا ریموٹ سے والیم بڑھایا۔

حرا بھی اس کی آواز سن کر دوڑی باہر آئی۔

"ماما۔وہ دیکھو ٹی وی پر پاپا ہیں۔"زینیا خوشی سے چیختی جا رہی تھی۔

ٹی وی پر کچھ دیر پہلے ہی یوسف مرجان کا دیا ہوا بیان چل رہا تھا جس کے مطابق آفیسر سفیان کوئی غدار نہیں بلکہ ایک ہیرو تھا جس نے شہادت کی موت پائی تھی۔ انہوں نے مزید کہا تھا کہ ان کے دشمن صرف یوسف مرجان اور زخرف مرجان کے مجرم نہیں بلکہ آفیسر سفیان کے بھی قاتل ہیں۔انہیں تلاش کیا جائے اور ناصرف زخرف پر کیے جانے ظلم بلکہ آفیسر سفیان کے خون کا بھی بدلہ لیا جائے۔

حرا روتے ہوئے صوفے پر گر گئی۔اس کے والد فوراً اس کے قریب ہوئے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"حرا۔۔۔"

"آپ بھی اسے غدار سمجھتے تھے نا۔دیکھ لیں وہ غدار نہیں تھا۔میرا شوہر غدار نہیں تھا۔"

"ہاں۔۔۔۔ہاں۔"انہوں نے روتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

زینیا خاموشی سے ٹی وی کی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"ماما۔زخرف مرجان تو بہت بری ہے پھر اس کے فادر میرے پاپا کو ہیرو کیوں بول رہے ہیں؟"

حرا سیدھی ہوئی،اپنے آنسو صاف کیے اور خاموشی سے ٹی وی کی سکرین کو دیکھنے لگی۔

"زخرف مرجان بری ہے؟ یہ تم سے کس نے کہا؟" زینیا کے نانا اسے اپنے قریب کرتے بولے۔

"ماما نے۔ماما نے مجھے بتایا کہ میرے پاپا کی ڈیتھ زخرف مرجان کی وجہ سے ہوئی تھی۔مجھے وہ بلکل نہیں پسند۔" زینیا معصومیت سے یہ سب کہہ رہی تھی۔

حرا خاموش رہی۔

"ایسا نہیں ہے زینیا۔" اس کے نانا نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔"زخرف مرجان بری نہیں ہے۔جن لوگوں نے تمہارے پاپا کو مارا،انہی لوگوں نے ہمیشہ سے زخرف مرجان کو پریشان کیا ہے۔اب تو وہ اسے قید کر کے کہیں دور لے گئے ہیں۔ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کدھر ہے کس حال میں ہے۔وہ بری نہیں ہے زینیا،اس کے ساتھ ہمیشہ برا ہوا ہے۔"

زینیا نے کنفیوز ہو کر اپنی ماں کو دیکھا جو بلکل خاموش تھی۔

.....

آرمی کے ہیلی کاپٹرز اس علاقے پر منڈلانے لگے تھے۔وہ ہر طرف سے اس علاقے کو گھیر چکے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے رسیاں لٹکیں اور بہت سے فوجی ان رسیوں کے سہارے نیچے اترنے لگے۔

ایک ہیلی کاپٹر سے لال سی روشنی نکل رہی تھی جس نے زمین کے ایک خطے کو کور کر رکھا تھا۔فوجیوں نے اس زمین کے حصے کو گھیر لیا۔ایک نے اپنے ہاتھ میں پکڑی مشین کو زمین پر رکھا تو وہ ہری بتی دینے لگی۔

www.novelsclubb.com

ایک فوجی نے اپنی جیب سے ایک چھوٹے سے بم جیسی کوئی شے نکالی اور وہیں زمین پر رکھ دی۔وہ سب تیزی سے پیچھے کو ہٹے۔سب کی رائفلز اسی جانب تھیں۔ایک دھماکہ ہوا اور زمین کے اندر جاتے اس راستے کا دروازہ ٹوٹ کر تباہ ہو گیا۔وہ سب ایک ایک کر کے نیچے اترنے لگے۔نیچے اترتے ہی ایک راہداری تھی۔اس راہداری

میں کوئی نا تھا۔وہ سب آگے کو بڑھنے لگے۔ایک دروازے کے قریب وہ رکے۔ باقی سب دیوار کے ساتھ لگ گئے جبکہ ایک سامنے کھڑا ہوا اور پیر کی ٹھوکر سے دروازہ توڑا۔آگے ایک لمبی راہداری تھی۔دروازے کے ساتھ ہی ایک کرسی میز پڑا تھا اور اس کے سامنے ایک سیل تھا۔سیل کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔دو لوگ سیل کے اندر گئے اور اسے چیک کیا۔وہاں خون سے لتھ پتھ دو جوڑوں کے علاوہ کچھ نا تھا۔ان پر لگا خون بھی کافی دن پرانا تھا۔وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگے۔

ہر کمرے کو چیک کرتے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔پھر وہ ایک کمرے کے سامنے رکے۔

www.novelsclubb.com

پیر کی ٹھوکر سے اس کمرے کا دروازہ توڑا۔

"اوہ نو۔"

وہ سب حیرت سے سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔پھر دو لوگ اندر آئے اور میز کے قریب اس خون کے تلاب کے قریب بیٹھے۔

ایک نے اپنے ہاتھ سے خون کو چھوا۔

"کیا ممکن ہے کہ یہ زخرف مرجان کا خون ہے؟" سوالیہ نظروں سے سامنے والے کو دیکھا۔

"ہم نے ہر جگہ چیک کر لی ہے۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔" باہر سے دو بندے دوڑے اندر آئے۔

"اس خون کا ایک سیمپل لے لو۔ اور اس جگہ کو سیل کرو۔ جلدی۔ یہ یہاں ایک کیمرہ بھی ہے۔ اس کی ڈیٹیلز نکلواو۔ جلدی۔" آپریشن کا سربراہ اب سب کو ہدایات دیتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اپنے کے فون پر جھکے تھے۔ دونوں کا سانس سوکھا ہوا تھا۔

"ہم وہ جگہ مکمل دیکھ چکے ہیں۔ وہ لوگ یہاں نہیں ہیں۔" ایک فوجی کی آواز فون کے سپیکر سے ابھری۔

www.novelsclubb.com

ارسم نے زور سے میز پر مکا مارا۔ایچ فون میں چیخا تھا۔

"انہیں کوئی پہلے ہی انفارم کر چکا ہو گا اور وہ بھاگ گئے۔ایسے لوگوں کے ہر ادارے میں دوست ہوتے ہیں ایچ۔"

وہ دونوں خاموشی سے لب کاٹ رہے تھے۔اب کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

"لیکن ہمیں کچھ ملا ہے یہاں۔"

ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"کیا۔۔۔کیا ملا ہے؟"ارسم فون پر جھکتا بولا۔

"یہاں ایک کمرے میں بہت سارا خون ہے۔اور وہ خون بلکل تازہ ہے اور انسانی خون ہے۔جیسے کچھ لمحے پہلے ہی یہاں کسی کا قتل کیا گیا ہو۔"

وہ دونوں پلک جھپکنا بھول گئے۔

www.novelsclubb.com

"ہم جلد اس خون کا سیمپل پہنچا دیں گے۔ ہمیں اسے زخرف مرجان کے والد کے خون سے میچ کرنا ہو گا۔"

ارسم گر گیا۔ اسے اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ اگر وہ زخرف؟؟؟؟

"اور ایک کیمرہ بھی یہاں سے ملا ہے۔ میں تم سے دوبارہ رابطہ کروں گا ایچ۔" کال کٹ گئی۔

ایچ بھی دھیرے سے نیچے بیٹھا۔ اس نے ارسم کے چہرے کو دیکھا جو نیلا پڑ گیا تھا۔

"تم ایسے کیوں کر رہے ہو ہاں؟" ایچ نے زور سے اسکا کندھا جھنجوڑا۔ "وہ اس کا خون نہیں ہے۔ وہ زخرف کا خون نہیں ہے۔" اس کے چہرے کے قریب وہ چیخا۔ "وہ اسکا خون ہو ہی نہیں سکتا۔"

ارسم نے سر گھٹنوں میں دے دیا۔ وہ اونچی آواز میں رونے لگا تھا۔

"تم پاگل ہو کیا؟" ایچ اس سے پیچھے ہٹتا گیا۔ "وہ اس کا خون نہیں ہے۔ وہ بلکل ٹھیک ہو گی۔" اس سے پیچھے ہٹتے اس نے کرسی سے ٹیک لگالی۔ اس نے بھی اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپالیا۔

.....

جب یہ خبر مرجان ہاوس تک پہنچی تو ایک قیامت برپا ہو گئی۔ ہر کوئی رو رہا تھا، چیخ رہا تھا۔ سب ملازم گھر کے کونوں میں دبکے سسکیاں لے رہے تھے۔

سب کی آنکھوں میں آنسو تھے سوائے یوسف کے۔ ان کی آنکھیں خشک تھیں۔ جیسے وہ رونا بھول ہی گئے ہوں۔ جیسے ان کا جسم تکلیفیں سہہ سہہ کر اتنا عادی ہو گیا ہو کہ اب اسے فرق ہی نا پڑتا ہو۔

ڈاکٹرز کی ایک ٹیم وہاں موجود تھی۔ ایک ڈاکٹر ان کے قریب بیٹھا ان کے خون کا سیمپل لے رہا تھا۔

"ہم اسے لیبارٹری بھیج رہے ہیں۔کچھ ہی گھنٹوں میں رپورٹس آجائیں گی۔"

"ڈاکٹر۔"تایا کبیر لڑکھڑاتی آواز میں بولے۔"اگر وہ زخرف۔۔۔زخرف کا خون ہوا تو۔۔۔"وہ اپنا جملہ مکمل نا کر سکے۔

ڈاکٹر کچھ دیر خاموش رہا۔پھر ہمت کر کے گلا صاف کیا۔

"جتنا خون بہا ہے،یہ امید نہیں ہے کہ وہ زندہ ہو گی۔اس کی موقع پر ہی۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر نے بھی جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

ڈاکٹرز کے اندازے کے مطابق تین گھنٹے بعد رپورٹس آگئیں۔یہ بات پورے ملک یہاں تک کے سات سمندر پار تک بھی پھیل گئی تھی۔اس وقت مرجان ہاوس کے باہر میڈیا ہی میڈیا تھا۔ہر کسی کو رپورٹ کا انتظار تھا۔

یوسف کے سامنے بیٹھے ڈاکٹر کو اپنے فون پر رپورٹ موصول ہوئی تو اس نے اسے کھولا۔

ارسم یوسف کے صوفے کی دوسری جانب زمین پر بیٹھا تھا۔اس کی گود میں ہانا تھی جسے اس نے زور سے سینے سے لگا رکھا تھا۔اس کے ساتھ ہی بوا سر گرائے بیٹھی تھیں۔

ڈاکٹر سکرول کرتے ہوئے رپورٹ پڑھتا جا رہا تھا۔یوسف خشک آنکھوں سے ڈاکٹر کو دیکھ رہے تھے۔

ارسم کے فون پر میسج کی بپ ہوئی۔فون اس کے قریب نیچے زمین پر پڑا تھا۔ہانا فورا اس کے ہاتھوں سے نکلی اور فون تک آئی۔فون کو منہ میں دبایا اور ارسم کے ہاتھ پر رکھا۔ارسم نے سر جھکا کر سکرین کی جانب دیکھا۔وہاں ایچ کے میسج کا نوٹیفیکیشن تھا۔وہاں صرف ایک سطر تھی۔اس سطر کو وہ اوپر سے بھی پڑھ سکتا تھا۔ہانا بھی دلچسپی سے سکرین کو دیکھ رہی تھی۔

'وہ زخرف کا خون نہیں ہے۔'

"وہ زخرف کا خون نہیں ہے۔"ڈاکٹر کی آواز سارے میں گونجی۔

یوسف نے آنکھیں میچیں اور صوفے پر پیچھے کو گر گئے۔ منہ پر ہاتھ رکھے اب کے آنسوؤں سے رونے لگے۔ کبیر مرجان نے آگے ہو کر انہیں گلے سے لگا لیا۔

ارسم نے آنکھیں زور سے میچ لیں اور سر پیچھے صوفے سے ٹکا دیا۔ ہانا اب اس کے چہرے کو ٹھہر کر دیکھ رہی تھی۔ اس کے فون پر ایچ کا ایک اور میسج ابھرا۔ اپنی دھندلی آنکھوں سے سکرین کو دیکھتے اس نے کانپتے ہاتھوں سے میسج کھولا۔

'مجھے اس کمرے کی فوٹیج مل گئی ہے جہاں زخرف کو رکھا گیا تھا۔'

.....

www.novelsclubb.com

وہ ایک کے ایک بعد ایک فوٹیج دیکھتے جا رہے تھے۔ زخرف ان کے سامنے تھی۔ پہلے انہوں نے راحیل نامی شخص کو زخرف کے سامنے وہ شرائط رکھتے دیکھا۔ پھر آصل کو اس پر تشدد کرتے دیکھا۔ پھر زخرف کو بلا بنتے دیکھا۔ پھر جہانگیر کو اس

کے سامنے اپنے اصلی روپ میں آتے دیکھا۔اب یہ آخری فوٹیج تھی۔وہ دونوں آپس میں بغیر کوئی بات کیے خاموشی سے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔

(تین دن گزر چکے تھے لیکن زخرف کے جسم کے زخم ویسے ہی تھے۔البتہ اب وہ اپنی پوری ہوش میں تھی۔وہ پھر سے اسی کمرے میں تھے جہاں کیمرہ تھا۔کیمرہ آن تھا کہ نہیں وہ یہ نہیں جانتی تھی۔جہانگیر اس کے سامنے بیٹھا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایک تو یہ عورت کی خوبصورتی کچھ کم عقل مردوں کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔"کہہ کر وہ ہنسا۔

www.novelsclubb.com

راحیل دروازے میں آکر کھڑا ہوا تو جہانگیر نے اسے دیکھا۔راحیل کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"آؤ۔اندر آؤ۔"

راحیل اندر آیا اور ان دونوں کے بیچ کھڑا ہو گیا۔

"راحیل میرا بڑا پرانا بندہ ہے۔اس نے ہمیشہ مجھ سے وفا نبھائی ہے۔ہمیشہ میرا حکم ایسے مانتا تھا جیسے خدا کا حکم مانا جاتا ہے۔لیکن تمہارے آنے کے بعد نا جانے کیا ہوا۔ میرا سب سے پالتو کتا مجھ سے بے وفائی کرنے لگا۔"وہ راحیل کو دیکھ رہا تھا۔راحیل کا سر جھکا ہوا تھا۔

"بلکل۔جیسے میرے باپ کا کتا بے وفائی کر گیا۔"زخرف بغیر کسی تاثرات کے بولی۔

جہانگیر نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا۔

"راحیل بڑے اچھے سے جانتا ہے کہ مجھ سے بے وفائی کا انجام کیا ہے۔کیا مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت ہے راحیل؟"

راحیل نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"بہت ہمدردی ہو رہی تھی نا تمہیں اس سے؟اب سزا تو بھگتنی پڑے گی۔کہ نہیں؟"

راحیل نے سر نہیں اٹھایا۔

"جب تم اپنی سزا جانتے ہو تو دیر کیوں کر رہے ہو؟" پیچھے کو ٹیک لگائے وہ دلچسپی سے راحیل کو دیکھ رہا تھا۔

راحیل نے اپنی ویسٹ سے پستول نکالا۔زخرف کی نظریں اس کی پستول پر تھیں۔ راحیل اس پستول کو اپنی کنپٹی تک لے گیا۔زخرف کا سانس رک گیا۔

"بلکہ رکو۔" جہانگیر کچھ سوچتے بولا۔

پھر زخرف کی جانب دیکھا۔

"جس سے تم ہمدردی کر رہے تھے اسی کے ہاتھوں مرنا زیادہ پسند کرو گے تم۔ ہے نا؟"

www.novelsclubb.com

راحیل خاموش رہا۔

"سمجھ نہیں آئی تمہیں؟" جہانگیر بلند آواز میں غرایا۔

راحیل نے پستول نیچے کرلی۔ پھر وہ زخرف تک آیا۔ وہ سانس روکے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ راحیل اس کی کرسی کے قریب نیچے بیٹھا۔ پستول زخرف کے ہاتھ کی جانب بڑھائی۔

"راحیل۔۔۔۔ نہیں۔"

راحیل نے زبردستی اس کے ہاتھ میں پستول پکڑائی۔ زخرف نے اپنا ہاتھ اکڑالیا۔ وہ پوری طاقت سے اس کی انگلیاں پستول پر باندھنے لگا۔

"راحیل رک جاو۔ یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔ راحیل۔۔۔"

جہانگیر محظوظ ہوتا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"راحیل پلیز۔۔۔۔ راحیل ایسا نہیں کرو۔"

راحیل نے اس کے ہاتھ پستول پر جمایا اور پستول کو اپنی کنپٹی تک لے گیا۔

"راحیل۔" زخرف نے چیختے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

راحیل زخرف کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔اس کی ایک آنکھ سے آنسو نکلا اور نیچے بہہ گیا۔زخرف کی ایک انگلی ٹریگر پر تھی۔راحیل کی انگلی اس کی انگلی پر تھی۔زخرف نے اپنی انگلی کو اکڑا رکھا تھا۔راحیل نے پوری طاقت سے اس انگلی کو دبایا۔فضا میں گولی کی آواز گونجی۔بازو سمیت زخرف کے ہاتھ کو زوردار جھٹکا لگا۔پستول کی نالی سے گولی نکلی اور سیدھی راحیل کے دماغ کے آر پار ہو گئی۔اس کا ہاتھ زخرف کے ہاتھ پر ڈھیلا پڑ گیا۔پھر اس کا ہاتھ چھوٹا اور وہ پیچھے کی جانب گر گیا۔

پستول زخرف کے ہاتھ سے لڑھک کر نیچے گر گئی۔

ہر طرف سناٹا ہو گیا تھا۔

زخرف نے آنکھیں کھولیں۔اس کے بائیں جانب زمین پر خون کا تلاب تھا۔ راحیل کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا سر خون کے تلاب میں تھا۔

"چچ چچ۔زخرف مرجان نے آج قتل کر دیا۔"

"نہیں۔"وہ بے یقینی سے راحیل کو دیکھتی بولی۔

"زخرف مرجان آج سے ایک قاتل ہے۔"

"نہیں۔"زخرف نے اپنا سر جھکا لیا۔"نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔"وہ اونچی آواز میں چلانے لگی۔)

کچھ بندے اس کمرے میں داخل ہوئے اور راحیل نامی لڑکے کی لاش لے گئے۔ وہاں ایک دم ہڑبڑی سی مچی تھی۔جیسے انہیں علم ہو گیا ہو کہ جلد وہ پکڑے جائیں گے۔جہانگیر نے زخرف کو بازو سے کھینچ کر کرسی سے اٹھایا اور گھسیٹتے باہر لے گیا۔

"آخری فوٹیج میں زخرف کے جسم پر بہت سارے نشان تھے۔اسے بہت مارا گیا ہے۔"ایچ سکرین کو دیکھتا بولا جواب تاریک ہو گئی تھی۔

وہ دونوں مزید کچھ نہیں بولے۔کیا انہوں نے ابھی جو دیکھا تھا وہ کبھی اپنے دماغوں سے مٹا سکیں گے؟

.....

حرا سکرول کر رہی تھی اور سوشل میڈیا پر ہر جگہ چند ہی ہیش ٹیگ دکھ رہے تھے۔ جن میں سے زیادہ زخرف مرجان کے بارے تھے لیکن ایک ہیش ٹیگ اس کے شوہر کے بارے میں بھی تھا۔

#OfficerSufiyanWasAHero

وہ نم آنکھوں سے فون کی سکرین دیکھے گئی۔

"تمہارا شوہر ایک بہت قابل آفیسر تھا۔اس نے نا صرف اپنی ڈیوٹی سے بلکہ انسانیت سے بھی وفا نبھائی۔ لیکن تم کیا کر رہی ہو حرا؟ تم اپنی بیٹی کو کیا سکھا رہی ہو؟ تم اس کے سامنے اس لڑکی کو جس کے ساتھ سب سے زیادہ ظلم ہوا، ولن بنا کر پیش کر رہی ہو؟"

اس کے والد سامنے والے صوفے پر بیٹھے افسوس سے بول رہے تھے۔ حرا کا سر فون پر ہی جھکا رہا۔

"زخرف مرجان کا قصور صرف یہ ہے کہ اس کے پیدا ہوتے ہی اس کے باپ کے دشمن ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ کیا زخرف مرجان نے تمہارے شوہر سے کہا تھا کہ وہ اس کو ڈھونڈے اور ڈھنڈتے اپنی جان دے دے؟ نہیں حرا۔ وہ اپنی خوشی سے یہ کام کر رہا تھا۔ تمہیں تو چاہیے کہ اپنی بیٹی کو اپنے شوہر جیسا بناو۔ اس کی طرح بہادر اور ہمیشہ حق کے لیے کھڑے ہونے والا بناو۔ اگر آج سفیان دیکھ لے

کہ تم اپنی بیٹی کے دل میں کیسے نفرتیں پیدا کر رہی ہو تو وہ تمہیں کیسی نظروں سے دیکھے گا؟"

حرا نے کوئی جواب نا دیا۔ایک خاموش آنسو اس کے گال پر بہہ گیا۔

.....

وہ نرم سا بستر تھا جس پر وہ لیٹی تھی۔اس نرم بستر پر لیٹے جسم میں ایک ہلکا سا سکون اتر رہا تھا۔زخرف نے آنکھیں کھولیں اور ارد گرد دیکھا۔وہ پھر سے کوئی بھیانک سا کمرہ تھا۔وہاں سے نکلنے سے پہلے اس نے ہیلی کاپٹرز کی آواز سنی تھی۔کیا وہ اسے بچانے آئے تھے؟لیکن جہانگیر پہلے ہی اسے لیے وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

اس نے ارد گرد دیکھا۔زمین پر صرف ایک میٹرس تھا جس پر وہ لیٹی تھی اس کے علاوہ وہاں کچھ نا تھا۔کمرے کی ایک طرف سیڑھیاں تھیں جو اوپر کو جاتی تھیں۔ایک دم سے روشنی کی ایک لکیر ان سیڑھیوں پر ابھری۔زخرف نے دو قدم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سیڑھیوں سے اترتے دیکھے۔وہ جہانگیر تھا،ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

جہانگیر اس کے قریب آیااور نیچے بیٹھا۔

"پیو یہ۔"دودھ کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔

زخرف نے ہاتھ آگے بڑھائےاور گلاس تھام لیا۔گلاس لبوں تک لے جاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پھسل گیا۔جہانگیر نے گلاس زمین پر گرنے سے پہلے ہی پکڑ لیا۔بہت سارا دودھ چھلک کر باہر گرا۔جہانگیر نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی بھی ناکارہ نہیں ہوئی تم ابھی۔"اس نے گلاس پکڑے اس کے لبوں سے لگایا اور زبردستی تیزی سے دردھ اس کے منہ میں انڈیلنے لگا۔

آدھا دودھ نیچے گر گیا۔زخرف ایک طرف کو جھکی کھانسنے لگی۔وہ اٹھا اور منہ میں بڑبڑاتا سیڑھیاں چڑھ کر غائب ہو گیا۔

زخرف نے بازو سے اپنا چہرہ صاف کیا۔کئی لمحے وہ یونہی بیٹھی رہی۔

پھر سے دروازہ کھلا اور دو پیر دھیرے سے نیچے اترنے لگے۔زخرف نے بغیر سر کو حرکت دیے نظریں اٹھا کر دیکھا۔وہ شخص سیڑھیاں اتر کر اب اس کے سامنے کھڑے تھا۔اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس نے بے یقینی سے پلکیں جھپکائیں۔

"ایم جی۔"نام دھیرے سے اس کے لبوں سے پھسلا۔

سعد نم آنکھوں سے اسے دیکھتا اس کے قریب آیا۔

"تم۔۔۔تم یہاں؟کیا میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں؟"دھیرے سے بڑبڑائی۔

"تم کوئی خواب نہیں دیکھ رہی۔"وہ اس کے قریب نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔

زخرف اب بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم۔۔۔"

"ہاں میں۔ تمہیں میری ضرورت تھی نا؟ دیکھو میں آگیا۔"

زخرف اس کے قریب ہوئی۔

"کیا تم۔۔۔ کیا تم پولیس کو لے کر آئے ہو؟ کیا تم مجھے بچانے آئے ہو؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی پوچھ رہی تھی۔

سعد نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔ میں تمہیں بچانے آیا ہوں۔ تمہیں ان سب تکلیفوں سے دور کرنے آیا ہوں۔ آج کے بعد تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔" سعد کی نظریں اس کے زخموں پر پھسل رہی تھی۔ وہ ایک مہینہ پہلے والی زخرف نہیں تھی۔ وہ بہت مختلف دکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

زخرف نے پیچھے دروازے کی جانب دیکھا۔

"کوئی اور کیوں نہیں ہے؟ یہ صرف میرا خواب ہے نا۔۔۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔"تم یہاں کیسے آ سکتے ہو۔ابھی تک یہاں کوئی نہیں پہنچا۔ارسم نے وعدہ کیا تھا لیکن وہ نہیں آیا۔"اس نے نڈھال سی ہو کر گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔

"تمہیں ہمیشہ مجھ سے کوئی امید نہیں ہوتی نا؟ لیکن دیکھو زخرف۔ تمہیں یہاں کوئی بچانے نہیں آیا۔ناہی تمہارا باپ جو تم سے محبت کے دعوے کرتا ہے اور ناہی ارسم جس کی محبت میں تم پاگل ہو۔"

"مجھے پریشان نہیں کروایم جی۔"وہ آنکھیں بند کیے بولی۔"پلیز مجھے پریشان نہیں کرو۔"

زخرف کے چہرے کے زخم دیکھتے سعد کے گال پر ایک آنسو لڑھک گیا۔اس نے اپنا کانپتا ہاتھ اس کے چہرے کی جانب بڑھایا۔وہ اس کے زخم کو چھونا چاہتا تھا۔ لیکن پھر رک گیا،ہاتھ نیچے گرا دیا۔

"آنکھیں کھولو زخرف۔یہ تمہارا خواب نہیں ہے۔میں حقیقت میں یہاں بیٹھا ہوں۔اور میں تمہیں بچانے آیا ہوں۔میں تمہاری ان ظالم لوگوں سے ہمیشہ کے لیے جان چھڑوانے آیا ہوں۔"

زخرف نے دھیرے سے سر اٹھایا۔

"کیا یہ واقعی خواب نہیں ہے؟لیکن میں کیسے یقین کروں؟"

"جہانگیر نے بہت ظلم کیا ہے نا تم پر۔تم دیکھنا۔۔۔دیکھنا میں اسے کتنی دردناک موت ماروں گا۔"

وہ اب خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔یہ حقیقت تھی یا خواب؟کیا واقعی وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا؟

"میں تمہیں آج تمہاری تکلیفوں سے آزاد کر دوں گا۔"

زخرف اسے دیکھے گئی۔

"تمہیں کہانیاں بہت پسند ہیں ناز خرف۔ چلو آج میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں۔ ایک سچی کہانی۔"

اس کمرے کی دیواریں بھی سانس روکے اسے سن رہی تھی۔

"ایک لڑکا تھا۔ بد قسمتی سے اس کا نام سعد آغا تھا۔ بچپن سے اس نے ایک سکرپٹڈ زندگی گزاری۔ اسے صرف وہی کرنے کی اجازت ہوتی تھی جو اس کا باپ کہتا تھا۔ بچپن میں کھلونوں سے کھیلنے کی بجائے اسے انسانوں پر تشدد کرنا سکھایا جاتا تھا۔ ایسے ہی وہ معصوم بچہ ایک درندے میں بدلتا گیا۔ لیکن اندر سے پھر بھی وہ معصوم ہی تھا۔ جس کے دل میں عام انسانوں والی خواہشات تھیں۔ وہ جنہیں اسکا باپ ربش کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ اس لڑکے کی زندگی صحرا میں تپتی ریت جیسی تھی۔ لیکن پھر ایک دن ایک معجزہ ہوا۔ اس صحرا میں موجود اس ریت پر بارش کے بادل چھائے اور اس ریت پر بارش برساتے اسے ٹھنڈا کر گئے۔ تم جانتی ہو وہ بارش کون تھی؟" سعد زخرف کے چہرے کو دیکھ رہا تھا اور وہ اسے۔

"وہ بارش زخرف تھی۔وہ جسے پہلی نظر میں دیکھتے سعد آغا اپنی عقل کھو بیٹھا تھا۔ ساری زندگی دھوپ میں جل جل کر ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا کہ اس پر ٹھنڈی بارش ہوئی ہو۔اسے دیکھتے اس کا جلتا دل ٹھنڈا ہونے لگا۔اس دن سعد آغا کے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔زخرف کو حاصل کرنے کی خواہش۔زخرف کے ساتھ اپنی ہی ایک دنیا بسانے کی خواہش۔لیکن زخرف تو اونچے آسمان پر اڑنے والا ایسا پنچھی تھی جسے قید کرنا آسان نہیں تھا۔لیکن سعد آغا نے بھی ہار نہیں مانی۔وہ بھیس بدل کر زخرف کی زندگی میں داخل ہو گیا۔اس دن وہ سعد آغا۔۔۔سعد آغا سے ایم جی بن گیا۔تاکہ وہ زخرف کے قریب رہ سکے۔"

www.novelsclubb.com

زخرف کے چہرے پر کچھ تبدیل ہوا۔

"بہت سال گزر گئے لیکن سعد آغا اس پنچھی کو قید نہیں کر سکا۔وہ ہمیشہ اس کے دل کو ٹٹولتا تھا لیکن کبھی اپنے لیے محبت نظر نہیں آتی تھی۔وہ اپنی طاقت سے بھی اس کے دل کو قابو میں نہیں کر سکتا تھا۔پھر اس نے گھٹنے ٹیک دیے۔اسے قید

کرنے کی خواہش بھی روند ڈالی۔ لیکن ایک چیز وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اور وہ یہ کہ زخرف کسی اور سے محبت کرے۔"سعد نے نفی میں سر ہلایا۔"اس نے جب زخرف کو ارسم کو چنتے دیکھا تو وہ برداشت نہیں کر پایا۔پھر اس نے اپنی طاقت کا استعمال کیا۔اور وہ زخرف کو قید کر کے سب سے دور لے گیا۔اتنی دور جہاں کوئی نا آسکے۔"

زخرف نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"اور آج وہ زخرف کی ساری تکلیفیں دور کر دے گا۔وہ اسے ابدی سکون دے دیگا۔آج زخرف ہمیشہ کے لیے پر سکون ہو جائے گی۔"

"نہیں۔"زخرف نے چہرہ اس کی جانب جھکایا۔"بکواس نہیں کرو۔ جھوٹ نہیں بولو۔"

"پہلی دفعہ تم سے سچ بولا ہے زخرف۔"

زخرف مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"تمہیں تو مذاق کرنا بھی نہیں آتا۔ بہت گھٹیا مذاق کر رہے ہو تم۔ بہت گھٹیا۔"

سعد خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

زخرف کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ کبھی وہ کانپتے ہاتھوں کو منہ پر پھیرتی تو کبھی گھٹنوں پر۔

"میں مجبور تھا زخرف۔ میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔" کئی آنسو سعد کی آنکھوں سے بہہ گئے۔

"نہیں۔" زخرف بلند آواز سے غرائی۔ "چپ۔" اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

"چپ رہو۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ میرا مذاق کا موڈ نہیں ہے۔"

"کاش۔۔۔ کاش یہ مذاق ہوتا۔ کاش میں سعد نا ہوتا۔ کاش میں ایم جی ہوتا۔ کاش میں سعد نا ہوتا۔" وہ تکلیف سے اسے دیکھے گیا۔

"تم خاموش ہو گے کہ نہیں؟"اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

سعد خاموش رہا۔زخرف اس کی آنکھوں میں دیکھے گئے۔پھر نا جانے اس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی۔اس نے سعد کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔وہ بنا مذاہمت کے کھڑا ہو گیا۔

زخرف نے زور سے اسے پیچھے کو دھکیلا۔

"تم سعد آغا نہیں ہو۔"وہ زور سے چلائی۔

سعد خاموش رہا۔

زخرف نے پھر آگے ہو کر اسکا گریبان پکڑا۔

"کہو کہ تم سعد آغا نہیں ہو۔بولو۔"زور سے اسے دیوار کی جانب دھکیلا۔وہ دیوار سے جا لگا لیکن خاموش رہا۔

زخرف اس تک آئی۔

www.novelsclubb.com

"خاموش کیوں ہو تم؟ بولو نا۔ بولو کے تم سعد نہیں ہو۔ تم ایم جی ہو۔"

اور پھر وہ رکی نہیں۔ وہ اسے مارتی گئی۔۔۔۔مارتی گئی۔ وہ بھی خاموشی سے اس سے مار کھاتا گیا۔ جب وہ تھک گئی تو زمین پر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھوں میں اپنے بال جکڑے زور زور سے چلانے لگی۔ سجدے میں گری وہ روتی گئی۔

"یااللہ۔۔۔۔یااللہ۔۔۔اور برداشت نہیں ہو رہا مجھ سے۔ نہیں ہو رہا۔"

سعد سہم کر دیوار کے ساتھ لگا اسے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

.....

وہاں موت جیسا سناٹا تھا۔ ایک دیوار کے ساتھ سعد بیٹھا اور اس کے بلکل سامنے دوسری دیوار کے ساتھ زخرف بیٹھی تھی۔ اس کی ساری زندگی جو شاید جھوٹ اور دھوکوں پر مبنی تھی کسی فلم کی طرح اس کے سامنے چل رہی تھی۔

ان کے بیچ زمین پر ایک گن پڑی تھی۔ سعد تکلیف سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کی خواہش نے اس کی زندگی برباد کر دی تھی۔ اور آج وہ واقعی اسے سب تکلیفوں سے نجات دلانے آیا تھا۔ جب سانسیں ہی نہیں رہیں گی تو پھر تکلیفیں کیسی۔ بس تھوڑی سی اور تکلیف برداشت کرنی پڑے گی اسے اور پھر وہ پر سکون ہو جائے گی۔

زخرف خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنے دل میں چبھے ان خنجروں کو محسوس کر سکتی تھی۔ جو سب سے آخر پر لگا تھا وہ اندر تک کھب گیا تھا۔ اس کی تکلیف برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اندر دل بری طرح لہولہان ہو چکا ہے۔ اس کا خون اندر ہی بہتا جا رہا تھا۔ اس خون کو باہر آنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔

دل کے لہولہان ہوتے ہی اسے ایک خالی پن سا محسوس ہونے لگا۔ جیسے اس کے اندر سے کچھ مر رہا ہو۔ کیا وہ مزید جینے کی خواہش تھی جس کی وفات ہو رہی تھی؟

www.novelsclubb.com

ایک خالی پن سا تھا جو اندر تک کھبتا جا رہا تھا۔اس کے دل سے دھیرے دھیرے خواہشات مٹ رہی تھیں۔اب اسے واپس جانے کی خواہش نہیں رہی تھی۔اسے یوسف کو پھر سے دیکھنے کی خواہش نہیں رہی تھی۔اسے ارسم کے لیے دل میں موجود محبت قطرہ قطرہ ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔لمحے گزرتے گئے۔اسے لگا کسی شے نے اس کی زبان کو سی دیا ہو۔جیسے اب وہ دوبارہ کبھی نہیں بول سکے گی۔ اب اندر سب کچھ خالی تھا۔سب خواہشات مر مٹ گئی تھیں۔

سوائے ایک خواہش کے

اور وہ یہ تھی کہ

اس کے سامنے جو بیٹھا ہے

سعد،ایم جی یا جو بھی وہ ہے

وہ اس گن کو اٹھائے

www.novelsclubb.com

اور زخرف کو ہمیشہ کے لیے

سکون کے گھاٹ اتار دے

موت کے گھاٹ اتار دے

.....

جاری ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com